مشعلِ راہ

جلد پنجم

(حصہ اوّل)

ارشادات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

شائع کردہ: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

دیباچہ

کسی جنگل میں کبھی ایک ریوڑ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو۔ دو منظر سامنے آتے ہیں۔ایک یہ کہ بھیڑیں اپنی مرضی سے منہ اٹھائے کوئی کہیں چلی جارہی ہیں اور کوئی کہیں۔ دور تا حد نظر بکھری ہوئیں۔ شیر اور بھیڑیئے تاک لگائے ہوئے ہیں اور جب چاہے جس کو چاہے اُچک لے جاتے ہیں اور وقتِ شام وہ اوّل تو ایک جگہ اکٹھی ہو ہی نہیں پاتیں جہاں سینگ سمائے پڑی رہتی ہیں اور اگر اکٹھی ہو بھی جائیں تو گنتی میں نہ جانے کتنی کم ہوتی ہوں انہیں تو کوئی گننے والا ہی نہیں۔ بغیر چرواہے کے یہی حشر ہوتا ہے۔

دوسری طرف ایک ریوڑ نظر آئے گا کہ ایک دائرے کے اندر آزادی سے، بے فکری سے، بھیڑیں آجارہی ہیں، چرتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ان کی تاک میں اگر کوئی شیر یا بھیڑیا ہے بھی، تو صبح سے لے کر شام تک وہ ناکام و نامراد رہتا ہے۔ دیکھنے والی آنکھ حیرت زدہ رہ جاتی ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ یہ بھی ایسی ہی بھیڑیں ہیں لیکن بے فکر اور آزادانہ گھوم پھر رہی ہیں اور شیروں اور بھیڑیوں کا بھی بس نہیں چل رہا۔ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا ایک چرواہا ہے، نگہبان ہے جو اونچی جگہ پر بیٹھے ہوئے سب پر نظر رکھے ہوئے ہے۔اس کی اپنی بھیڑوں پر بھی نظر ہے اور ان کی تاک میں بیٹھے ہوئے درندوں پر بھی نظر ہے۔ بھیڑیں تو کھا پی کر ستا بھی رہی ہیں اور اونگھ بھی رہی ہیں لیکن وہ چاک و چوبند ان کی رکھوالی کر رہا ہے اور شام کو جب وہ ایک آواز پر جمع ہوتی ہیں تو تر و تازہ اور شمار میں بھی پوری___

یہ فرق آخر کیوں ہے؟ اور کیا فرق ہے؟

صرف یہ کہ یہ بغیر چرواہے کے نہیں ہیں، ان کا ایک چرواہا ہے، ایک گلہ بان ہے، ایک نگران اور نگہبان ہے جس کی وجہ سے یہ ساری حفاظت انہیں میسر آرہی ہے۔قومیں بھی بغیر نگہبان کے ایسی ہی ہوا کرتی ہیں اور نگہبانی بھی اگر خدا کی نیابت میں ہو کہ گویا خود خدا ہی زمین پر اُتر آئے تو اس کے کیا کہنے۔ خلافت کی نگہبانی بھی کچھ ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔ جس قوم کے سر پر خلیفہ کا ہاتھ ہو جو قوم خلیفہ کی نگہبانی اور نگرانی میں ہے اس کی قسمت اور اس کا نصیب تو قابل رشک ہے۔اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ ہمیں خلافت کی اس نعمت سے اس نے سرفراز کیا۔ایک خلیفہ دیا جو ہمارے لئے دعائیں کرتا ہے۔ ہم

سوتے ہیں وہ ہمارے لئے جاگتا ہے، ہم غافل ہوتے ہیں وہ ہمارے لئے چاک و چوبند رہتا ہے، ہم دُکھ میں ہوں تو اپنے سکھ ہمیں دے کر خود سارے دکھ اپنے سینے میں چھپا لیتا ہے۔ ہماری فکریں وہ لے کر ہمیں بے فکر کر دیتا ہے۔ باخدا وہ ہماری خاطر ایک قید قبول کرتا ہے تا ہمیں آزادی نصیب ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:-

''تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے...... تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولا کے حضور تڑپتا ہے.....'' (برکاتِ خلافت)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اس محبت کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا:-

''دنیوی لحاظ سے وہ تلخیاں جو دوستوں نے انفرادی طور پر محسوس کیں وہ ساری تلخیاں میرے سینے میں جمع ہوتی تھیں۔ ان دنوں میں مجھ پر ایسی راتیں بھی آئیں کہ میں خدا کے فضل اور رحم سے ساری ساری رات ایک منٹ سوئے بغیر دوستوں کے لئے دعا کرتا رہا ہوں''۔

(جلسہ سالانہ کی دعائیں صفحہ ۹۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اپنے دل میں موجود اس محبت اور تعلق کا اظہار یوں فرماتے ہیں:-

''......آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ آپ میں سے جو بھی تکلیف اُٹھاتا ہے اس کی مجھے کتنی تکلیف پہنچتی ہے۔ یہی خلافت کا حقیقی مضمون ہے۔ ایک خلیفہ کے دل میں ساری جماعت کے دل دھڑک رہے ہوتے ہیں اور ساری جماعت کی تکلیفیں اس کے دل کو تکلیف پہنچا رہی ہوتی ہیں اور اسی طرح سب جماعت کی خوشیاں بھی اس کے دل میں اکٹھی ہو جاتی ہیں''

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ ۶۸۷)

اور اس محبت کے نتیجہ میں احمدی بھی اپنے امام سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

''لوگوں کے دلوں میں محبت اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ کوئی انسان محبت پیدا نہیں کرسکتا...... تو جس چیز کو اللہ تعالیٰ پیدا کر رہا ہے۔ وہ انسانی کوششوں سے کہاں نکل سکتی ہے۔ جتنا مرضی کوئی

چاہے زور لگا لے۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو باقاعدہ میں نے آنسوؤں سے روتے دیکھا ہے تو یہ محبت ہی ہے جو خلافت کی ان کے دلوں میں قائم ہے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ مئی ۲۰۰۴ء)

ہماری خوش نصیبی ہے کہ دعاؤں اور محبتوں کا یہ دور اور لازوال خزانہ کبھی ہم سے دور نہیں ہوا، ایک چاند رخصت ہوتا ہے تو دوسرا ماہتاب اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ چند لمحوں کے لئے حیران و پشیمان ہوتے ہیں کہ محبت و شفقت کا ایک ہاتھ سینے کے سارے دکھوں کو فرحت میں بدل دیتا ہے اور لرزتے دلوں کو پروقار سکینت بخش دیتا ہے۔

آج جو نگہبان و راہنما ہمیں خدا نے عطا کیا ہے، وہ خود مجسم دعا ہے دعا دعا وہ چہرہ، حیا حیا وہ آنکھیں کی تصویر نظر آتا ہے۔ اس کا سب سے پہلا پیغام ہی دعا کا تھا۔ تحفہ بھی دعا کا تھا اور لائحہ عمل بھی دعا ہی کا تھا۔

ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ احمدی کبھی کسی بھی جگہ پر ہو اور کسی بھی تنظیم میں ہو۔ اس کو علم ہونا چاہیے کہ لائحہ عمل اور پروگرام وہی ہوتا ہے جو خلیفۂ وقت دیا کرتا ہے اور ترقیات بھی ساری کی ساری خلافت کے ساتھ ہی وابستہ ہوا کرتی ہیں۔ یہ ترقی خواہ دینی ہو یا دنیاوی، علمی ہو یا عملی، اخلاقی ہو یا روحانی، باثمر ترقی صرف اور صرف خلیفۂ وقت کے ساتھ وابستگی میں پوشیدہ ہے۔ اس کی اطاعت میں اس کے دیے ہوئے پروگراموں پر عمل کرنے میں، اس کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دینے میں۔ اس کی حکومت کو اپنے دل اور دماغ میں قائم کرنے میں۔ خلیفۂ وقت کیا چاہتا ہے؟ وہ کیا فرما رہا ہے؟ ساری دنیا کے احمدی براہِ راست ٹیلی ویژن پر سنتے بھی ہیں۔

امام وقت کے انہیں ارشادات کو ایک کتاب میں اکٹھا کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ یہی ہمارے لئے ''مشعل راہ'' ہے۔ منزل تک پہنچنے کے لئے۔

صحیح سلامت منزل تک پہنچنے کے لئے ___ کہ اب یہی محفوظ راہ ہے ایک محفوظ قلعہ ہے۔ یہ اسی کا جانشین ہے کہ جس نے فرمایا تھا کہ ؎

میں عافیت کا ہوں حصار

اور یہ طے ہے اور یقینی بات ہے کہ اس خلافت کو اگر چھوڑا جائے تو

ہیں درندے ہر طرف

خدا کرے کہ ہم حقیقی معنوں میں اس عافیت کے حصار میں آ جائیں۔ پیارے آقا کی دعاؤں کے مورد بنیں اور اس کی آواز پر لبیک کہنے والے ہوں۔ وہ ہمارا ہو جائے اور ہم اس کے ہو جائیں۔ اس کے شانہ بشانہ، قدم بقدم بھاگتے ہوئے اس کا ساتھ دیں وہ ہم سے خوش ہو، تا ہمارا خدا ہم سے راضی ہو جائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(سید محمود احمد)

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا بہت ہی فضل و احسان ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس خلفاء کی راہنمائی ہمہ وقت اور ہمہ جہت میسر رہی ہے۔ یہ مجلس اپنے قیام کے آغاز سے لے کر آج تک خلفاء عظام کی نگرانی اور دعاؤں کے سایہ تلے اپنی ترقی کی منازل طے کر رہی ہے اور پھولتی، پھلتی اور پھیلتی جا رہی ہے۔ الحمدللہ

مجلس خدام الاحمدیہ کے بانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نوراللہ مرقدہ نے ابتدا سے ہی اس مجلس پر شفقت فرماتے ہوئے اس کی ہمیشہ رہنمائی فرمائی اور مختلف مواقع پر زریں ہدایات سے نوازا۔ جس سے اس مجلس کو اپنے ابتدائی خدوخال سنوارنے میں مدد ملی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ، جن کی عمر مقدس کا ایک بڑا حصہ اس پودے کی آبیاری میں صرف ہوا تھا، کی رہنمائی میسر آئی۔ بعدازاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس پودے کی غور و پرداخت اور نشو ونما کے لئے بیش قیمت ہدایات عطا فرماتے رہے اور مجلس ہر آنے والے دن میں بہتر سے بہتر کارکردگی کی راہ پر آگے بڑھتی رہی۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی اور راہنمائی میں مجلس خدام الاحمدیہ اپنے ترقی اور عروج کے ایک نئے دور میں داخل ہو چکی ہے اور ہر طلوع ہونے والی صبح ہمارے لئے بلندیوں اور رفعتوں کی پیامبر بن کر آ رہی ہے۔ الحمدللہ علی ذالک

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے خلفائے کرام کے اُن فرمودات وارشادات کو جو خدام الاحمدیہ کی تنظیمی، تربیتی، اخلاقی اور روحانی بہتری کے لئے بیان فرمائے گئے ہیں، کتابی شکل میں مدون کر کے مشعل راہ کے نام سے شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ کے فرمودات پر مبنی مشعل راہ جلد اوّل، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ارشادات پر مشتمل مشعل راہ جلد دوم، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطابات پر مبنی کتاب مشعل راہ جلد سوم کے نام سے موسوم ہے۔ مشعل راہ جلد چہارم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے اطفال سے متعلقہ ارشادات دیے گئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات وخطابات پر مشتمل مشعل راہ

جلد پنجم حصہ اوّل ایک نئی کاوش ہے۔ کام کی وسعت اور ہمہ گیری کے پیش نظر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات وفرمودات پر مبنی مشعل راہ ہر سال شائع کی جایا کرے گی۔ زیرِنظر جلد میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آغاز خلافت سے 30اپریل2004ء تک کے ارشادات شامل کئے گئے ہیں۔ اس میں دورۂ افریقہ کی کچھ رپورٹس بھی شامل ہیں۔ بعض ارشادات جو حضورانور نے افریقہ میں بطور خاص خدام الاحمدیہ کی میٹنگز میں ارشاد فرمائے، ان کے حصول کی کوشش کی جارہی ہے، وہ بھی امید ہے کہ انشاء اللہ اگلی جلد میں شامل کر دیے جائیں گے۔

اس جلد کی تیاری میں مکرم احمد طاہر مرزا صاحب نے ابتدائی کام کیا۔ پھر ایک کمیٹی نے اس کے تمام حوالہ جات اور متن اصل خطبات سے چیک کیے، پروف ریڈنگ کی اور اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کو مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل کی صورت میں مدوّن کرنے کی سعادت پائی۔ کمیٹی میں مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب، مکرم عبدالحق صاحب، مکرم ساجد محمود بٹر صاحب، مکرم شفیق احمد ججہ صاحب، مکرم طارق محمود بلوچ صاحب اور مکرم میر انجم پرویز صاحب شامل تھے۔ ان تمام احباب نے بہت محنت اور محبت سے کام کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

اس کتاب کی تیاری اور اشاعت میں استاذی المکرّم سید مبشر احمد ایاز صاحب نائب ناظر اشاعت، مکرم فرید احمد ناصر صاحب، مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ ضلع اسلام آباد، مکرم اقبال احمد زبیر صاحب، مکرم طارق محمود پانی پتی صاحب، مکرم خالد محمود پانی پتی صاحب، مکرم مویداحمد صاحب، مکرم محمد صادق ناصر صاحب اور عملہ خلافت لائبریری کا بھی بھرپور تعاون حاصل رہا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں خلافت احمدیہ کے ہمیشہ حقیقی وفادار خادم بنائے رکھے۔ آمین

والسلام

خاکسار

اسفندیار منیب

مہتمم اشاعت

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

فہرست

حضور انور کا تاریخی خطاب

بہت دعائیں کریں

22/اپریل 2003ء کو مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد بیت الفضل لندن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا:-

''احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین''

(الفضل انٹرنیشنل 25 اپریل تا یکم مئی 2003ء)

دعائیں کرو، بس دعائیں کرو

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 28 نومبر 2003ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:-

''ذاتی بھی اور جماعتی ترقی کا انحصار بھی دعاؤں پر ہے اس لئے اس میں کبھی سست نہ ہوں''

ہمارے ہتھیار دعائیں ہیں

اسی طرح فرمایا: ''جتنی زیادہ تعداد میں ایسی دعائیں کرنے والے ہماری جماعت میں پیدا ہوں گے اتنا ہی جماعت کا روحانی معیار بلند ہوگا اور ہوتا چلا جائے گا۔ خلیفۂ وقت کو بھی آپ کی دعاؤں سے مدد ملتی چلی جائے گی اور جب یہ دونوں مل کر ایک تیز دھارے کی شکل اختیار کریں گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات کے دروازے بھی کھلتے چلے جائیں گے۔

پس ہمارے ہتھیار یہ دعائیں ہیں جن سے ہم نے فتح پانی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ معیار جلد سے جلد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

دعا کے بغیر ہمارا گذارہ ہو ہی نہیں سکتا

نیز فرمایا: ''آج پھر مَیں احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ جس طرح رمضان میں اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر ہم سب نے مِل کر آہ وزاری کی ہے اس طرح اب بھی اسی ذوق اور اسی شوق کے ساتھ اس کے حضور جھکے رہیں اور ہمیشہ جھکے رہیں۔ اس کا فضل اور رحم مانگتے ہوئے ہمیشہ اسی کی طرف جھکیں اور اس زمانہ کا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والوں کا ہتھیار ہی یہ دعا ہے کہ اس کے بغیر ہمارا گذارہ ہو ہی نہیں سکتا۔''

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 29 جنوری 2004ء)

احباب جماعت کے نام محبت بھرا خصوصی پیغام 11 مئی 2003ء

- ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں پنہاں ہے
- بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کردیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرت ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور انشاءاللہ ہمیشہ رہیں گے
- خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں۔اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں
- قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے
- امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں

جان سے پیارے احباب جماعت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اچانک وصال پر ایک زلزلہ تھا جس نے سب احباب جماعت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہماری آنکھیں اشکبار اور دل غمگین اور محزون ہیں مگر ہم اپنے رب کی رضا پر راضی اور اس کی تقدیر پر سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ ہمارے دل کی آواز اور ہماری روح کی پکار اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہی ہے۔ ہم سب خدا کی امانتیں ہیں اور اس کی طرف سے آنے والے اس بھاری امتحان کو قبول کرتے ہیں۔

ہمارا ربّ کتنا پیارا ہے جس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی اصلاح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا اور اس عظیم مقصد کو مستقل طور پر جاری رکھنے کے لئے ایک ایسی قدرت ثانیہ کا وعدہ فرمایا جو دائمی اور قیامت تک جاری رہنے والی ہے اور ہر خلیفہ کی وفات پر دوسرے خلیفہ کے ذریعہ مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلنے والی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

''سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا''۔ (الوصیت، روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۳۰۵، ۳۰۶)

یہ خدا تعالیٰ کا بے شمار فضل اور احسان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے موافق حضور رحمہ اللہ کی وفات پر جو خوف کی حالت پیدا ہوئی اس کو امن میں بدل دیا اور اپنے ہاتھ سے قدرت ثانیہ کو جاری فرما دیا۔ پس دعائیں کرتے ہوئے آپ میری مدد کریں کیونکہ ایک ذات اس عظیم الشان کام کا حق ادا نہیں کر سکتی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد فرمایا ہے۔ دعائیں کریں اور بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کر دیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی

قدرتِ ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے۔

قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔ اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود... فرماتے ہیں:-

''جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کرسکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کرسکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔''

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

لندن۔ ۱۱مئی ۲۰۰۳ء

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء)

نظام خلافت کی حفاظت کے لئے ہر دم تیار رہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع انصاراللہ جرمنی کے موقع پر اپنے پیغام میں ارشاد فرمایا:-

''(دین حق)، احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرنی ہے اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا ہے۔ اور اپنی اولاد کو ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہنا ہے۔ اور ان کے دلوں میں خلیفۂ وقت سے محبت پیدا کرنی ہے۔ یہ اتنا بڑا اور عظیم الشان نصب العین ہے کہ اس عہد پر پورا اترنا اور اس کے تقاضوں کو نبھانا ایک عزم اور دیوانگی چاہتا ہے۔

پس اس بابرکت اجتماع کے موقع پر میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس اجتماع سے یہ عزم کر کے گھروں کو لوٹیں کہ نظام خلافت کی حفاظت کے لئے ہر دم تیار رہیں گے اور خلافت احمدیہ کے خلاف ہر شرارت کا سر کچل کر رکھ دیں گے۔''

(ماہنامہ الناصر جرمنی جون تا ستمبر 2003ء صفحہ 1)

اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ سے خطاب فرمودہ 29 جون 2003ء

- حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ایک خواہش
- نماز بروقت اور باجماعت ادا کریں
- خدام الاحمدیہ پر قیام نماز کی ذمہ داری
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ایک عہد
- ڈرائیونگ کے بارہ میں ہدایات

✵

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل قرآنی آیت کی تلاوت فرمائی:-

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ O (العنکبوت:۴۶)

پھر فرمایا:-

آج کیونکہ جرمنی کا بھی اجتماع آپ کے ساتھ ہی اختتام کو پہنچ رہا ہے اس لئے آج کے میرے پیغام میں جرمنی والے بھی شامل ہیں۔ ابھی جو صدر صاحب نے رپورٹ پڑھی الحمد للہ بڑی خوش کن رپورٹ تھی۔ اللہ تعالیٰ اُس میں مزید اضافہ کرتا چلا جائے۔ آپ کی کوششوں کو بڑھاتا چلا جائے۔ اور نماز کے بارہ میں بھی انہوں نے اپنی کوششوں کا ذکر کیا ہے۔ خدا کرے کہ سو فیصد تک Goal اُن کو حاصل ہو جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر مختلف جماعتوں اور ذیلی تنظیموں، انصار، خدام، لجنہ وغیرہ نے قرارداد تعزیت یا Resolution پاس کئے۔ جس میں اس بات کا اظہار کیا اور یہ اعادہ کیا کہ اے جانے والے! ہم تیرے کاموں کو زندہ رکھیں گے اور تیرے کاموں کو مکمل کرنے اور تیری خواہشات کی تکمیل کیلئے ہر قسم کی قربانی کریں گے۔ یہ وہ عہد اور وعدے ہیں جو کم وبیش ہر جگہ سے، ہر تنظیم سے، ہر جماعت سے مل رہے ہیں اور اس میں آپ بھی شامل ہیں، جرمنی کی خدام الاحمدیہ بھی شامل ہے، پاکستان کی خدام الاحمدیہ بھی شامل ہے اور دُنیا کے ہر ملک جہاں جہاں یہ جماعتیں قائم ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ سے یہی وعدے دیے جارہے ہیں اور یہی Resolution پاس ہو رہے ہیں کہ ہم تیری ہر خواہش کی تکمیل کریں گے، تیری ہر خواہش کو پورا کریں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ایک خواہش

اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی صرف ایک خواہش کا مَیں یہاں ذکر کروں گا جو

(دین حق) کا ایک بنیادی رُکن بھی ہے۔ اور الحمدللہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ U.K نے پہلے ہی اس پر کام بھی شروع کر دیا ہے یعنی نماز کے قیام کی کوشش۔ نماز کے قیام کا مطلب یہ ہے کہ وقت پر نماز ادا کرنا اور باجماعت نماز ادا کرنا اور اس بارہ میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نمونہ اس معیار کا دیا ہے اور اس معیار کا ہمارے سامنے پیش کیا ہے کہ آپ دیکھیں گے جو یہاں رہنے والے ہیں انہوں نے نوٹ کیا ہوگا کہ سوائے آخری شدید بیماری کے عام بیماری کی کبھی پرواہ نہیں کی اور نماز کیلئے (بیت الذکر) تشریف لاتے رہے۔ حالانکہ بیماری کی حالت میں نماز گھر میں پڑھنے کی اجازت بھی ہے۔ اتنی سختی کیوں آپ نے کی؟ اس لئے اور صرف اس لئے کہ جماعت کو یہ احساس پیدا ہو کہ نماز باجماعت کی کتنی اہمیت ہے اور اس زمانے میں اور اس دَور میں جب دُنیا مادیت پسند، مادیت پرست اور Materalist ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس کے حکم کے مطابق وقت پر عبادت کرنے کی کتنی اہمیت ہے اور یہ کتنا ضروری ہے اور جماعت میں عبادت کرنے والوں اور نمازیں پڑھنے والوں کا جو معیار یا جو Standard آپ دیکھنا چاہتے تھے اس کا آپ کو احساس تھا کہ اس تک ہم نہیں پہنچ پا رہے، بلکہ بہت کم معیار ہے اور اس کو اونچا لے جانے کیلئے بہت زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اِس بارہ میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ میں آپ کا درد مَیں اس وقت آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ:-

''جہاں تک جماعت کے عمومی اخلاص کا تعلق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابتلاء کے موجودہ دور میں جماعت کے اخلاص کا عمومی معیار بہت بلند ہوا ہے اور نیک کاموں میں تعاون کی روح میں ایک نئی جلا پیدا ہوگئی ہے۔ ایک آواز پر لبیک کہنے کیلئے کثرت کے ساتھ دل بے چین ہیں اور جب بھی جماعت کو نیکی کی طرف بُلایا جاتا ہے، جس طرح اخلاص کے ساتھ جماعت اس آواز پر لبیک کہتی ہے اس سے میرا دل حمد سے بھر جاتا ہے۔ لیکن یہ اخلاص فی ذاتہٖ کچھ چیز نہیں اگر اس اخلاص کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ سے ایک مستقل تعلق پیدا نہ ہو جائے۔ یہ اخلاص اپنی ذات میں محفوظ نہیں اگر اس اخلاص کو نماز کے اور عبادت کے برتنوں میں محفوظ نہ کیا جائے۔ اس لحاظ سے یہ اخلاص ایک آنے جانے والے موسم کی طرح شکل اختیار کر سکتا ہے۔ بعض دفعہ سخت گرمیوں کے بعد اچھا موسم آتا ہے، ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے چلتے ہیں۔ بعض دفعہ سخت سردی کے بعد خوشگوار موسم کے دَور آتے ہیں۔ لیکن یہ چیز آنے جانے والی ہے، ٹھہر جانے والی

نہیں۔عبادت کسی موسمی کیفیت کا نام نہیں۔عبادت ایک مستقل زندگی کا رابطہ ہے۔عبادت کی مثال ایسی ہے جیسے ہم ہوا میں سانس لیتے ہیں۔کئی قسم کے زندہ رہنے کے لئے طریق ہیں جو انسان کولازم کئے گئے ہیں۔مگر ہوااورانسان کا جورشتہ زندگی سے ہے وہ ایسا مستقل، دائمی، لازمی اور ہرلمحہ جاری رہنے والا رشتہ ہے کہ اورکسی چیز کا نہیں۔پس عبادت کو یہی رشتہ انسان کی روحانی زندگی سے ہے۔ یہ عبادت ذکرالٰہی کی صورت میں ہمہ وقت جاری رہ سکتی ہے۔لیکن وہ نماز جو قرآنِ کریم نے ہمیں سکھائی اورسنت نے جسے ہمارے سامنے تفصیل سے پیش کیا یہ وہ کم ازکم نماز ہے،کم سے کم ذکرِالٰہی ہے جس کے بغیرانسان زندہ نہیں رہ سکتا۔اس لئے میں خصوصیت کے ساتھ آج پھر جماعت کونماز کی اہمیت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔‘‘

یہ تھا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اورآپ کی توقعات۔اب آپ خود ہرایک اپنا اندازہ لگا سکتا ہےاوراپنے آپ کو Access کرسکتا ہے کہ کس حد تک اس بات کو پورا کررہے ہیں کہ ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہرحُکم اور ہرخواہش کو پورا کریں گے۔

نماز بروقت اور باجماعت ادا کریں

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ نماز تو (دین حق) کا ایک بنیادی رکن ہے۔اللہ تعالیٰ نے صرف نماز پڑھنےاورجیسے تیسےاس کو پڑھنے کانہیں کہا بلکہ پانچ وقت نماز پڑھنے کا کہا ہےاور باجماعت پڑھنے کیلئے کہا ہے۔آج کل بعض جگہوں پرکام کرنے کی وجہ سے یہ مسئلہ بعض لوگوں کو رہتا ہے کہ باجماعت نماز کس طرح پڑھیں۔ایک جگہ پرکام کررہے ہیں اکیلے احمدی ہیں تو کہاں سے اورڈھونڈیں جو جماعت ہو سکے۔تو ایسی صورت میں اپنی نماز پڑھ لیں لیکن یہ نہ ہو کہ ظہرعصر کی نمازیں جمع ہورہی ہوں اورمغرب عشاء کی نمازیں جمع ہورہی ہوں۔کام کے وقت میں اتنا وقفہ ملتا ہے کہ آپ ظہر کی نماز علیحدہ پڑھ سکیں اورعصر کی نماز علیحدہ پڑھیں۔اور جہاں چندلوگ اکھٹے ہو سکتے ہوں وہاں باجماعت نماز پڑھنے کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔اوراس میں شرمانے والی کوئی بات نہیں ہے بلکہ آپ کا یہ عمل تو یقیناً دوسروں کومتاثر کرے گااور وہ آپ کی طرف کھنچے آئیں گےاور دیکھیں گے کہ یہ کس طرح کےلوگ ہیں جواس دور میں بھی،اپنے کاموں کے دوران بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں۔یہ آیت جومیں نے تلاوت کی ہےاس میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرنماز قائم کرو گے۔

نماز با جماعت ادا کرو گے تو یقیناً تمہارا اس طرح نمازیں پڑھنا تمہیں بے حیائی کے کاموں اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکے گا۔

اب کس کا دل نہیں چاہتا کہ بے حیائی کی باتوں سے رُکے حتّٰی کہ جو برائیوں میں ڈوبے ہوئے لوگ ہیں کچھ وقت بعد ان کو بھی یہ احساس ہو جاتا ہے کہ ان کو ان بے حیائی کی باتوں اور برے کاموں سے باہر آ جانا چاہیے۔ کئی لوگ لکھتے بھی ہیں کہ دُعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اس برائی سے بچالے اور اس گند سے نکالے۔ تو دعا کروانے سے پہلے خود دعا کیلئے کہنے والے کو بھی اپنے لئے دعا کرنی چاہیے۔ اور یہ کوشش کریں کہ نمازیں باقاعدہ پڑھیں، نماز کی عادت ڈالیں۔ حضرت مصلح موعود(......) نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ میں تو اس یقین پر قائم ہوں کہ اگر کوئی بے حیائی اور گناہ کی انتہاء تک بھی پہنچ جائے لیکن اگر وہ نمازیں پڑھنے والا ہے تو ایک وقت میں اللہ تعالیٰ اُس کو اس گند سے نکال دے گا۔ لیکن نمازیں پڑھنا بھی صرف ٹکریں مارنا نہیں۔ نماز کا حق ادا کر کے پڑھنے کو نمازیں پڑھنا کہا جاتا ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:-

''نماز بھی گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے۔ نماز کی یہ صفت ہے کہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے۔ سو تم ویسی نماز کی تلاش کرو اور اپنی نماز کو ایسی بنانے کی کوشش کرو۔ نماز نعمتوں کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیض اسی نماز کے ذریعہ سے آتے ہیں۔ سو اس کو سنوار کر ادا کرو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کے وارث بنو''۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا ارشاد ہے کہ:-

''نماز ظاہری پاکیزگی اور ہاتھ منہ دھونے اور ناک صاف کرنے اور شرمگاہوں کو پاک کرنے کے ساتھ یہ تعلیم دیتی ہے کہ جیسے میں ان ظاہری پاکیزگی کو ملحوظ رکھتا ہوں، اندرونی صفائی اور پاکیزگی اور سچی طہارت عطا کر اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور سبحانیت، قدوسیت، وحدیت، پھر ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، اور اس کے ملک در ملک میں تصرفات اور اپنی ذمہ داریوں کو یاد کر کے اس قلب کے ساتھ ماننے کو تیار ہوں۔ سینے پر ہاتھ رکھ کر تیرے حضور کھڑا ہوتا ہوں۔ اس قسم کی نماز جب پڑھتا ہے تو پھر اس میں وہ خاصیت اور اثر پیدا ہوتا ہے جو اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ میں بیان ہوا ہے۔ پھر پاک کتاب کا کچھ حصہ پڑھے اور رکوع کرے اور غور کرے کہ

میری عبودیت یعنی میرا بندہ ہونا اور غلام ہونا اور نیاز مندی کی انتہاء بجز سجدہ کے اور کوئی نہیں۔ جب اس قسم کی نماز پڑھے تو وہ نیاز مندی اور سچائی جب اعضاء اور جوارح (جوارح بھی اعضاء ہی ہیں) پر اثر کر چکی اور جوش مار کر ترقی کرے گی اور اس کا اثر آل پر پڑے گا''۔

تو یہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگوں کو نماز کی اہمیت کا اندازہ ہو۔

خدام الاحمدیہ پر قیام نماز کی ذمہ داری

آپ جو خدام الاحمدیہ کی عمر کے ہیں یہ عمر کی ایک ایسی Range ہے یعنی پندرہ سے چالیس سال تک کی۔ جس میں باپ بھی ہیں، بھائی بھی ہیں، بیٹے بھی ہیں۔ تو بحیثیت باپ آپ کی ذمہ داری ہے کہ نئی نسل میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین پیدا کرنے کیلئے اپنے عمل سے اپنے بچوں کے سامنے یہ نمونہ پیش کریں کہ تمہاری فلاح اور تمہاری کامیابی اور تمہاری آئندہ کی ترقی خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں ہے اور خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ وقت پر نمازوں کی ادائیگی اور باجماعت نمازوں کی ادائیگی ہے۔ بھائی کی حیثیت سے بھی یہ ذمہ داری ہے کہ چھوٹے بہن بھائیوں کیلئے نیک نمونہ بنیں۔ یہاں پھر میں کہوں گا کہ ماں باپ کی اصل میں ذمہ داری ہے کہ وہ بڑے بچے کی خاص طور پر ایسی تربیت کریں۔ تو آپ میں سے بہت سارے ایسے ہیں جن کے بچے بھی اس عمر کو پہنچ گئے ہیں جن کی تربیت کی ضرورت ہوگی۔ عموماً جماعت کیلئے بھی مَیں عرض کر رہا ہوں کہ ایسی تربیت کریں بڑے بچے کی کہ چھوٹے بچے خود بخود اُس سے نمونہ حاصل کریں اور پھر آپ کو تربیت میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ اگر بڑا بچہ نمازوں کا عادی ہو جائے گا تو چھوٹا بچہ خود بخود اپنے ماحول کو دیکھ کر نمازیں پڑھنے لگ جائے گا۔ تو خدام الاحمدیہ جو بظاہر نوجوانوں کی ایک تنظیم ہے لیکن عملاً اس میں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ عمر کے فرق کی وجہ سے سیکھنے والے بھی موجود ہیں اور سکھانے والے بھی۔ اس میں متاثر کرنے والے بھی موجود ہیں اور اس میں متاثر ہونے والے بھی اور اس میں اچھائی اور برائی کا رنگ دینے والے بھی موجود ہیں اور رنگ پکڑنے والے بھی۔ پس اگر آپ میں سے ہر ایک اگر نیکی کو قائم کرنے والا اور برائی کو رد کرنے والا بن جائے اور نمازوں کو قائم کرنے والا بن جائے تو سمجھ لیں کہ آپ کامیاب ہو گئے۔ اور جس قوم کے نوجوانوں میں عبادالرحمٰن یعنی عبادت کرنے والے اُس کے حقیقی بندے پیدا ہو جائیں تو اس کو پھر دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ پس اس طرز پر اپنی زندگی ڈھالیں اور اپنے چھوٹوں کی بھی تربیت کریں۔

اب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں جس میں آپ نے جماعت کے نماز کے معیار کے بارہ میں فکر کا اظہار فرمایا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ:-

''میں جانتا ہوں کہ اکثر وہ احباب جو اس وقت اس مجلس میں حاضر ہیں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نمازوں کے پابند ہیں۔ مگر میں حال کے موجودہ دور کی بات نہیں کر رہا ہوں میں مستقبل کی بات کر رہا ہوں۔ وہ لوگ جو آج نمازی ہیں جب تک ان کی اولادیں نمازی نہ بن جائیں، جب تک ان کی آئندہ نسلیں ان کی آنکھوں کے سامنے نماز پر قائم نہ ہو جائیں اُس وقت تک احمدیت کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ اُس وقت تک احمدیت کے مستقبل کے متعلق خوش آئند اُمنگیں رکھنے کا ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اس لئے بالعموم ہر فرد بشر ہر احمدی بالغ سے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو میں بڑے عجز کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں۔''

آپ فرمارہے ہیں کہ:-

''میں بڑے عجز کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے گھروں میں اپنی آئندہ نسلوں کی نمازوں کی حالت پر غور کریں، ان کا جائزہ لیں، ان سے پوچھیں اور روز پوچھا کریں کہ وہ کتنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ بھی معلوم کریں کہ وہ جو کچھ نماز میں پڑھتے ہیں اس کا مطلب بھی ان کو آتا ہے یا نہیں اور اگر مطلب آتا ہے تو غور سے پڑھتے ہیں یا اس انداز سے پڑھتے ہیں کہ جتنی جلدی یہ بوجھ گلے سے اُتار پھینکا جا سکے اتنی جلدی سے نماز سے فارغ ہو کر دنیا طلبی کے کاموں میں مصروف ہو جائیں۔ اس پہلو سے اگر آپ جائزہ لیں گے اور حق کی نظر سے جائزہ لیں گے، سچ کی نظر سے جائزہ لیں گے تو مجھے ڈر ہے کہ جو جواب آپ کے سامنے اُبھریں گے وہ لوگوں کو بے چین کر دینے والے جواب ہوں گے''۔

تو یہ درد اور فکر تھی جماعت کے احباب کی نمازوں کے معیار کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو۔ اور ہم جو عہد کر رہے ہیں کہ ہم آپ کے کاموں کو پورا کریں گے تو یہ نمازیں باجماعت ادا کرنا سب سے پہلے اور سب سے بڑا عہد ہے اس کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پس آئیں آج ہم یہ عہد کریں اور یہ عہد کر کے یہاں سے اُٹھیں کہ اے جانے والے! ہم تیری محبت کے صرف کھوکھلے دعوے کرنے والے نہیں بلکہ تیری خواہش کو ضرور پورا کریں گے اور ہر گھر میں نمازی پیدا کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ تیری خواہش کے مطابق ہر

گھر نمازیوں سے بھر جائے گا۔انشاءاللہ۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ایک عہد

اور آنے والے سے بھی آپ اپنی محبت اور وفا کا اظہار کرتے ہیں Resolutions میں، اور تسلیاں دیتے ہیں۔تو سب سے بڑی تسلی تو یہ ہے کہ آپ یہ کہیں کہ ہم عہد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کریں گے اور خود بھی اور آئندہ نسلوں کو بھی خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بنائیں گے۔انشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ڈرائیونگ کے بارہ میں ہدایات

اب یہاں جو حاضری کا صدر صاحب نے ذکر کیا ہے، ضمناً میں بیان کر دوں کہ جرمنی کا اجتماع بھی ہو رہا ہے اور وہاں بہر حال تعداد زیادہ ہے۔اس وقت اُن کی حاضری شاید آپ سے دُگنی سے بھی زیادہ ہو۔اس لئے اُن کی خاطر بھی مجھے یہ باتیں جو ہیں وہ اُردو میں بھی کرنی پڑیں اور اب انشاءاللہ تعالیٰ اجتماع ختم ہو رہا ہے۔اس کے بعد تو اب دُعا ہو گی۔لیکن اس سے پہلے چند ضروری باتیں ہیں کہ اجتماع کے بعد انشاءاللہ تعالیٰ سب اپنے گھروں کو جائیں گے۔اللہ تعالیٰ سب کو خیریت سے واپس لے جائے اور ہر آن آپ کا حافظ و ناصر ہو۔لیکن ایک بات میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ نوجوانوں میں عموماً جلد بازی یا شوق میں تیز ڈرائیونگ کی بڑی عادت ہوتی ہے اس سے احتیاط کریں۔Speed Limit کے اندر رہیں۔اگر تھکے ہوئے ہیں نیند آ رہی ہے تو رُک کے اپنی نیند پوری کر لیں یا اپنے ساتھی سے ڈرائیو کروا لیں اگر اُس کو آتی ہو۔کیونکہ ذرا سی غلطی کی وجہ سے ایکسیڈنٹ ہو جاتے ہیں اور پھر جو ہم سب کی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔اس لئے بہت احتیاط کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور احتیاط سے اور اپنی حفاظت میں آپ کو اپنے گھروں تک پہنچائے۔اب دُعا کر لیں۔

(ماہنامہ ’’خالد‘‘ ستمبر 2003ء)

آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ دین کے صحیح تصور کو پیش کرے
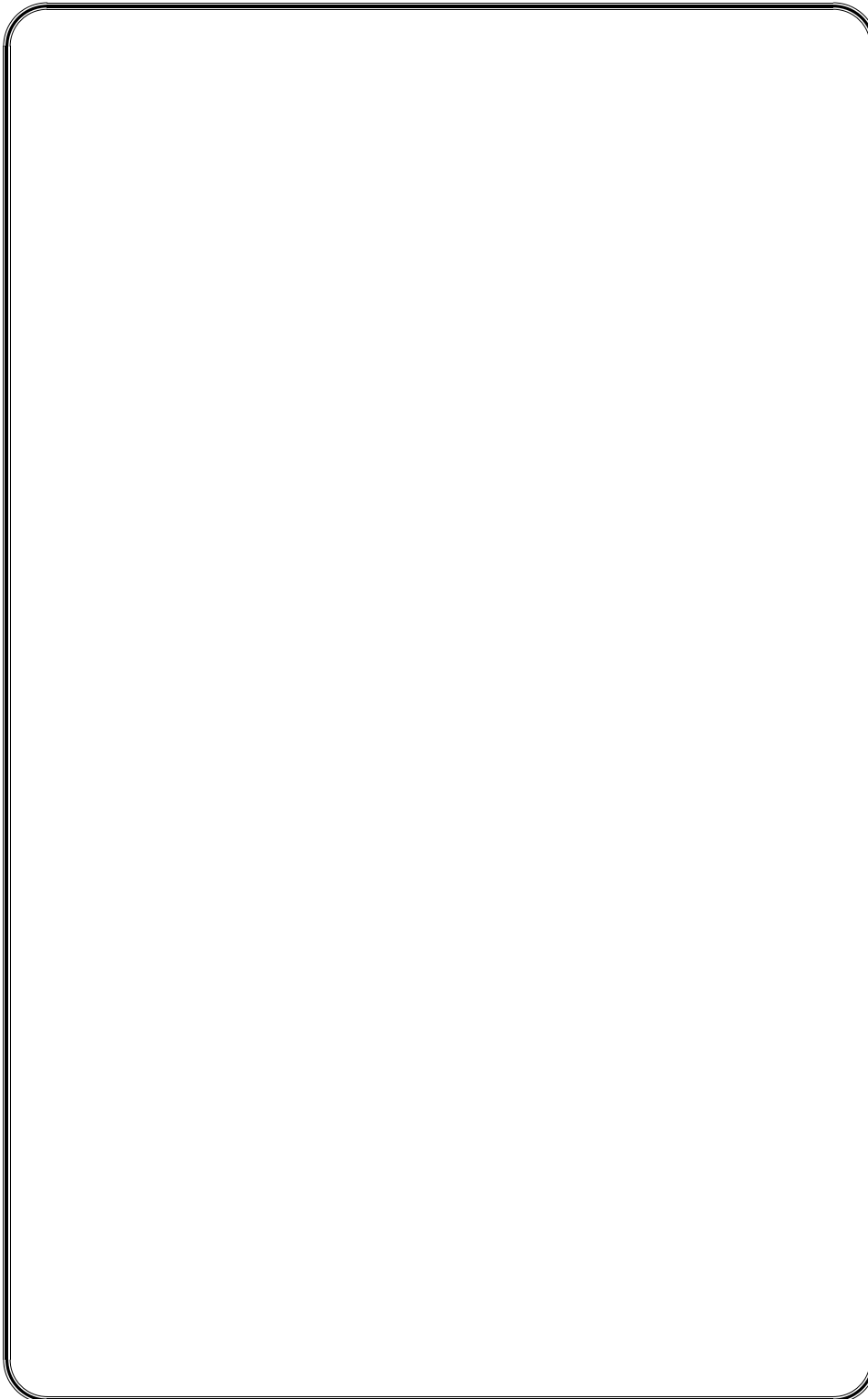
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20 جون 2003ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:-

''آج ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ (دین حق) کی جو تصویر، جو تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچی ہے اور دی ہے اس کو لے کر (دین حق) کے امن اور آشتی، صلح اور صفائی کے پیغام کو ہر جگہ پہنچا دیں اور دنیا میں یہ منادی کریں کہ (دین حق) تلوار سے نہیں بلکہ اپنی حسین تعلیم سے دنیا میں پھیلا ہے اور اپنوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر رہے ہیں یہ پیغام دیں کہ تم کس غلط راستے پر چل رہے ہو۔ ان کو سمجھائیں، ان کے لئے دعائیں کریں کیونکہ یہ لوگ بھی اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ کے زُمرے میں ہیں۔

دنیا کو باور کرانے کی ضرورت ہے کہ (دین حق) کی ترقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اس فانی فی اللہ کی دعاؤں کا نتیجہ تھی اور اس زمانہ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے عاشق صادق اور غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور (دین حق) کے صحیح تصور کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے نتیجے میں ہوگی۔ انشاء اللہ۔''

(الفضل انٹرنیشنل 15 تا 21 اگست 2003ء صفحہ 7)

خطبہ جمعہ فرمودہ 27 جون 2003ء سے اقتباس

- واقفین نو بچوں کی تربیت کے متعلق متفرق ہدایات
- اپنے بچوں کو وقف کرنا، انبیاء اور ابرار کی سنت پر عمل کرنا ہے
- جو اپنے بچوں کو قربان کرنے کے لئے پیش کر رہے ہیں، جہاد میں حصہ لے رہے ہیں
- انشاء اللہ تعالیٰ یہی لوگ فتح یاب ہوں گے جن میں خلافت اور نظام قائم ہے
- بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں
- واقف نو کو بچپن سے ہی سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیے
- واقفین نو کو نظام کا احترام سکھایا جائے
- وقف زندگی سے فی زمانہ بڑی کوئی اور چیز نہیں
- واقفین نو کی اس نہج پر تربیت کریں کہ بچوں کو پتہ ہو کہ اکثریت ان کی (دعوت الی اللہ) کے میدان میں جانے والی ہے۔

✵

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ آل عمران کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ O ذُرِّیَّۃً بَعۡضُہَا مِنۡۢ بَعۡضٍ۔ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ O اِذۡ قَالَتِ امۡرَاَتُ عِمۡرٰنَ رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ ۔ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔

(سورۃ آل عمران 34 تا 36)

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

.... آج اس مسیح موعود کو ماننے والی ماؤں اور باپوں نے خلیفۂ وقت کی تحریک پر انبیاء اور ابرار کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مسیح موعود کی فوج میں داخل کرنے کے لئے اپنے بچوں کو پیدائش سے پہلے پیش کیا اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ: جیسے حضرت مریمؑ کی والدہ نے یہ التجا کی خدا سے { رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ ۔ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔ }۔ کہ اے میرے رب! جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے میں تیرے لئے پیش کر رہی ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کیا چیز ہے۔ لڑکی ہے کہ لڑکا ہے۔ اچھا ہے یا برا ہے۔ مگر جو کچھ ہے میں تمہیں دے رہی ہوں۔ {فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ } مجھ سے قبول فرما {اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ } تو بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ ...... یہ دعا خدا تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کر لیا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اپنی اولاد کے متعلق اور دوسرے انبیاء کی دعائیں اپنی اولاد کے متعلق، یہ ساری قرآن کریم میں محفوظ ہیں۔ بعض جگہ آپ کو ظاہر طور پر وقف کا مضمون نظر آئے گا اور بعض جگہ نہیں آئے گا جیسا کہ یہاں آیا {مُحَرَّرًا } اے خدا! میں تیری پناہ میں اس بچے کو وقف کرتی ہوں۔ لیکن بسا اوقات آپ کو یہ دعا نظر آئے گی کہ اے خدا! جو نعمت تو نے مجھے دی ہے، وہ میری اولاد کو بھی دے اور ان میں بھی انعام جاری فرما...... پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو چلہ کشی کی تھی وہ بھی اسی مضمون کے تحت آتی ہے۔ آپ

چالیس دن یہ گریہ وزاری کرتے رہے دن رات کہ اے خدا! مجھے اولاد دے اور وہ دے جو تیری غلام ہو جائے، میری طرف سے ایک تحفہ ہو تیرے حضور۔ تو یہ ہے سنت انبیاء، سنت ابرار۔ اور اس زمانہ میں اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ ہے احمدی ماؤں اور باپوں کا عمل، خوبصورت عمل، جو اپنے بچوں کو قربان کرنے کے لئے پیش کر رہے ہیں، جہاد میں حصہ لے رہے ہیں لیکن علمی اور قلمی جہاد میں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فوج میں داخل ہو کر۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی لوگ فتح یاب ہوں گے جن میں خلافت اور نظام قائم ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا طریق کامیاب ہونے والا نہیں۔ جس طرح دکھاوے کی نمازوں میں ہلاکت ہے اسی طرح اس دکھاوے کے جہاد میں بھی سوائے ہلاکت کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ لیکن جن ماؤں اور جن باپوں نے قربانی سے سرشار ہو کر، اس جذبہ سے سرشار ہو کر، اپنے بچوں کو خدمت (دین حق) کے لئے پیش کیا ہے ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں کیونکہ کچھ عرصہ بھی اگر توجہ نہ دلائی جائے تو بعض دفعہ والدین اپنی ذمہ داریوں کو بھول جاتے ہیں اس لئے گو کہ شعبہ وقف نو توجہ دلاتا رہتا ہے لیکن پھر بھی میں نے محسوس کیا کہ کچھ اس بارہ میں عرض کیا جائے۔ اس ضمن میں ایک اہم بات جو ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کے الفاظ میں میں پیش کرتا ہوں۔ فرمایا:-

''اگر ہم ان واقفین نو کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔ اور پھر ہرگز یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اتفاقاً یہ واقعات ہو گئے ہیں۔ اس لئے والدین کو چاہیے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں اور اگر خدانخواستہ وہ سمجھتے ہوں کہ بچہ اپنی افتادِ طبع کے لحاظ سے وقف کا اہل نہیں ہے تو ان کو دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ جماعت کو مطلع کرنا چاہیے کہ میں نے تو اپنی صاف نیت سے خدا کے حضور ایک تحفہ پیش کرنا چاہا تھا مگر بدقسمتی سے اس بچے میں یہ یہ باتیں ہیں۔ اگر ان کے باوجود جماعت اس کے لینے کے لئے تیار ہے تو میں حاضر ہوں ورنہ اس وقف کو منسوخ کر دیا جائے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989)

والدین نے تو اپنے بچوں کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ جماعت نے ان کی صحیح تربیت اور اٹھان کے لئے پروگرام بھی بنائے ہیں لیکن بچہ نظام جماعت کی تربیت میں تو ہفتہ میں چند گھنٹے ہی رہتا ہے۔ ان چند گھنٹوں میں اس کی تربیت کا حق ادا تو نہیں ہوسکتا اس لئے یہ بہرحال ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی تربیت پر توجہ دیں۔ اور اس کے ساتھ پیدائش سے پہلے جس خلوص اور دعا کے ساتھ بچے کو پیش کیا تھا اس دعا کا

سلسلہ مستقلاً جاری رکھیں یہاں تک کہ بچہ ایک مفید وجود بن کر نظام جماعت میں سمویا جائے۔ بلکہ اس کے بعد بھی زندگی کی آخری سانس تک ان کے لئے دعا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ بگڑتے پتہ نہیں لگتا۔ اس لئے ہمیشہ انجام بخیر کی اور اس وقف کو آخر تک نبھانے کی طرف والدین کو بھی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

واقفین نو میں وفا کا مادہ پیدا کریں

چند باتیں جو تربیت کے لئے ضروری ہیں اب میں آگے واقفین نو بچوں کی تربیت کے لئے جو والدین کو کرنا چاہیے اور یہ ضروری ہے پیش کرتا ہوں۔ اس میں سب سے اہم بات وفا کا معاملہ ہے جس کے بغیر کوئی قربانی، قربانی نہیں کہلا سکتی۔

بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں

......اس کے علاوہ ایک اور اہم بات اور یہ بھی میرے نزدیک انتہائی اہم باتوں میں سے ایک ہے بلکہ سب سے اہم بات ہے کہ بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں۔ اس کی عادت بھی بچوں کو ڈالنی چاہیے اور اس کے لئے سب سے بڑا والدین کا اپنا نمونہ ہے۔ اگر خود وہ نمازی ہوں گے تو بچے بھی نمازی بنیں گے۔ نہیں تو صرف ان کی کھوکھلی نصیحتوں کا بچوں پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:-

’’بچپن سے تربیت کی ضرورت پڑتی ہے، اچانک بچوں میں یہ عادت نہیں پڑا کرتی۔ اس کا طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھایا ہے کہ سات سال کی عمر سے اس کو ساتھ نماز پڑھانا شروع کریں اور پیار سے ایسا کریں۔ کوئی سختی کرنے کی ضرورت نہیں، کوئی مارنے کی ضرورت نہیں، محبت اور پیار سے اس کو پڑھاؤ، اس کو عادت پڑ جاتی ہے۔ دراصل جو ماں باپ نمازیں پڑھنے والے ہوں ان کے سات سال سے چھوٹی عمر کے بچے بھی نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ ہم نے تو گھروں میں دیکھا ہے اپنے نواسوں وغیرہ کو بالکل چھوٹی عمر کے ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو سال کی عمر کے ساتھ آ کے تو نیت کر لیتے ہیں اور نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کو اچھا لگتا ہے دیکھنے میں، خدا کے حضور اٹھنا، بیٹھنا، جھکنا ان کو پیارا لگتا ہے اور وہ ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ نماز نہیں، محض ایک نقل ہے جو اچھی نقل ہے۔

لیکن جب سات سال کی عمر تک پہنچ جائے تو پھر اس کو باقاعدہ نماز کی تربیت دو۔ اس کو بتاؤ کہ وضو کرنا ہے، اس طرح کھڑے ہونا ہے، قیام وقعود، سجدہ وغیرہ سب اس کو سمجھاؤ۔ اس کے بعد وہ بچہ اگر دس سال کی عمر تک، پیار و محبت سے سیکھتا رہے، پھر دس اور بارہ کے درمیان اس پر کچھ سختی بے شک کرو۔ کیونکہ وہ کھلنڈری عمر ایسی ہے کہ اس میں کچھ معمولی سزا، کچھ سخت الفاظ کہنا یہ ضروری ہوا کرتا ہے بچوں کی تربیت کے لئے۔ تو جب وہ بلوغ کو پہنچ جائے، بارہ سال کی عمر کو پہنچ جائے پھر اس پر کوئی سختی کی اجازت نہیں۔ پھر اس کا معاملہ اللہ کا معاملہ ہے اور جیسا چاہے وہ اس کے ساتھ سلوک فرمائے''۔

تو انسانی تربیت کا دائرہ یہ سات سال سے لے کر بلکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے پہلے سے بھی شروع ہوجاتا ہے، بارہ سال کی یعنی بلوغت کی عمر تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے بعد بھی تربیت تو جاری رہتی ہے مگر وہ اور رنگ ہے، انسان اپنی اولاد کا ذمہ دار بارہ سال کی یعنی بلوغت کی عمر تک ہے۔

کھانا کھانے کے آداب ضرور سکھانے چاہئیں

بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو کہنے میں چھوٹی ہیں لیکن اخلاق سنوارنے کے لحاظ سے انتہائی ضروری ہیں مثلاً کھانا کھانے کے آداب ہیں یہ ضرور سکھانا چاہیے۔ اب یہ ایسی بات ہے جو گھر میں صرف ماں باپ ہی کر سکتے ہیں یا ایسے سکول اور کالجز جہاں ہوسٹل ہوں اور بڑی کڑی نگرانی ہو وہاں یہ آداب بچوں کو سکھائے جاتے ہیں لیکن عموماً ایک بہت بڑی تیسری دنیا کے سکولوں کی تعداد ایسی ہے جہاں ان باتوں پر اس طرح عمل نہیں ہوتا اس لئے بہرحال یہ ماں باپ کا ہی فرض بنتا ہے۔ لیکن یہاں میں ضمناً یہ ذکر کرنا چاہوں گا۔ ربوہ کی ایک مثال ہے مدرستہ الحفظ کی جہاں پانچویں کلاس پاس کرنے کے بعد بچے داخل ہوتے ہیں۔ مختلف گھروں سے، مختلف خاندانوں سے، مختلف ماحول سے، دیہاتوں سے، شہروں سے بچے آتے ہیں لیکن وہاں میں نے دیکھا ہے کہ ان کی تربیت ماشاءاللہ ایسی اچھی ہے اور ان کی ایسی اعلیٰ نگرانی ہوتی ہے اور ان کو ایسے اچھے اخلاق سکھائے گئے ہیں حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ۔ اتنے سلجھے ہوئے طریق سے بچے کھانا کھاتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔

باوجود مختلف قسم کے بچوں کے ماحول ہے کہ مثلاً یہی ہے کہ بسم اللہ پڑھ کے کھائیں۔ اپنے سامنے سے کھائیں، ڈش میں سے سالن اگر اپنی پلیٹ میں ڈالنا ہے تو اتنی مقدار میں ڈالیں جو کھایا جائے۔ دوبارہ

ضرورت ہوتو دوبارہ ڈال دیا جائے۔دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا ہے۔کھانا ختم کرنے کے بعد کی دعا۔تو یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں۔تو بہرحال بچپن سے ہی وقف نو بچوں کو تو خصوصاً اور عموماً ہر ایک کو سکھانی چاہئیں۔ تو بہرحال یہ جو مدرستہ الحفظ کی میں نے مثال دی ہے اللہ کرے کہ یہ سلسلہ جو انہوں نے تربیت کا شروع کیا ہے جاری رہے اور والدین بھی اپنے بچوں کی اسی نہج پر تربیت کریں۔

کھانا کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھونے کی عادت ڈالیں

پھر یہ ہے کہ بعض بچوں کو بچپن میں عادت ہوتی ہے اور یہ ایسی چھوٹی سی بات ہے کہ بعض دفعہ والدین اس پر نظر ہی نہیں رکھتے کہ کھانا کھانے کے بعد گندے ہاتھوں کے ساتھ بچے مختلف چیزوں پر ہاتھ لگا دیتے ہیں اسے بھی ہلکے سے پیار سے سمجھائیں۔تو یہ ایسی عادتیں ہیں جو بچپن میں ختم کی جاسکتی ہیں اور بڑے ہو کر یہ اعلیٰ اخلاق میں شمار ہو جاتی ہیں۔

واقف نو کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بچوں میں اخلاق حسنہ کی آبیاری کی اہمیت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:-

’’ہر وقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیے۔اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ سے ملنی چاہیے۔جس طرح ریڈی ایشن کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے،اس طرح پرورش کرنے والے باپ کی بانہوں میں سچائی اس بچے کے دل میں ڈوبنی چاہیے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کو پہلے سے بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔واقفین نو بچوں کے والدین کو یہ نوٹ کرنے والی بات ہے کہ والدین کو پہلے سے بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔ضروری نہیں کہ سب واقفین زندگی کے والدین سچائی کے اس اعلیٰ معیار پر قائم ہوں جو اعلیٰ درجہ کے مومنوں کے لئے ضروری ہے۔اس لئے اب ان بچوں کی خاطر ان کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی۔اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز اپنانا ہوگا اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر، مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے۔کیونکہ یہ خدا کی مقدس امانت اب آپ کے گھر میں پل رہی ہے اور اس مقدس امانت کے کچھ تقاضے ہیں جن کو بہرحال آپ نے پورا کرنا ہے۔اس لئے ایسے گھروں کے ماحول سچائی کے لحاظ سے نہایت صاف

ستھرے اور پاکیزہ ہو جانے چاہئیں''۔

واقفین بچوں کو قانع بنانا چاہیے

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:-

قناعت کے متعلق میں نے کہا تھا اس کا واقفین سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا چاہیے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہیے۔ عقل اور فہم کے ساتھ اگر والدین شروع سے تربیت کریں تو ایسا ہونا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ غرض دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک ان بچوں کو پہنچانا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں بچپن سے ایسے بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہیے۔ ترش روئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی۔ ترش رُو واقفین زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اس لئے خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں۔

اس کے علاوہ واقفین بچوں میں سخت جانی کی عادت ڈالنا، نظامِ جماعت کی اطاعت کی بچپن سے عادت ڈالنا، اطفال الاحمدیہ سے وابستہ کرنا، ناصرات سے وابستہ کرنا، خدام الاحمدیہ سے وابستہ کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ (اقتباسات خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 10 جنوری 1989ء)

اب یہ ایسی چیزیں ہیں بعض واقفین نو بچے سمجھتے ہیں کہ صرف ہماری علیحدہ کوئی تنظیم ہے۔ جو جماعت کی باقاعدہ ذیلی تنظیمیں ہیں ان کا حصہ ہیں واقفین نو بچے بھی۔

پھر بچپن سے ہی کردار بنانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ میں اس لئے حوالے حضور کے بھی ساتھ دے رہا ہوں کہ یہ تحریک ایک بہت بڑی تحریک تھی جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے جاری فرمائی۔ اور اس کے فوائد تو اب سامنے نظر آنا شروع ہو گئے ہیں اور آئندہ زمانوں میں انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ کس کثرت سے اور بڑے پیمانہ پر اس کے فوائد نظر آئیں گے۔ انشاء اللہ

والدین کو اپنا کردار قول و فعل کے مطابق کرنا ہوگا

فرمایا کہ بچپن میں کردار بنائے جاتے ہیں۔ دراصل اگر تاخیر ہو جائے تو بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ محاورہ ہے کہ گرم لوہا ہو تو اس کو موڑ لینا چاہیے۔ لیکن یہ بچپن کا لوہا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک لمبے عرصہ تک نرم ہی رکھتا

ہے اور اس نرمی کی حالت میں اس پر جو نقوش آپ قائم کر دیتے ہیں وہ دائمی ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لئے وقت ہے تربیت کا اور تربیت کے مضمون میں یہ بات یاد رکھیں کہ ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لے لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے۔

یہاں پھر والدین کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ یہ دو نسلوں کے رابطے کے وقت ایک ایسا اصول ہے جس کو بھلانے کے نتیجہ میں قومیں بھی ہلاک ہو سکتی ہیں اور یاد رکھنے کے نتیجہ میں ترقی بھی کر سکتی ہیں۔ ایک نسل اگلی نسل پر جو اثر چھوڑا کرتی ہے اس میں عموماً یہ اصول کارفرما ہوتا ہے کہ بچے ماں باپ کی کمزوریوں کو پکڑنے میں تیزی کرتے ہیں اور ان کی باتوں کی طرف کم توجہ کرتے ہیں۔ اگر باتیں عظیم کردار کی ہوں اور بیچ میں سے کمزوری ہو تو بچہ بیچ کی کمزوری کو پکڑے گا۔ اس لئے یاد رکھیں کہ بچوں کی تربیت کے لئے آپ کو اپنی تربیت ضروری کرنی ہوگی۔ ان بچوں کو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بچو! تم سچ بولا کرو، تم نے (مربی) بننا ہے۔ تم بددیانتی نہ کیا کرو، تم نے (مربی) بننا ہے۔ تم غیبت نہ کیا کرو، تم لڑا نہ کرو، تم جھگڑا نہ کیا کرو کیونکہ تم وقف ہو اور یہ باتیں کرنے کے بعد فرمایا کہ پھر ماں باپ ایسا لڑیں، جھگڑیں، پھر ایسی مغلظات بکیں ایک دوسرے کے خلاف، ایسی بے عزتیاں کریں کہ وہ کہیں بچے کو تو ہم نے نصیحت کر دی اب ہم اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ جو ان کی اپنی زندگی ہے وہی بچے کی زندگی ہے۔ جو سفرضی زندگی انہوں نے بنائی ہوئی ہے کہ یہ کرو، بچے کو کوڑی کی بھی اس کی پروا نہیں۔

ایسے ماں باپ جو جھوٹ بولتے ہیں وہ لاکھ بچوں کو کہیں کہ جب تم جھوٹ بولتے ہو تو بڑی تکلیف ہوتی ہے، تم خدا کے لئے سچ بولا کرو، سچائی میں زندگی ہے۔ بچہ کہتا ہے کہ ٹھیک ہے یہ بات لیکن اندر سے وہ سمجھتا ہے کہ ماں باپ جھوٹے ہیں اور وہ ضرور جھوٹ بولتا ہے۔ اس لئے دو نسلوں کے جوڑ کے وقت یہ اصول کارفرما ہوتا ہے اور اس کو نظر انداز کرنے کے نتیجہ میں آپس میں خلا پیدا ہو جاتے ہیں۔

(اقتباسات از خطبہ جمعہ فرمودہ 8 ستمبر 1989ء)

تو واقفین نو بچوں کے والدین کو اس سے اپنی اہمیت کا اندازہ بھی ہو گیا ہو گا کہ اپنی تربیت کی طرف کس طرح توجہ دینی چاہیے۔ پھر جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے حضور کے الفاظ میں۔ اپنے گھر کے ماحول کو ایسا پرسکون اور محبت بھرا بنائیں کہ بچے فارغ وقت گھر سے باہر گزارنے کے بجائے ماں باپ کی صحبت میں گزارنا پسند کریں۔ ایک دوستانہ ماحول ہو۔ بچے کھل کر ماں باپ سے سوال بھی کریں اور ادب کے دائرہ میں رہتے

ہوئے ہر قسم کی باتیں کر سکیں۔ اس لئے ماں باپ دونوں کو بہر حال قربانی دینی پڑے گی۔ جو عہد اپنے ربّ سے والدین نے باندھا ہے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے بہر حال والدین نے بھی قربانی دینی ہے۔ اور یہ آپ پہلے بھی سن چکے ہیں اور حضور نے یہی نصیحت فرمائی ہے والدین کو بھی۔ میں بھی یہی کہتا ہوں۔ بعض دفعہ بعض والدین اپنے حقوق تو چھوڑتے نہیں بلکہ ناجائز غصب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

لیکن زور یہ ہوتا ہے کہ چونکہ ہمارے بچے وقفِ نو میں ہیں اس لئے ہم نے اگر کوئی غلطی کر بھی لی ہے تو ہم سے نرمی کا سلوک کیا جائے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔

پھر یہ بات واضح کروں کہ کسی بھی قسم کی برائی دل میں تب راہ پاتی ہے جب اس کے اچھے یا برے ہونے کی تمیز اٹھ جائے۔ بعض دفعہ ظاہراً ہر قسم کی نیکی ایک شخص کر رہا ہوتا ہے۔ نمازیں بھی پڑھ رہا ہے، (بیت الذکر) جا رہا ہے، لوگوں سے اخلاق سے بھی پیش آ رہا ہے لیکن نظام جماعت کے کسی فرد سے کسی وجہ سے ہلکا سا شکوہ بھی پیدا ہو جائے یا اپنی مرضی کا کوئی فیصلہ نہ ہو تو پہلے اس عہدیدار کے خلاف دل میں ایک رنجش پیدا ہوتی ہے۔ پھر نظام کے بارہ میں کہیں ہلکا سا کوئی فقرہ کہہ دیا، اس عہدیدار کی وجہ سے.... پھر گھر میں بچوں کے سامنے بیوی سے یا کسی اور عزیز سے کوئی بات کر لی تو اس طرح اس ماحول میں بچوں کے ذہنوں سے بھی نظام کا احترام اٹھ جاتا ہے۔ اس احترام کو قائم کرنے کے لئے بہر حال بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

واقفین نو کو نظام کا احترام سکھایا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں یہ نصیحت آپ تک پہنچاتا ہوں:-

''بہت ضروری ہے کہ (واقفین نو کو) نظام کا احترام سکھایا جائے۔ پھر اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے، جو قریب کا دیکھنے والا ہے اس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے۔ اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔

واقفین بچوں کو سمجھانا چاہیے کہ اگر تمہیں کسی سے کوئی شکایت ہے، خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں، اس کے نتیجہ میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہیے ......ان کو سمجھائیں کہ اصل محبت تو خدا اور اس کے دین سے ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے خدائی جماعت کو نقصان پہنچتا ہو۔ آپ کو اگر کسی کی ذات سے تکلیف پہنچی ہے یا نقصان پہنچا ہے تو اس کا ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپ کو حق ہے کہ اپنے ماحول، اپنے دوستوں، اپنے بچوں اور اپنی اولاد کے ایمانوں کو بھی آپ زخمی کرنا شروع کریں۔ اپنے زخم حوصلے کے ساتھ اپنے تک رکھیں اور اس کے اندمال کے جو ذرائع باقاعدہ خدا تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں ان کو اختیار کریں۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989ء)

اپنے بچوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کریں

پھر ایک عام بات ہے جس کی طرف والدین کو توجہ دینی ہوگی۔ وہ ہے اپنے بچوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کریں۔ انہیں متقی بنائیں۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک والدین خود متقی نہ ہوں یا متقی بننے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ جب تک عمل نہیں کریں گے منہ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگر بچہ دیکھ رہا ہے کہ میرے ماں باپ اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے، اپنے بھائیوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر میاں بیوی میں، ماں باپ میں ناچاقی اور جھگڑے شروع ہو رہے ہیں۔ تو پھر بچوں کی تربیت اور ان میں تقویٰ پیدا کرنا بہت مشکل ہو جائے گا اس لئے بچوں کی تربیت کی خاطر ہمیں بھی اپنی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ بچوں میں تقویٰ کس طرح پیدا کیا جائے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

''واقفین نو بچوں کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں۔ ان کے ساتھ ایسی حرکتیں نہ کریں جن کی وجہ سے ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں۔ پوری توجہ ان پر اس طرح دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت ہی عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جا رہا ہو اور اس طرح ان کے دل تقویٰ سے بھر جائیں پھر یہ آپ کے ہاتھ میں کھیلنے کے بجائے خدا کے ہاتھ میں کھیلنے لگیں اور جس طرح ایک چیز دوسرے کے سپرد کر دی جاتی ہے تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ آپ یہ بچے شروع ہی سے خدا کے سپرد کر سکتے ہیں اور درمیان کے سارے واسطے، سارے مراحل ہٹ

جائیں گے۔رسمی طور پر تحریک جدید سے بھی واسطہ رہے گا یعنی وکالت وقف نو سے۔اور نظام جماعت سے بھی واسطہ رہے گا۔مگر فی الحقیقت بچپن ہی سے جو بچے آپ خدا کی گود میں لا ڈالیں خدا ان کو سنبھالتا ہے،خود ہی ان کا انتظام فرماتا ہے۔خود ہی ان کی نگہداشت کرتا ہے۔جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدا نے نگہداشت فرمائی۔آپ لکھتے ہیں:-

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شیرخوار

پس ایک ہی راہ ہے اور صرف ایک راہ ہے کہ ہم اپنے وجود کو اور اپنے واقفین کے وجود کو خدا کے سپرد کریں اور خدا کے ہاتھوں میں کھیلنے لگیں۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر 1989ء)

وقف زندگی سے فی زمانہ بڑی کوئی اور چیز نہیں

پھر بچوں میں یہ احساس بھی پیدا کریں کہ تم واقف زندگی ہو اور فی زمانہ اس سے بڑی کوئی اور چیز نہیں۔ اپنے اندر قناعت پیدا کرو،نیکی کے معاملہ میں ضرور اپنے سے بڑے کو دیکھو اور آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔لیکن دنیاوی دولت یا کسی کی امارت تمہیں متاثر نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھو اور خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دین کی خدمت کی توفیق دی ہے۔اور اس دولت سے مالا مال کیا ہے۔کسی سے کوئی توقع نہ رکھو۔ ہر چیز اپنے پیارے خدا سے مانگو۔ایک بڑی تعداد ایسے واقفین نو بچوں کی ہے جو ماشاءاللہ بلوغت کی عمر کو پہنچ گئے ہیں۔ان کو خود بھی اب ان باتوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

ضمناً یہ بات بھی کر دوں کہ حضور رحمہ اللہ نے بھی ایک دفعہ اظہار فرمایا تھا کہ واقفین نو بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد جو ہے ان کی تربیت ایسے رنگ میں کرنی چاہیے اور ان کے ذہن میں یہ ڈالنا چاہیے کہ انہیں (مربی) بننا ہے۔اور آئندہ زمانے میں جو ضرورت پیش آنی ہے (مربیان) کی بہت بڑی تعداد کی ضرورت ہے اس لئے اس نہج پر تربیت کریں کہ بچوں کو پتہ ہو کہ اکثریت ان کی (دعوۃ الی اللہ) کے میدان میں جانے والی ہے اور اس لحاظ سے ان کی تربیت ہونی چاہیے۔

(الفضل انٹرنیشنل 22 تا 28 اگست 2003ء صفحہ 5-8)

27ویں جلسہ سالانہ کینیڈا 2003ء کے موقع پر افتتاحی پیغام

- وحدت کے حصول کے لئے خلافت کے دامن سے ہمیشہ وابستہ رہیں
- دینِ حق نے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے اعلیٰ اور حسین تعلیم دی ہے
- اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اس لئے قائم فرمایا ہے کہ دین کی دلکش تعلیم کو از سرِ نو زندہ کرے
- اپنے تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو ترک کر دیں
- جہاد کی حقیقت
- حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات کو حرزِ جان بنائیں

٭

''پیارے احباب جماعت کینیڈا بھائیو، بہنوں اور بچوں!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے محترم امیر صاحب کینیڈا کے اس خط کو پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ آج آپ ۲۷ جلسہ سالانہ کے لئے اکھٹے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کا یہ اجتماع بے حد مبارک فرمائے اور اس جلسہ سے وابستہ روحانی فیوض اور برکات سے آپ کے گھر بار کو بھر دے اور آپ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق پاتے رہیں۔

(دین حق) ایک بہت ہی پیارا حسین مذہب ہے اور اس نے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے بڑی پاک اور اعلیٰ اور حسین تعلیم دی ہے۔(دین حق) کی تعلیمات کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس رنگ میں محبت کی جائے کہ انسان اس میں کھویا جائے اور دوسرے مخلوق خدا سے بے انتہا ہمدردی، محبت اور شفقت کا سلوک کیا جائے۔مخلوق خدا کی تکالیف کو دور کرنے کے لئے کوشش کی جائے۔ بڑوں کا احترام چھوٹوں سے محبت ہر انسان خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو کسی بھی رنگ و نسل سے ہو اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی (دین حق) نے بار بار تاکید فرمائی ہے۔

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق خدا سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ ان کی ہدایت کے لئے خدا کے حضور گریہ وزاری سے رو رو کر دعائیں کیا کرتے تھے حتیٰ کہ اپنے جانی دشمنوں کے لئے دعائیں کرنا سنت نبوی سے ثابت ہے۔اہل مکہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مار مار کر شدید زخمی کر دیا تھا، ان کے لئے بھی اپنے مولا کریم سے دعا کی تو یہی کی۔

رَبِّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔

یہ (دین حق) کی نہایت ہی پیاری تعلیم ہے جسے بدقسمتی سے آج کے مسلمان مولویوں نے گدلا کر دیا ہے اور دنیا کے سامنے ایسا نمونہ پیش کر رہے ہیں جس کی وجہ سے دنیا میں (دین حق) کو متشدد اور دہشت گرد مذہب تصور کیا جارہا ہے حالانکہ (دین حق) تو محبت اور پیار کی تعلیم دیتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض وغایت

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اس لئے قائم فرمایا ہے کہ (دینِ حق) کی اس دلکش تعلیم کو از سرِ نو زندہ کریں اور دنیا کو بتائے کہ (دینِ حق) حقیقتاً امن اور آشتی کا مذہب ہے۔ اور (دینِ حق) ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اعلان کرتا ہے کہ ساری مخلوق خدا تعالیٰ کی عیال ہے اور خدا کے نزدیک وہی شخص محبوب ہے جو اس کی عیال سے محبت حسن سلوک بجالاتا ہے۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو یہی تعلیم دی ہے کہ بنی نوع سے ہمدردی اور پیار کا سلوک کیا جائے آپ فرماتے ہیں:۔

''ہمارا یہ اصول ہے کل بنی نوع کی ہمدردی کرو اگر کوئی شخص ہندو ہمسائے کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی ہے اور یہ نہیں اٹھتا کہ آگ کو بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں مجھ سے نہیں۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں دیکھتا کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور اس کو چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم سے نہیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں ہاں جہاں تک ممکن ہو ان کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں'' (سراج منیر صفحہ ۱۸)

قرآن کریم میں جو جہاد کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کے معنی کو غلط رنگ دے کر جاہل مولویوں نے لوٹ مار اور قتل وغارت کے ایسے منصوبے عوام کو سکھائے جن کا اسلامی تعلیمات سے دور کا بھی تعلق نہیں یہ اسلامی جہاد نہیں بلکہ نفس امارہ کے جوشوں کے تابع سرزد ہونے والی ناجائز حرکات ہیں جو مسلمانوں میں پھیل گئی ہیں۔ اور جو اپنے گھناؤنے پن کی وجہ سے اسلام کے حسین چہرے پر ایک داغ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:۔

''موجودہ طریق غیر مذہب کے لوگوں پر حملہ کرنے میں جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جس کا نام وہ جہاد رکھتے ہیں یہ شرعی جہاد نہیں بلکہ صریحاً خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مخالف اور سخت معصیت ہے۔ .... اسلام ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا کہ مسلمان رہزنوں اور ڈاکوؤں کی طرح بن جائیں اور جہاد کے بہانہ سے اپنے نفس کی خواہش پوری کریں''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۷۔۱۸)

پھر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جا ئیں دلوں کو پاک کریں اپنی انسانی رحم کو ترقی دیں اور درمندوں کے ہمدرد بنیں ۔ زمین پر صلح پھیلا دیں'' (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۵)

پس اے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت اور آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو!! آپ نے اپنے پیارے آقا کی اطاعت میں ہر شر اور ہر فتنہ کی بات سے دور رہنا ہے۔ آپ سے کوئی ایسی بات سرزد نہیں ہونی چاہیے جو (دین حق) کی عزت کو داغ دار بنادے۔ اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کریں آپ نے اپنے نیک اخلاق اور پاک نمونے سے دنیا کے دل (دین حق) کے لئے فتح کرنے ہیں۔

اس لئے اپنے تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو ترک کر دیں خدا کی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھائیں۔ آپ خدا کی آخری جماعت ہیں اس لئے وہ عمل نیک دکھلائیں جو اپنی کمال میں انتہائی درجہ پر ہوں ۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں۔

''اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعودؑ کو تم نے دیکھ لیا ہے جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔......

اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو کینہ اور بغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ اور اخلاقی معجزات دنیا کو دکھلاؤ۔......اپنی اخلاقی قوتوں کا حسن اور جمال دکھلاؤ۔ چاہیے کہ تم میں خدا کی مخلوق کیلئے عام ہمدردی ہو اور کوئی چھل اور دھوکا تمہاری طبیعت میں نہ ہو تم اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر ہو۔ سو چاہیے دن رات خدا کی حمد و ثناء تمہارا کام ہو اور خادمانہ حالت جو حامد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو۔ (اربعین ۴ صفحہ ۴۲۴ تا صفحہ ۴۲۶)

آج جو لوگ اس جلسہ میں شامل ہیں انہیں میری نصیحت ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ان ہدایات کو حرز جان بنائیں اور جو کچھ سنا اور سیکھا ہے اس کو اپنی زندگیوں میں جاری کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت کی نعمت سے نوازا ہے جو تمام قسم کی ترقیات کے لئے ایک بابرکت راہ ہے۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ وحدت اور یک جہتی کے قیام کے لئے اور کامیابیوں کے حصول کے

لئے خلافت کے دامن سے ہمیشہ وابستہ رہیں اور نسل در نسل اپنی اولادوں کو بھی اس نعمت عظمیٰ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔ ہمیشہ اس کی سر بلندی اور مضبوطی کے لئے کوشاں رہیں اور اس راہ میں درپیش ہر قربانی کے لئے مستعد رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں کا وارث بنائے جو آپ نے ایسے للّٰہی جلسوں میں شامل ہونے والوں کے لئے کی ہیں۔ میری دعائیں بھی آپ کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو (دین حق) کا نیک نمونہ اہل کینیڈا کے سامنے پیش کرنے کو توفیق دے۔ آپ ان کے دل (دین حق) احمدیت کے لئے جیتنے والے ہوں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ خیر و برکت سے آپ کی جھولیاں بھر دے۔ اللہ کرے آپ کی تمام زندگی خدا کی رضا اور خوشنودی کے تحت گذرے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

(اخبار نیو کینیڈا جلد 16 نمبر 12 مورخہ 18 جولائی 2003ء)

خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جولائی 2003ء سے اقتباس

- ہمیشہ بچوں کے نیک، صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہیے
- والدین حسن سلوک کے زیادہ مستحق ہیں
- تربیت اولاد کے سنہری اصول

✵

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

...... یہاں میں ضمناً ذکر کر دوں۔ گو ضمناً ہے مگر میرے نزدیک اس کا ایک حصہ ہی ہے کہ اگر والدین کی دعا اپنے بچوں کے لئے اچھے رنگ میں پوری ہوتی ہے تو وہاں ایسے بچے جو والدین کے اطاعت گزار نہ ہوں ان کے حق میں برے رنگ میں بھی پوری ہو سکتی ہے۔ تو ماں باپ کی ایسی دعا سے ڈرنا بھی چاہیے۔

بعض بچے جائیداد یا کسی معاملے میں والدین کے سامنے بے حیائی سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مختلف لوگ لکھتے رہتے ہیں اس لئے یہ عجیب خوفناک کیفیت بعض دفعہ سامنے آجاتی ہے۔ اس لحاظ سے ایسے بچوں کو اس تعلیم کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ماں کے لئے تو خاص طور پر حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ تمہارے سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے۔

یہ جو قرآن حکیم کا حکم ہے کہ والدین کو اف نہ کہو یہ اس لئے ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے اور تم سمجھتے ہو کہ تمہارا حق مارا جا رہا ہے یا تمہارے ساتھ ناجائز رویہ اختیار کیا ہے ماں باپ نے۔ تب بھی تم نے ان کے آگے نہیں بولنا ورنہ کسی کا دماغ تو نہیں چلا ہوا کہ ماں باپ کے فیض بھی اٹھا رہا ہو اور ماں باپ اس بچے کی ہر خواہش بھی پوری کر رہے ہوں تو ان کی نافرمانی کرے یا کوئی نامناسب بات کرے۔......

تو جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کی نافرمانیوں کا ذکر کرتے ہیں اپنے خطوط میں۔ اس ضمن میں والدین کا جہاں فرض ہے اور سب سے بڑا فرض ہے کہ پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک بچوں کے نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کی جائز اور ناجائز بات کو ہمیشہ مانتے نہ رہیں اور اولاد کی تربیت اور اٹھان صرف اس نیت سے نہ کریں کہ ہماری جائیدادوں کے مالک بنیں جیسا کہ میں آگے چل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات میں اس کا ذکر کروں گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بچوں کو بھی خوف خدا کرنا چاہیے کہ ماؤں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ باپوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ یہ نہ ہو کہ کل کو ان کے بچے ان کے سامنے اسی طرح کھڑے ہو جائیں کیونکہ آج اگر یہ نہ سمجھے اور اس امر کو نہ روکا تو پھر یہ شیطانی سلسلہ کہیں جا کر رکے گا نہیں اور کل کو یہی سلوک ان کے ساتھ بھی

ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے اور احمدیت کی اگلی نسل پہلے سے بڑھ کر دین پر قائم ہونے والی اور حقوق ادا کرنے والی نسل ہو۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 29 اگست تا 4 ستمبر 2003ء صفحہ 5)

خطبہ جمعہ فرمودہ 18؍جولائی 2003ء سے اقتباس

- باہمی گفتگو میں دھیما پن اور وقار قائم رکھیں
- ٹریفک قوانین کی پابندی کریں
- ملکی قوانین کی بھی پوری پاسداری کریں، پوری پابندی کریں
- صفائی کے آداب کو ملحوظ رکھیں
- سر ڈھانپنے کی عادت کو اچھی طرح سے رواج دیں
- مہمانوں کی عزت و احترام اور خدمت کو اپنا شعار بنائیں
- نظم و ضبط کا خیال رکھیں

✵

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

......فضول گفتگو سے اجتناب کریں۔ باہمی گفتگو میں دھیما پن اور وقار قائم رکھیں۔تلخ گفتگو سے اجتناب کریں، آپس میں ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں، کسی بھی قسم کی تلخی پیدا نہیں ہونی چاہیے۔نہ مہمانوں کی آپس میں نہ مہمانوں اور میزبانوں کی۔اور نہ میزبانوں کی آپس میں۔تو کسی بھی شکل میں کوئی تلخی نہ ہو۔بلکہ ایک روحانی ماحول ہو جو ہر دیکھنے والے کو نظر آتا ہو۔اور پھر یہ ہے کہ بعض لوگ بلند آواز سے عادتاً تُو تُو میں میں کر کے باتیں کر رہے ہوتے ہیں یا ٹولیوں کی صورت میں بیٹھ کر قہقہے لگا رہے ہوتے ہیں۔تو ان تین دنوں میں تمام چیزوں سے جس حد تک پرہیز کر سکتے ہیں کریں۔ بلکہ مکمل طور پر پرہیز کرنے کی کوشش کریں۔ویسے بھی یہ کوئی ایسی اچھی عادت نہیں۔

دوسرے مختلف قسم کے لوگ یہاں آئے ہوئے ہوتے ہیں۔بعض اونچا سننے والے ہیں، بعض زبان نہ سمجھنے والے ہیں تو دیکھنے والا بعض دفعہ باتیں کر رہا ہوتا ہے اور ان کی طرف دیکھ کر ہنس رہا ہوتا ہے جس سے بلاوجہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔تو ان چیزوں سے بچنا چاہیے، پرہیز کرنی چاہیے۔

ایک اور ضروری ہدایت یہ ہے کہ بازار بھی جلسہ کے دوران بند رہیں گے۔تو مہمان بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ بلاوجہ جن لوگوں نے دکانیں بنائی ہوئی ہیں یا سٹال لگائے ہیں ان کو مجبور نہ کریں کہ اس دوران دکانیں کھولیں یا آپ وہاں بیٹھے رہیں۔اگر مجبوری ہو تو چند ضروری چیزیں مہیا ہو سکتی ہیں لیکن انتظامیہ اس بات کا بھی جائزہ لے گی کہ کس حد تک اجازت دینی ہے۔

ٹریفک قوانین کی پابندی کریں

پھر ہے کہ اسلام آباد (ٹلفورڈ) کے ماحول میں تنگ سڑکوں پر چلنے میں احتیاط اور شوروغل سے پرہیز کریں۔یہ باہر سے آنے والوں کے لئے خاص طور پر یہ بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اس ماحول میں یہ نہ سمجھیں کہ آبادی نہیں ہے۔تھوڑی بہت آبادی تو ہوتی ہے تو بلاوجہ شوروغل نہیں ہونا چاہیے۔پھر گاڑیاں پارک

کرتے وقت خیال رکھیں کہ وہ لوگوں کے گھروں کے سامنے یا ممنوعہ جگہوں پر پارک نہ ہوں۔ نہ بیت الفضل کی سڑکوں پر اور نہ اسلام آباد میں۔ ٹریفک کے قواعد کو ملحوظ رکھیں اور جلسہ گاہ میں شعبہ پارکنگ کے منتظمین سے مکمل تعاون کریں۔ یہاں قیام کے دوران دوسرے ملکی قوانین کی بھی پوری پاسداری کریں، پوری پابندی کریں، اور بالخصوص ویزا کی میعاد ختم ہونے سے پہلے پہلے ضرور واپس تشریف لے جائیں۔ اور جو دوست جلسہ سالانہ کی نیت سے ویزا لے کر یہاں آئے ہیں انہیں بہر حال اس کی بہت سختی سے پابندی کرنی ہوگی۔

صفائی اور پردہ کے آداب

پھر صفائی کے آداب ہیں۔ ٹائلٹ میں صفائی کو ملحوظ رکھیں۔ یاد رکھیں کہ صفائی بھی ایمان کا حصہ ہے۔ پھر یہ ہے کہ خواتین کے لئے ہدایت ہے کہ خواتین گھومنے پھرنے میں احتیاط اور توجہ کی رعایت رکھیں۔ تاہم جو خواتین احمدی (......) نہیں اور پردے کی ایسی پابندی نہیں کرتیں ان سے صرف پردے کی درخواست کرنا ہی کافی ہے۔ ہرگز کوئی زبردستی کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ہونی چاہیے۔ اگر کسی وجہ سے کسی احمدی کو بھی نقاب کی دقت ہو تو پھر ایسی خواتین میک اپ میں نہیں ہونی چاہئیں۔

سادہ رہیں کیونکہ میک اپ کرنا بہر حال مناسب نہیں۔ سر ڈھانپنے کی عادت کو اچھی طرح سے رواج دیں۔ ایک ایسا ماحول پیدا ہو، خواتین کی طرف سے نظر آنا چاہیے کہ روحانی ماحول میں ہم یہ دن بسر کر رہے ہیں۔ پردہ نہ کرنے کے بہانے نہیں تلاش ہونے چاہئیں۔ اگر کوئی مجبوری ہے تو بہر حال جس حد تک حجاب ہے اس کو قائم رکھنا چاہیے اور یہ حکم بھی ہے۔

مہمانوں کی عزت واحترام اور خدمت کو اپنا شعار بنائیں

پھر ایک ہدایت ان لوگوں کے لئے ہے جو بعض دفعہ عموماً تو یہ نہیں ہوتا، لیکن بعض دفعہ بعض مقامی لوگ لفٹ دیتے ہیں مہمانوں کو اور پیسوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو بہر حال مہمان نوازی کے پیش نظر اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

پھر مہمانوں کی عزت واحترام اور خدمت کو اپنا شعار بنائیں اور محبت خلوص اور ایثار وقربانی کے جذبہ سے ان کی بے لوث خدمت کریں۔ یہ پہلے بھی مَیں کہہ آیا ہوں۔ کارکنان کو مہمانوں کے ساتھ نرم لہجہ اور خوش دلی سے بات کرنی چاہیے......

نظم وضبط کا خیال رکھیں اور منتظمین جلسہ سے بھر پور تعاون کریں اوران کی ہر طرح سے اطاعت کریں۔
پھر ایک چیز یہ دیکھنے میں آتی ہے کہ ان دنوں میں بعض دفعہ کھانے کا بہت ضیاع ہوتا ہے۔کھانے کے آداب میں تو یہ ہے کہ جتنا پلیٹ میں ڈالیں اس کو مکمل ختم کریں۔کوئی ضیاع نہیں ہونا چاہیے۔بلاوجہ حرص میں آکر زیادہ ڈال لیا یا دیکھا دیکھی ڈال لیا۔اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کریں کہ اس قسم کی کوئی حرکت نہیں ہونی چاہیے جس کا دوسروں پر برا اثر پڑ رہا ہو۔اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کھانا جوضائع ہو رہا ہوتا ہے اکثر کارکنان کا یہ قصور نہیں ہوتا بلکہ لینے والے کا قصور ہوتا ہے۔جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اتنا ہی لیں جتنا آپ ختم کرسکیں۔لیکن کارکنان کے لئے بہرحال یہ ہدایت ہے کہ اگر کوئی مطالبہ کرتا ہے کہ مزید دو اور زیادہ لے لیتا ہے تو اسے نرمی سے سمجھائیں۔سختی سے کسی مہمان کو بھی انکار نہیں کرنا اور نہ یہ کسی کارکن کا حق ہے۔پیار سے کہہ سکتے ہیں کہ ختم ہو جائے تو دوبارہ آکر لے لیں۔

پھر صفائی کے متعلق پہلے بھی میں نے کہا تھا۔غسل خانوں کی صفائی۔یہاں یہ ہے کہ عمومی صفائی۔کھانا جہاں آپ کھا رہے ہوں ان جگہوں پر بعض لوگ کھانا کھا کر خالی برتنوں کو وہیں رکھ جاتے ہیں اور ڈسٹ بن میں نہیں ڈالتے اور یہ معمولی سی بات ہے۔ایک تو کارکنان کا کام بڑھ جاتا ہے۔اس عرصہ میں وہ کوئی اور کام کرسکتے ہے۔دوسرے گندگی پھیلتی ہے جو ویسے بھی حکم ہے کہ صفائی بھی ایمان کا حصہ ہے۔تو جیسا کہ پہلے میں نے عرض کیا تھا کہ سڑکوں کی اور گراؤنڈز کی اور جلسہ گاہ کی صفائی کریں۔تو ہر جگہ پورے ماحول کی صفائی کی ضرورت ہے۔اور صفائی کا خاص طور پر خیال رکھیں۔اس ماحول میں ظاہری صفائی کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔تو بلاوجہ انتظامیہ کو بھی اعتراض کا موقع نہ دیں اور اپنی یادداشت میں محفوظ کرلیں کہ صفائی کو ہر صورت میں آپ نے قائم رکھنا ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 12 تا 18 ستمبر 2003ء صفحہ 8)

وقف عارضی دین کی بہت بڑی خدمت ہے

حضور انور ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2003ء کے دوسرے روز کے خطاب میں فرمایا:-

''افریقہ میں جو ہمارے ہسپتال ہیں، ان میں ڈاکٹروں کی بہت ضرورت ہے۔ یہ بھی میں تحریک کرنا چاہتا ہوں ڈاکٹر صاحبان کو کہ اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کریں۔ اور کم از کم تین سال تو ضرور ہو۔ اور اگر اس سے اوپر جائیں چھ سال یا نو سال، تو اور بھی بہتر ہے۔

اسی طرح فضل عمر ہسپتال ربوہ کے لئے بھی ڈاکٹرز کی ضرورت ہے۔ تو ڈاکٹر صاحبان کو آج اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے میں عارضی وقف کی تحریک کرتا ہوں۔

اپنے آپ کو خدمت خلق کے اس کام میں جو جماعت احمدیہ سرانجام دے رہی ہے، پیش کریں۔ اور یہ ایک ایسی خدمت ہے جس کے ساتھ دنیا تو آپ کما ہی لیں گے۔

دین کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ آپ کی نسلوں تک کو دیتا چلا جائے گا۔ انشاءاللہ''

(الفضل انٹرنیشنل 12 تا 18 ستمبر 2003ء صفحہ 3)
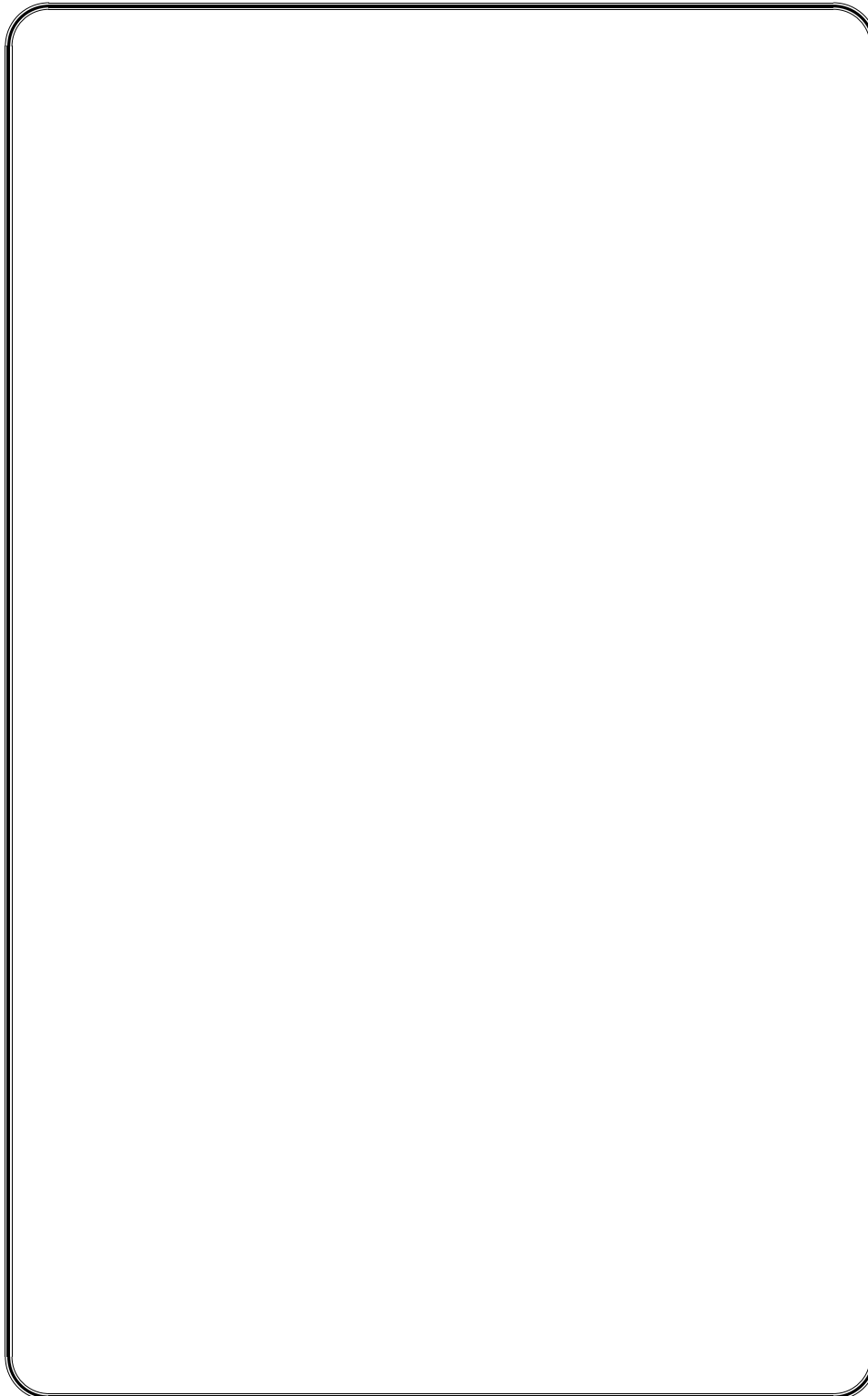
خطبہ جمعہ فرمودہ 8/اگست 2003ء

- امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے ہر پہلو سے اس کی ادائیگی ضروری ہے۔
- اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کرو
- امانت کے مضمون کو سمجھنے سے تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم ہوں گے
- عہدے داروں کے لئے زریں ہدایات
- زبان کی امانت سے کیا مراد ہے
- لوگوں کے معاملات آپ کے پاس امانت ہیں
- کسی کا کسی معاملے میں مشورہ کرنا بھی ایک امانت ہے
- عہدہ بھی ایک عہد ہے
- مجالس کے آداب

✵

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ النساء کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:-

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا ۔ وَ اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ۔ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ ۔اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًاO

(سورۃ النساء:۵۹)

پھر فرمایا:-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

علامہ فخر الدین رازیؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کو تمام امور میں امانتوں کو ادا کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ خواہ وہ امور مذہب کے معاملات میں ہوں یا دنیوی امور اور معاملات کے بارہ میں ان کے نزدیک انسان کا معاملہ یا تو اپنے رب کے ساتھ ہوتا ہے یا بنی نوع انسان کے ساتھ یا اپنے نفس کے ساتھ اور ان تینوں اقسام میں امانت کے حق کی رعایت رکھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

آپ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے معاملات میں امانت کی رعایت کرنے کا تعلق ہے تو اس کا تعلق ان افعال کے ساتھ ہے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یا جن افعال کے کرنے سے منع کیا گیا ہے ان کو ترک کرنے کے ساتھ۔ پھر کہتے ہیں کہ جہاں تک زبان کی امانت کا تعلق ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی زبان کو کذب بیانی، غیبت، چغل خوری، نافرمانی، بدعت اور فحش کے لئے نہ استعمال کرے۔ اور آنکھ کی امانت یہ ہے کہ انسان آنکھ کو حرام کی طرف دیکھنے میں استعمال نہ کرے اور کانوں کی امانت یہ ہے کہ انسان ان کو بیہودہ

کلامی اور ایسی باتوں کے سننے میں استعمال نہ کرے جن سے منع کیا گیا ہے۔ نیز فحش کلامی اور جھوٹی باتوں کے سننے سے پرہیز کرے۔

پھر دوسری بات لکھتے ہیں کہ:-

جہاں تک امانت کا تمام مخلوقات کو ادا کرنے کا تعلق ہے اس میں ماپ تول میں کمی کو ترک کرنا، اور یہ کہ لوگوں میں ان کے عیوب نہ پھیلائے جائیں اور امراء اپنی رعیت کے ساتھ عدل سے فیصلے کریں۔ عوام الناس کے ساتھ علماء کے عدل سے مراد یہ ہے کہ وہ عوام کو باطل تعصّبات پر نہ ابھاریں بلکہ وہ ایسے اعتقادات اور اعمال کے بارہ میں ان کی ایسی رہنمائی کریں جو ان کی دنیا اور آخرت میں ان کے لئے نفع رساں ہوں......

اب آج کل کے علماء ہماری بات تو نہیں سنتے۔ علامہ فخر الدین رازیؒ کی اس بات پہ ہی غور کریں اور اس پر عمل کریں تو دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

پھر تیسری بات لکھتے ہیں کہ جہاں تک امانت کا تعلق انسان کے اپنے نفس کے بارہ میں ہے تو وہ یہ ہے کہ انسان اپنے لئے صرف وہی پسند کرے جو زیادہ نفع رساں اور زیادہ مناسب ہو اس کے دین کے لئے اور دنیا کے لئے۔ اور یہ کہ وہ اپنی خواہشات کا تابع ہو کر یا غضبناک ہو کر کوئی ایسا فعل نہ کرے جو اس کو آخرت میں تکلیف پہنچائے۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارہ میں دریافت کیا جائے گا۔ ارشادِ الٰہی یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا میں یہ سب باتیں داخل ہیں۔ (تفسیر کبیر رازیؒ)

اب اگر ہم دیکھیں تو یہ جو تین صورتیں بیان کی گئی ہیں ہر انسان کے معاملات میں تقریباً ان صورتوں کے گرد ہی اس کی زندگی گھوم رہی ہے۔ لیکن اس آیت کے آخر پر جو بات بیان ہوئی ہے اس کی میں پہلے وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت کے آخر پر فرماتا ہے کہ جو میں تمہیں حکم دے رہا ہوں وہ انتہائی بنیادی حکم ہے۔ اگر تم اس پر عمل کرتے رہے تو کامیابیاں تمہاری ہیں۔ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ جب خدا تعالیٰ تمہیں کسی بات کا حکم دیتا ہے تو حکم کر کے چھوڑ نہیں دیتا بلکہ تم پر گہری نظر رکھنے والا بھی ہے۔ کہیں اس کے احکام کی ادائیگی میں تم خیانت تو نہیں کر رہے۔ اگر خیانت کر رہے ہو تو اس کے جو منطقی نتائج سامنے آنے

چاہئیں جو نکلنے چاہئیں وہ تو نکلیں گے اور ساتھ ہی جو امانت تمہارے سپرد کی گئی ہے وہ بھی تم سے واپس لے لی جائے گی۔تم خدمت سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ایک اعزاز تمہیں ملا تھا وہ تم سے چھین لیا جائے گا کیونکہ جن کے تم نگران بنائے گئے ہو ان کی دعاؤں کو اگر وہ نیک اور متقی ہیں اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور اپنی مخلوق پر ظلم اور زیادتی کی تمہیں اجازت نہیں دے گا۔تو جیسے کہ پہلے میں نے بیان کیا ہے کہ وہ نصیحت ہے کیا جس پر تم نے کاربند ہونا ہے۔وہ باتیں،وہ حکم ہے کیا جن پر ہم نے عمل درآمد کرنا ہے۔تو پہلی بات تو یہ ہے کہ امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کرو۔اب وہ کونسی امانتیں ہیں جو ہمارے پاس خدا تعالیٰ نے رکھی ہیں اور ہمیں حکم ہے کہ ان کے سپرد کرو جو کہ صحیح حقدار ہیں۔

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں کہ:-

حکومت وقت کی اطاعت کی جائے۔یہی رعایا کی لوگوں کی طرف سے ادائے امانت ہے اور پھر حکام کی طرف سے،افسران کی طرف سے امانت کا ادا کرنا،اپنی رعایا کی،اپنے شہریوں کی حفاظت کرنا،ان کے حقوق کا خیال رکھنا،حکام اور افسران کی طرف سے امانت کی صحیح ادائیگی ہے۔

ہمارے نظام جماعت میں عہدیداروں کا نظام مختلف سطحوں پر ہے۔اس زمانے میں ہر احمدی جہاں، جس ملک میں رہتا ہے اس ملک میں دنیاوی سطح پر امانتیں اہل لوگوں کے سپرد کرنے کی کوشش کرتا ہے،ان تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔اور اس کا فرض ہے کہ اپنے اس فرض کی صحیح ادائیگی کرے اور حق دار لوگوں تک اس امانت کو پہنچائے وہاں نظام جماعت بھی ہر احمدی سے خواہ عہدیدار ہو یا عام احمدی اس سے یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنی امانتوں کی صحیح ادائیگی کرے۔

امانت کا صحیح حق استعمال کریں

اب سب سے پہلے تو افراد جماعت ہیں جو نظام جماعت چلانے کے لئے عہدیدار منتخب کرتے ہیں۔ ان کا کیا فرض ہے،انہوں نے کس طرح جماعت کی اس امانت کو جو ان کے سپرد کی گئی ہے صحیح حقداروں تک پہنچانا ہے۔تو اس کے لئے جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں انتخابات سے پہلے قواعد بھی پڑھ کر سنائے جاتے ہیں،عموماً یہ جماعتی روایت ہے۔دعا کر کے اپنے ووٹ کے صحیح استعمال کی کوشش کی جاتی ہے اور پھر آپ کس کو ووٹ دیتے ہیں یا کم از کم یہی ایک متقی کی کوشش ہونی چاہیے کہ اس کو ووٹ دیا جائے جو آپ کے نزدیک سب

سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والا ہے۔

جس عہدے کے لئے منتخب ہو رہا ہے اس کا کچھ نہ کچھ علم بھی اس کو ہو۔ پھر جماعت کے کاموں کے لئے وقت بھی دے سکتا ہو۔ جس حد تک اس کی طاقت میں ہے وقت کی قربانی بھی دے سکتا ہو۔ پھر صرف اس لئے کسی کو عہدیدار نہ بنائیں کہ وہ آپ کا عزیز ہے یا دوست ہے۔ اور اتنا مصروف ہے کہ جماعتی کاموں کے لئے وقت نکالنا مشکل ہے۔ لیکن عزیز اور دوست ہونے کی وجہ سے اس کو عہدیدار بنانے کی کوشش کی جائے تو یہ ہے امانت کے حقدار کو امانت کو صحیح طرح نہ پہچانا۔ اس نیت سے جب انتخابات ہوں گے کہ صحیح حقدار کو یہ امانت پہنچائی جائے تو اس میں برکت بھی پڑے گی، انشاء اللہ۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے والے، نہ کہ اپنے اوپر ناز کرنے والے، اپنے آپ کو کسی قابل سمجھنے والے عہدیدار اوپر آئیں گے۔ اور جن کے ہر کام میں عاجزی ظاہر ہوتی ہو گی اور یہی لوگ آپ کے حقوق کا صحیح خیال رکھنے والے بھی ہوں گے۔ اور نظام جماعت کو صحیح نہج پر چلانے والے بھی ہوں گے۔ بعض دفعہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں عہدیدار بناؤ۔ ان کے بارہ میں یہ حدیث ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حقائق الفرقان میں کوٹ (Quote) کی ہے کہ:-

''حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو شخص آئے کہ ہمیں کام سپرد کیجیے۔ ہم اس کے اہل ہیں۔ فرمایا: جن کو ہم حکم فرمادیں، خدا ان کی مدد کرتا ہے، جو خود کام کو اپنے سر پر لے، اس کی مدد نہیں ہوتی۔ پس تم عہدے اپنے لئے خود نہ مانگو۔''　(حقائق الفرقان جلد نمبر۲ صفحہ ۳۰)

لوگوں کے معاملات آپ کے پاس امانت ہیں

پھر عہدیداران ہیں ان کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے بلکہ جماعت کا ہر کارکن یہ بات یاد رکھے کہ اگر کسی دفتر میں کسی عہدیدار کے پاس کوئی معاملہ آتا ہے یا کسی کارکن کے علم میں کوئی معاملہ آتا ہے چاہے وہ ان کی نظر میں انتہائی چھوٹے سے چھوٹا معاملہ ہو۔ وہ اس کے پاس امانت ہے اور اس کو حق نہیں پہنچتا کہ اس سے آگے یہ معاملہ لوگوں تک پہنچے۔ ایک راز ہے، ایک امانت ہے، پھر کسی کی کمزوریوں کو اچھالنا تو ویسے بھی ناپسندیدہ فعل ہے اور منع ہے بڑی سختی سے منع ہے۔ اور بعض دفعہ تو یہ ہوتا ہے کہ کسی بات کا وجود ہی نہیں ہوتا اور وہ بات بازار میں گردش کر رہی ہوتی ہے۔ اور جب تحقیق کرو تو پتہ چلتا ہے کہ فلاں کارکن نے فلاں سے بالکل اور رنگ میں کوئی بات کی تو جو کم از کم نہیں تو سو سے ضرب کھا کر باہر گردش کر رہی ہوتی ہے۔ تو جس کے متعلق بات

کی جاتی ہے جب اس تک یہ بات پہنچتی ہے تو طبعی طور پر اس کے لئے تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔اول تو بات اس طرح ہوتی نہیں اور اگر ہے بھی تو تمہیں کسی کی عزت اچھالنے کا کس نے اختیار دیا ہے۔

کسی کا کسی معاملہ میں مشورہ کرنا بھی ایک امانت ہے

پھر مشورے ہیں اگر کوئی کسی عہدیدار سے یا کسی بھی شخص سے مشورہ کرتا ہے تو یہ بالکل ذاتی چیز ہے، ایک امانت ہے۔تمہارے پاس ایک شخص مشورہ کے لئے آیا، تم نے اپنی عقل کے مطابق اسے مشورہ دیا تو تم نے امانت لوٹانے کا حق ادا کر دیا۔اب تمہارا کوئی حق نہیں بنتا کہ اس مشورہ لینے والے کی بات آگے کسی اور سے کرو۔اور اگر کرو گے تو یہ خیانت کے زمرے میں آجائے گی۔عہدیداران کو بھی، کارکنان کو بھی اس حدیث کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔سائل نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جب نااہل لوگوں کو حکمران بنایا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

(بخاری۔کتاب الرقاق۔باب رفع الامانۃ)

پھر طبرانی کبیر میں یہ روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں امانت نہیں، اس میں ایمان نہیں، جس کو عہد کا پاس نہ ہو اس میں دین نہیں، اس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کسی بندے کا اس وقت تک دین درست نہ ہوگا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو۔اور اس کی زبان درست نہ ہوگی جب تک اس کا دل درست نہ ہوگا۔اور جو کوئی کسی ناجائز کمائی سے کوئی مال پائے گا اور اس میں سے خرچ کرے گا تو اس کو اس میں برکت نہیں دی جائے گی، اور اگر اس میں سے خیرات کرے گا تو قبول نہیں ہوگی اور جو اس میں سے بچ رہے گا وہ اسے دوزخ کی طرف لے جانے کا موجب ہوگا۔بری چیز بری چیز کا کفارہ نہیں بن سکتی، البتہ اچھی چیز اچھی چیز کا کفارہ ہوتی ہے۔ (کنز العمال۔جلد دوم صفحہ ۱۵۔حیدرآباد)

عہدہ بھی ایک عہد ہے

ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے عہدیداران کو، کارکنان کو کہ عہدہ بھی ایک عہد ہے، خدمت بھی ایک عہد ہے جو خدا

اوراس کے بندوں سے ایک کارکن، ایک عہدیدار، اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے کرتا ہے۔ اگر ہر عہدیدار یہ سمجھنے لگ جائے کہ نہ صرف قول سے بلکہ دل کی گہرائیوں سے اس بات پر قائم ہو کہ خدمت دین ایک فضل الٰہی ہے۔ میری غلط سوچوں سے یہ فضل مجھ سے کہیں چھن نہ جائے تو ہماری ترقی کی رفتار اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔

ہم سب کے لئے لمحہ فکر یہ ہے، ایک سوچنے کا مقام ہے کہ امانت ایمان کا حصہ ہے، اگر امانت کی صحیح ادائیگی نہیں کر رہے، اگر اپنے عہد پر صحیح طرح کاربند نہیں، جو حدود تمہارے لئے متعین کی گئی ہیں ان میں رہ کر خدمت انجام نہیں دے رہے تو اس حدیث کی رو سے ایسے شخص میں دین ہی نہیں اور دین کو درست کرنے کے لئے اپنی زبان کو درست کرنا ہوگا۔ اور فرمایا کہ زبان اس وقت تک درست نہ ہوگی جب تک دل درست نہ ہوگا اور پھر ایک کڑی سے دوسری کڑی ملتی چلی جائے گی۔ تو حسین معاشرے کو قائم رکھنے کے لئے ان تمام امور کی درستگی ضروری ہے۔

ایک بات اور واضح ہو کہ صرف منہ سے یہ کہہ دینے سے کہ میرا دل درست ہے، کافی نہیں۔ ہر وقت ہم میں سے ہر ایک کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ ہماری پاتال تک سے واقف ہے۔ وہ سمیع وبصیر ہے اس لئے اپنے تمام قبلے درست کرنے پڑیں گے۔ تو خدمت دین کرنے کے مواقع بھی ملتے رہیں گے۔ تو یہ تقویٰ کے معیار قائم رہیں گے تو نظام جماعت بھی مضبوط ہوگا اور ہوتا چلا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

تقویٰ کے ساتھ کام کرنے والوں کے لئے بشارت

ایسے عہدیدار جو پورے تقویٰ کے ساتھ خدمت سرانجام دیتے ہیں اور دے رہے ہیں ان کے لئے ایک حدیث میں جو میں پڑھتا ہوں، ایک خوشخبری ہے۔ حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کہ وہ مسلمان جو مسلمانوں کے اموال کا نگران مقرر ہوا، اگر وہ امین اور دیانتدار ہے اور جو اسے حکم دیا جاتا ہے اسے صحیح صحیح نافذ کرتا ہے اور جسے کچھ دینے کا حکم دیا جاتا ہے اسے پوری بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ اس کا حق سمجھتے ہوئے دیتا ہے تو ایسا شخص بھی عملاً صدقہ دینے والے

کی طرح صدقہ دینے والا شمار ہوگا۔ (مسلم کتاب الزکوۃ)

تو دیکھیں نیکی سے کس طرح نیکیاں نکلتی چلی جا رہی ہیں۔ خدا کی جماعت کی خدمت کا موقع بھی ملا، خدا کی مخلوق کی خدمت کا موقع بھی ملا، حکم کی پابندی کر کے، امانت کی ادائیگی کر کے، صدقے کا ثواب بھی کما لیا۔ بلاؤں سے بھی اپنے آپ کو محفوظ کر لیا، اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہوگئی۔

مجالس کے آداب

پھر مجالس کی امانتیں ہیں۔ کسی مجلس میں اگر آپ کو دوست سمجھ کر، اپنا سمجھ کر آپ کے سامنے باتیں کر دی جائیں تو ان باتوں کو باہر لوگوں میں کرنا بھی خیانت ہے۔ پھر مجالس میں کسی کے عیب دیکھیں، کسی کی کوئی کمزوری دیکھیں تو اس کو باہر پھیلانا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ جب کہ کسی اور شخص کو بھی بتانا جس کا اس مجلس سے تعلق نہ ہو یہ بھی خیانت ہے۔ ایک بات اور واضح ہو اور ہر وقت ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اگر کسی مجلس میں نظام کے خلاف یا نظام کے کسی رکن کے خلاف باتیں ہو رہی ہوں تو اس کو پہلے تو وہیں بات کرنے والے کو سمجھا کر اس بات کو ختم کر دینا زیادہ مناسب ہے اور وہیں اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر اصلاح کی کوئی صورت نہ ہو تو پھر بالا افسران تک اطلاع کرنی چاہیے۔

لیکن بعض دفعہ بعض کارکن بھی اس میں Involve ہو جاتے ہیں۔ پتہ نہیں آج کل کے حالات کی وجہ سے مردوں کے اعصاب پر بھی زیادہ اثر ہو جاتا ہے یا مردوں کو بھی بلا سوچے سمجھے عورتوں کی طرح باتیں کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ اس میں بعض اوقات اچھے بھلے سلجھے ہوئے کارکن بھی شامل ہو جاتے ہیں اور ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں پر منفی اثر ڈال سکتی ہیں اور اس طرح غیر محسوس طور پر ایک کارکن دوسرے کارکن کے متعلق بات کر کے یا ایک عہدیدار دوسرے بالا عہدیدار کے متعلق بات کر کے یا اپنے سے کم عہدیدار کے متعلق بات کر کے، لوگوں کے لئے فتنے کا موجب بن رہا ہوتا ہے۔ کمزور طبیعت والے ایسی باتوں کا خواہ وہ چھوٹی باتیں ہی ہوں، برا اثر لیتے ہیں۔ اور ایسے کارکنوں کو بھی جو اپنے ساتھی عہدیداران کے متعلق باتیں کرنے کی عادت پڑ جائے تو منافق بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور نظام بھی متاثر ہوتا ہے۔

اس لئے تمام کارکنان اور عہدیداران کو جو ایسی باتیں خواہ مذاق کے رنگ میں ہوں، کرتے ہیں ان کو اپنے عہدوں اور اپنے مقام کی وجہ سے ایسی باتیں کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور ایسی مجلسوں میں بیٹھنے

والوں کے لئے یہاں اجازت ہے۔اب ویسے تو مجلس کی باتیں امانت ہیں باہر نہیں نکلنی چاہئیں۔لیکن اگر نظام کے خلاف باتیں ہو رہی ہوں تو یہاں اجازت ہے کہ چاہے وہ اگر نظام کے متعلق ہے یا نظام کے کسی عہدیدار کے متعلق ہیں اور اس سے یہ تاثر پیدا ہو رہا ہے کہ اس میں کئی اعتراض کے پہلو ابھر سکتے ہیں، نکل سکتے ہیں تو اس کو افسران بالا تک پہنچانا چاہیے۔

اور ایک حدیث میں اس کی اس طرح اجازت ہے کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجالس کی گفتگو امانت ہے سوائے تین مجالس کے۔ایسی مجالس جہاں خون بہانے والوں کے باہمی مشورہ کی مجلس ہو۔پھر وہ مجلس جس میں بدکاری کا منصوبہ بنے۔اور پھر وہ مجلس جس میں کسی کا مال ناحق دبانے کا منصوبہ بنایا جائے۔تو جہاں ایسی سازشیں ہو رہی ہوں جس سے کسی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، ایسی باتیں سن کر متعلقہ لوگوں تک یا افسران تک پہنچانا یہ امانت ہے۔ان کو نہ پہنچانا خیانت ہو جائے گی۔تو نظام کے متعلق جو باتیں ہیں وہ بھی اسی زمرہ میں آتی ہیں کہ اگر کوئی نظام کے خلاف بات کر رہا ہو اور بالا افسران تک نہ پہنچائیں۔

اعلیٰ اخلاق کے نمونے پیش کریں

پھر بعض دفعہ عہدیداران کے خلاف شکایات پیدا ہوتی ہیں تو بعض اوقات یہ صرف غلط فہمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔یا بعض دفعہ کسی نے اپنے ذاتی بغض کی وجہ سے کسی عہدیدار کے ساتھ ہے اپنے ماحول میں بھی لوگ اس عہدیدار کے خلاف باتیں کر کے لوگوں کو اس کے خلاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ایسی صورت میں بھی آپ کو چاہیے کہ امانتیں ان کے صحیح حقداروں تک پہنچائیں۔یعنی باتیں بالا افسران تک، عہدیداران تک، نظام تک پہنچائیں۔لیکن تب بھی یہ کوئی حق نہیں پہنچتا بہرحال کہ ادھر ادھر بیٹھ کر باتیں کی جائیں۔بلکہ جس کے خلاف بات ہو رہی ہے مناسب تو یہی ہے کہ اگر آپ کی اس عہدیدار تک پہنچ ہے تو اس تک بات پہنچائی جائے کہ تمہارے خلاف یہ باتیں سننے میں آرہی ہیں۔اگر صحیح ہیں تو اصلاح کر لو اور اگر غلط ہیں تو جو بھی صفائی کا طریقہ اختیار کرنا چاہتے ہو کرو۔

کسی کی پیٹھ پیچھے بات کرنا غیبت کے زمرہ میں آتا ہے

پھر کسی کی پیٹھ پیچھے باتیں کرنے والوں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ باتیں صحیح ہیں یا غلط یہ غیبت یا

جھوٹ کے زمرے میں آتی ہیں۔اورغیبت کرنے والوں کواس حدیث کو یادرکھنا چاہیے کہ اگلے جہان میں ان کے ناخن تانبے کے ہو جائیں گے جس سے وہ اپنے چہرے اور سینے کا گوشت نوچ رہے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کواس سے محفوظ رکھے۔

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:-

''ہم اسی وقت سچے بندے ٹھہر سکتے ہیں کہ جو خداوند منعم نے ہمیں دیا ہے ہم اس کو واپس دیں یا واپس دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ہماری جان اس کی امانت ہے اور وہ فرماتا ہے تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا۔'' (تفسیر فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ ۲۴۵، جدید ایڈیشن)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:-

''امانتوں کوان کے حقداروں کوواپس دے دیا کرو۔خدا خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔''

پھر آپ نے فرمایا:-

''مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں یعنی ادائے امانت اور ایفائے عہد کے بارہ میں کوئی دقیقہ تقویٰ اور احتیاط کا باقی نہیں چھوڑتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کا نفس اور اس کے تمام قویٰ اور آنکھ کی بینائی اور کانوں کی شنوائی اور زبان کی گویائی اور ہاتھوں اور پیروں کی قوت یہ سب خدا تعالیٰ کی امانتیں ہیں جو اس نے ہمیں دی ہیں اور جس وقت چاہے اپنی امانت کو واپس لے سکتا ہے۔ پس ان تمام امانتوں کی رعایت رکھنا یہ ہے کہ باریک در باریک تقویٰ کی پابندی سے خدا تعالیٰ کی خدمت میں نفس اور اس کے تمام قویٰ اور جسم اور اس کے تمام قویٰ اور جوارح سے لگایا جائے اس طرح پر کہ گویا یہ تمام چیزیں اس کی نہیں بلکہ خدا کی ہو جائیں۔ اور اس کی مرضی اس کی نہیں بلکہ خدا کی مرضی کے موافق ان تمام قویٰ اور اعضاء کا حرکت اور سکون ہو۔ اور اس کا ارادہ کچھ بھی نہ رہے بلکہ خدا کا ارادہ اس میں کام کرے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں اس کا نفس ایسا ہو جیسا کہ مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور یہ خودرائی سے بے دخل ہو (یعنی اپنا وجود ہی نہ ہو)۔ اور خدا تعالیٰ کا پورا تصرف اس کے وجود پر ہو جائے۔ یہاں تک کہ اسی سے دیکھے اور اسی سے سنے اور اسی سے بولے اور اسی سے حرکت یا سکون کرے۔ اور نفس کی دقیق در دقیق آلائشیں جو کسی خوردبین سے بھی نظر نہیں آسکتیں دور ہو کر فقط روح رہ جائے۔ غرض مہیمنت خدا کی اس کا احاطہ کرلے۔ (یعنی

انسان خدا تعالیٰ کے مکمل طور پر قبضہ میں ہو)۔اور اپنے وجود سے اس کو کھودے اور اس کی حکومت اپنے وجود پر کچھ نہ رہے اور سب حکومت خدا کی ہو جائے اور انسانی جوش سب مفقود ہو جائیں۔اور تمام آرزوئیں اور تمام ارادے اور تمام خواہشیں خدا میں ہو جائیں۔اور نفس امارہ کی تمام عمارتیں منہدم کر کے خاک میں ملا دی جائیں۔اور ایک ایسا پاک محل تقدس اور تطہر کا دل ہی دل میں تیار کیا جاوے جس میں حضرت عزت نازل ہو سکیں اور اس کی روح اس میں آباد ہو سکے۔اس قدر تکمیل کے بعد کہا جائے گا کہ وہ امانتیں جو منعم حقیقی نے انسان کو دی تھیں وہ واپس کی گئیں تب ایسے شخص کو یہ آیت صادق آئے گی۔

وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِاَ مٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رَاعُوۡنَ''۔(مومنون:۹)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

''انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حسن ہیں۔ایک حسن معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی عمل حتی الوسع ان کے متعلق فوت نہ ہو۔جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں'' رَاعُوۡنَ '' کا لفظ اسی طرف اشارہ کرتا ہے ایسا ہی لازم ہے کہ انسان مخلوق کی امانتوں اور عہد کی نسبت بھی یہی لحاظ رکھے یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد میں تقویٰ سے کام لے جو حسن معاملہ ہے۔یا یوں کہو کہ روحانی خوبصورتی ہے''۔

آپ مزید فرماتے ہیں:-

''خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔چنانچہ {لِبَاسُ التَّقۡوٰی }قرآن شریف کا لفظ ہے۔یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی انکے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے''۔

فرمایا:-

''امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے اور پھر انسان کامل برطبق آیت {اِنَّ اللّٰهَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهۡلِهَا }۔اس ساری امانت کو جناب الٰہی

کو واپس دے دیتا ہے یعنی اس میں فانی ہو کر اس کے راہ میں وقف کر دیتا ہے......اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبی امّی صادق اور مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔'' (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۶۱، ۱۶۲)

پس یاد رکھیں کہ امانت کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اور جتنے زیادہ عہدیداران جماعت اور افراد جماعت گہرائی میں جا کر امانت کے مطلب کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اتنے ہی زیادہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم ہوتے چلے جائیں گے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے اعلیٰ معیار قائم ہوں گے۔ نظام جماعت مضبوط ہوگا، نظام خلافت مضبوط ہوگا۔ آپ کی نظام سے وابستگی قائم رہے گی۔ خلافت کے نظام کو مضبوط کرنے کے لئے خلیفۂ وقت کی تو ہمیشہ یہی دعا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے متقیوں کا امام بنائے۔ تو پھر ان دعاؤں کے مورد، ان کے حامل تو وہی لوگ ہوں گے جو اپنی امانتوں کا پاس کرنے والے، اپنے عہدوں کا پاس کرنے والے، اپنے خدا سے وفا کرنے والے ہوتے ہیں اور تقویٰ پر قائم رہنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو یہ معیار قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل 3 تا 9/ اکتوبر 2003ء صفحہ 5 تا 7)

اگر اپنی زندگیوں کو خوشگوار بنانا ہے تو دعاؤں پر زور دیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 15 اگست 2003ء میں ارشاد فرمایا:-

''معاشرے میں آجکل بہت سارے جھگڑوں کی وجہ طبیعتوں میں بے چینی اور مایوسی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جو حالات کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ مایوسی اور بے چینی اس لئے بھی زیادہ ہوگئی ہے کہ دنیا داروں اور مادیت پرستی اور دنیاوی چیزوں کے پیچھے دوڑنے کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کم ہو گیا ہے۔ اور دنیاوی ذرائع پر انحصار زیادہ ہوتا جارہا ہے۔ اس لئے اگر اپنی زندگیوں کو خوشگوار بنانا ہے تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ دعاؤں پر زور دیں اور اسی سے آپ کی دنیا اور عاقبت دونوں سنوریں گی۔ اور یہی توکل جو ہے آپ کا آپ کی زندگی میں بھی اور آپ کی نسلوں میں بھی آپ کے کام آئے گا۔''

(الفضل انٹرنیشنل 10 تا 16 اکتوبر 2003ء صفحہ 8)

احمدی کو تکبر سے بھی بچنا چاہیے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 29 اگست 2003ء بمقام شیورٹ ہالے فرینکفورٹ میں فرمایا:-

''تکبر آخر کار انسان کو خدا کے مقابل پر کھڑا کر دیتا ہے۔ جب خدا کا شریک بنانے والے کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ معاف نہیں کروں گا۔ تو پھر جو خود خدائی کا دعویدار بن جائے اس کی کس طرح بخشش ہوسکتی ہے؟

تو یہ تکبر ہی تھا جس نے مختلف وقتوں میں فرعون صفت لوگوں کو پیدا کیا۔ اور پھر ایسے فرعونوں کے انجام آپ نے پڑھے بھی اور اس زمانہ میں دیکھے بھی۔ تو یہ بڑا خوف کا مقام ہے۔ ہر احمدی کو ادنیٰ سے تکبر سے بھی بچنا چاہیے۔ کیونکہ یہ پھر پھیلتے پھیلتے پوری طرح انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ وارننگ دے دی ہے، واضح کر دیا ہے کہ یہ میری چادر ہے، میں رب العالمین ہوں، کبریائی میری ہے، اس کو تسلیم کرو۔ عاجزی دکھاؤ۔

اگر ان حدود سے باہر نکلنے کی کوشش کرو گے تو عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہے تو عذاب تمہارا مقدر ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دے دی کہ اگر ذرہ بھر بھی تمہارے اندر ایمان ہے تو میں تمہیں آگ کے عذاب سے بچالوں گا۔''

(الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 /اکتوبر 2003ء صفحہ 6)

خطبہ جمعہ فرمودہ 12 ستمبر 2003ء سے اقتباس

- غرباء کی عزتِ نفس کا خیال رکھیں
- اپنے بھائیوں کی عیب پوشی کریں
- احمدی خدمتِ خلق اور خدمتِ انسانیت کے میدان میں
- ڈاکٹرز، وکلاء اور ٹیچرز کے لئے وقفِ عارضی کی تحریک
- آئندہ نسلیں بھی خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق لے کر پروان چڑھیں گی

✵

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

غرباء کی عزت نفس کا خیال رکھیں

......بعض لوگ اپنے کسی ضرورت مند بھائی کی مدد کرتے ہیں تو احسان جتا کے کر رہے ہوتے ہیں بلکہ بعض تو ایسی عجیب فطرت کے ہیں کہ تحفے بھی اگر دیتے ہیں تو اپنی استعمال شدہ چیزوں میں سے دیتے ہیں یا پہنے ہوئے کپڑوں کے دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کو اپنے بھائیوں ، بہنوں کی عزت کا خیال رکھنا چاہیے بہتر ہے کہ اگر توفیق نہیں ہے تو تحفہ نہ دیں یا یہ بتا کر دیں کہ یہ میری استعمال شدہ چیز ہے اگر پسند کرو تو دوں پھر بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے اچھے کپڑے دینا چاہتے ہیں جو ہم نے ایک آدھ دن پہنے ہوئے ہیں اور پھر چھوٹے ہو گئے یا کسی وجہ سے استعمال نہیں کر سکے تو اسکے بارے میں واضح ہو کہ چاہے ایسی چیزیں ذیلی تنظیموں ،لجنہ وغیرہ کے ذریعہ یا خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ہی دی جارہی ہوں یا انفرادی طور پر دی جارہی ہوں تو ان ذیلی تنظیموں کو بھی یہی کہا جاتا ہے کہ اگر ایسے لوگ چیزیں دیں تو غریبوں کی عزت کا خیال رکھیں اور اس طرح،اس شکل میں دیں کہ اگر وہ چیز دینے کے قابل ہے تو دی جائے ۔ یہ نہیں کہ ایسی اترن جو بالکل ہی نا قابل استعمال ہو وہ دی جائے ۔ داغ لگے ہوں ، پسینے کی بو آرہی ہو کپڑوں میں سے ۔تو غریب کی بھی ایک عزت ہے اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور ایسے کپڑے اگر دیے جائیں تو صاف کروا کر ، دھلا کر ،ٹھیک کروا کر ، پھر دیے جائیں ۔اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہمارے ذیلی تنظیمیں بھی لجنہ وغیرہ بھی دیتی ہیں کپڑے ۔تو جن لوگوں کو یہ چیزیں دینی ہوں ان پر واضح کیا جانا چاہیے کہ یہ استعمال شدہ چیزیں ہیں ۔تا کہ جو لے اپنی خوشی سے لے ۔ ہر ایک کی عزت نفس ہے ۔ میں نے جیسے پہلے بھی عرض کیا ہے اس کا بہت خیال رکھنے کی ضرورت ہے اور بہت خیال رکھنا چاہیے ۔

اپنے بھائیوں کی عیب پوشی کریں

......اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کرو، ان کی غلطی کو پکڑ کر اس کا اعلان نہ کرتے پھرو۔ پتہ نہیں تم میں کتنی کمزوریاں ہیں اور عیب ہیں۔ جن کا حساب روزِ آخر دینا ہوگا۔ تو اگر اس دنیا میں تم نے اپنے بھائیوں کی عیب پوشی کی ہوگی، ان کی غلطیوں کو دیکھ کر اس کا چرچا کرنے کی بجائے اس کا ہمدرد بن کر اس کو سمجھانے کی کوشش کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ تم سے بھی پردہ پوشی کا سلوک کرے گا۔ تو یہ حقوق العباد ہیں جن کو تم ادا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے۔

احمدی خدمت خلق اور خدمت انسانیت کے میدان میں

پھر فرمایا:-

''یہ جماعت احمدیہ کا ہی خاصہ ہے کہ جس حد تک توفیق ہے خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے۔ اور جو وسائل میسر ہیں ان کے اندر رہ کر جتنی خدمت خلق اور خدمت انسانیت ہو سکتی ہے کرتے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی۔ تو احباب جماعت کو جس حد تک توفیق ہے بھوک مٹانے کے لئے، غریبوں کے علاج کے لئے، تعلیمی امداد کے لئے، غریبوں کی شادیوں کے لئے، جماعتی نظام کے تحت مدد میں شامل ہو کر بھی عہد بیعت کو نبھاتے بھی ہیں، اور نبھانا چاہیئے بھی''۔

اللہ کرے ہم کبھی ان قوموں اور حکومتوں کی طرح نہ ہوں جو اپنی زائد پیداوار ضائع تو کر دیتی ہیں لیکن دُکھی انسانیت کے لئے صرف اس لئے خرچ نہیں کرتیں کہ ان سے ان کے سیاسی مقاصد اور مفادات وابستہ نہیں ہوتے یا وہ مکمل طور پر ان کی ہر بات ماننے اور ان کی Dictation لینے پر تیار نہیں ہوتے، اور سزا کے طور پر ان قوموں کو بھوکا اور ننگا رکھا جا رہا ہے اور ننگا رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو پہلے سے بڑھ کر خدمت انسانیت کی توفیق عطا فرمائے۔

ڈاکٹرز، وکلاء اور ٹیچرز کے لئے وقف عارضی کی تحریک

یہاں ایک اور بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جماعتی سطح پر یہ خدمت انسانیت حسب توفیق ہو رہی ہے۔ مخلصین جماعت کو خدمت خلق کی غرض سے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے وہ بڑی بڑی رقوم بھی دیتے ہیں جن

سے خدمت انسانیت کی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں بھی اور ربوہ اور قادیان میں بھی واقفین ڈاکٹر اور اساتذہ خدمت بجالا رہے ہیں۔

لیکن مَیں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کر سکتا ہے، غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آ سکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال ونفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا انشاء اللہ۔اگر آپ سب اس نیت سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہوں کہ ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد بیعت باندھا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے تو پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کس قدر بارش ہوتی ہے جس کو آپ سنبھال بھی نہیں سکیں گے۔

آئندہ نسلیں بھی خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق لے کر پروان چڑھیں گی

پھر فرمایا:-

آخر میں مَیں جماعت احمدیہ جرمنی میں کام کرنے والے کارکنان کے بارہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جرمنی میں خطبہ کے دوران مَیں کسی وجہ سے کہہ نہیں سکا تھا۔تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام کارکنان اور کارکنات نے انتہائی جوش اور جذبے سے مہمانوں کی خدمت کی ہے۔اور جلسے کے ابتدائی انتظامات میں بھی اور آخر میں بھی جب کہ کام سمیٹنا ہوتا ہے اور کافی مشکل کام ہوتا ہے یہ بھی، بڑی محنت سے وقت کے اندر بلکہ وقت سے پہلے تمام علاقے کو صاف کر کے متعلقہ انتظامیہ کے سپرد کر دیا اور الحمدللہ کہ جہاں جہاں بھی جلسے ہوئے یہی نظارے دیکھنے میں نظر آرہے ہیں اور سب سے زیادہ خوشکن بات جو مجھے لگی اس جلسہ میں وہ یہ تھی کہ اس سال لجنہ کی، خواتین کی حاضری مردوں سے زیادہ تھی اور کم وبیش دو ہزار عورتیں مردوں کی نسبت تعداد میں زیادہ تھیں۔**تو اس سے یہ تسلی بھی ہوئی کہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی آئندہ نسلیں بھی خلافت اور جماعت سے محبت اور وفا کا تعلق لے کر پروان چڑھیں گی**۔انشاء اللہ۔اللہ تعالیٰ تمام عہدیداران، کارکنان اور شاملین جلسہ کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور خلافت سے وفا اور تعلق بڑھاتا رہے اور اپنی جناب سے ان کو اجر دے۔'' (الفضل انٹرنیشنل 7 تا 13 نومبر 2003ء صفحہ 5-8)

ربوہ کے اطفال کے نام پیغام فرمودہ 7 جون 2003ء

- سلام کی عادت ڈالیں
- ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے
- ربوہ کو Lush Green کردیں
- ہر گھر میں تین پھلدار پودے لگائیں

✵

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 7 جون 2003ء کی چلڈرن کلاس میں ربوہ کے اطفال کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

''ربوہ کے بچے ماشاءاللہ آپ لوگوں کی طرح بہت ہی پیارے بچے ہیں۔ان کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ احمدیوں کو سلام کو رواج دینا چاہیے یعنی ہر احمدی کو یہ عادت ڈالنی چاہیے کہ وہ ہر ملنے والے کو سلام کہے اور اس کیلئے حضرت صاحبؒ نے قادیان کی مثال دی تھی کہ وہاں ہر بڑا چھوٹا سلام کہتا تھا اور ایک بہت پیارا اور محبت والا ماحول تھا۔تو عمومی طور پر حضرت صاحبؒ نے سارے بچوں کو اور بڑوں کو یہ کہا تھا کہ جب آپس میں ملیں تو سلام کہیں، خوش اخلاقی سے ملیں، لیکن ربوہ کے بچوں کو خاص طور پر کہا تھا کہ وہاں کا ماحول ایسا ہے کہ سلام کی عادت ڈالیں۔تو ربوہ کے بچوں کے لئے یہی میرا پیغام ہے کہ ربوہ کے ماحول کو ایسا بنا دیں کہ ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آ رہی ہوں، بڑے بھی چھوٹے بھی بچے بھی۔بعض دفعہ بڑوں سے سستیاں ہو جاتی ہیں تو بچے اس کی پابندی کریں کہ انہوں نے بہرحال ہر ایک کو سلام کہنا ہے اور سلام کرنے میں پہل کرنی ہے تو اس طرح ربوہ کے ماحول پر بڑا خوشگوار اثر پڑے گا۔ انشاءاللہ۔ایک تو یہ بات ہے۔

دوسرے (بیوت الذکر) کو آباد کرنے کے لئے جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خواہش تھی کہ نئی صدی میں ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے تو یہاں بھی آپ نمازیں پڑھنے کی طرف توجہ دے رہے ہیں اور دیں۔ربوہ کے ماحول میں جو خالصۃً احمدیت کا ماحول ہے بچوں کو چاہیے کہ اپنے بڑوں کو بھی توجہ دلائیں اور خود بھی خاص توجہ کریں اور (بیوت الذکر) میں زیادہ سے زیادہ جائیں اور (بیوت الذکر) کو آباد کریں تاکہ احمدیت کی فتح کے نظارے جو دعاؤں کے طفیل ہمیں انشاءاللہ ملنے ہیں، وہ ہم جلدی دیکھیں۔

ایک اور بات یہ ہے کہ یہاں پروگرام میں آپ نے سنا۔(وہاں شائد بچوں کو زیادہ سمجھ نہ آئی ہو کیونکہ انگلش میں تھا) حضرت مصلح موعود کی خواہش تھی کہ میں نے رویا میں دیکھا تھا۔ربوہ کی زمین کے متعلق کہ باقی

جگہ تو یہی لگتی ہے لیکن یہاں سبزہ نہیں ہے، Greenery نہیں ہے۔ وہ امید ہے انشاء اللہ ہو جائے گی۔ حضرت مصلح موعود نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بارے میں ربوہ کے لوگ بہت کوشش کر رہے ہیں۔ خاص طور پر اطفال اور خدام نے بہت کوشش کی ہے۔ انہوں نے وقار عمل کر کے، ربوہ کو آباد کرنے کی کوشش کی ہے۔ لوگ آ کے حیران ہوتے ہیں۔ آپ جیسی چھوٹی عمر کے بچوں نے وقار عمل کر کے وہاں پودے لگائے اور ان کو سنبھالا ہے۔ تو اب میری بچوں سے یہی درخواست ہے یہی میں کہوں گا یہی نصیحت ہے کہ جو پودے آپ نے لگائے ہیں ان کی حفاظت کریں اور مزید پودے لگائیں۔ درخت لگائیں، پھولوں کی کیاریاں بنائیں اور ربوہ کو اس طرح سرسبز اور Lush Green (شاداب) کر دیں جس طرح حضرت مصلح موعود کی خواہش تھی۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں ان پر عمل کریں ایک تو یہ کہ ربوہ کے ماحول کو سرسبز کریں گے تو ماحول پر ایک خوشگوار اثر ہوگا۔ عمومی طور پر لوگوں کی توجہ ہوگی اور ایک نمونہ نظر آئے گا کہ یہاں کے بچے اور بڑے محنت سے اس شہر کو آباد کر رہے ہیں جبکہ پاکستان میں باقی جگہوں پہ جب تک حکومت نہ مدد کرے کوئی اتنا سبزہ نہیں کر سکتا بلکہ باوجود مدد کے بھی نہیں کر سکتا۔

تو ربوہ کے بچوں کے لئے میری یہی نصیحت ہے کہ تین باتیں میں نے کہی ہیں۔ ایک سلام کو رواج دیں، ایک (بیوت الذکر) میں زیادہ جائیں اور اپنے بڑوں کو بھی لے کر جائیں۔ تیسری بات ربوہ میں مزید پودے لگائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بھی خواہش تھی کہ ربوہ میں ہر گھر تین پھلدار پودے لگائے تو حضورؒ کی اس خواہش پہ بھی عمل ہونا چاہیے اور اس کے علاوہ گھروں سے باہر بھی حضرت مصلح موعود کی خواہش پر بھی عمل کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ربوہ کو سرسبز بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جزاکم اللہ

(الفضل ربوہ 10 جون 2003ء)
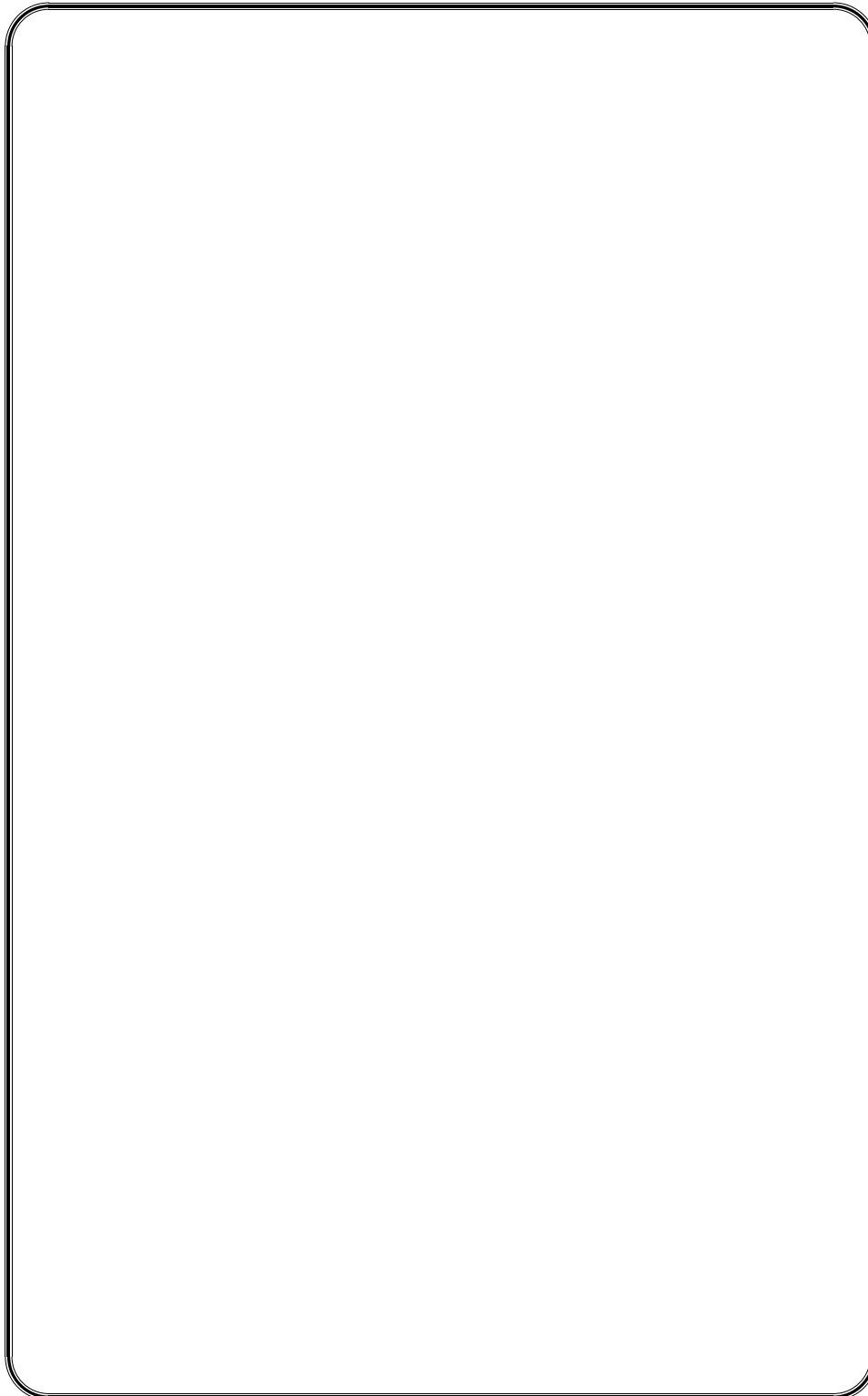
اجتماع خدام الاحمدیہ آسٹریلیا منعقدہ 3 تا 5 اکتوبر 2003ء کے موقع پر پیغام

- نمازوں کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دیں
- بچپن ہی سے نماز کی طرف توجہ کریں
- دنیا کی فتح کی خوابیں لغو ہیں اگر ہم اپنے نفسوں پر فتح نہ پاسکیں

✵

''میرے پیارے خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ آسٹریلیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناظم صاحب اعلیٰ مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا نے اطلاع دی ہے کہ آپ کا سالانہ اجتماع ۳ تا ۵ اکتوبر ۲۰۰۳ء سڈنی میں منعقد ہو رہا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور آپ روحانی تبدیلی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو لوٹیں۔ یہ ایام ذکر الٰہی میں گذاریں اور اجتماع سے زیادہ سے زیادہ روحانی فائدہ حاصل کر کے جائیں۔

آپ کو میرا اس اجتماع کے موقع پر یہ پیغام ہے کہ نمازوں کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دیں اور اس کے لئے غیر معمولی محنت کریں۔ کیونکہ یہ مرکزی چیز ہے اور اگر یہ سنور جائے تو سب کچھ سنور جائے گا۔ اسی سے ساری ترقیاں وابستہ ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ وہ مومن کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اس لئے خدام اور اطفال کے لئے میرا یہ پیغام ہے کہ وہ بچپن سے ہی اس اہم فریضہ کی طرف توجہ دیں۔ بچپن میں اگر عادت پختہ ہو جائے گی تو پھر باقی زندگی میں آپ نمازوں کی حفاظت کرنے والے بن جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو انسان کامیاب ہو گیا۔ اور اس نے نجات پا لی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا ہو تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا۔ اللہ کرے آپ میں سے ہر خادم اور طفل میری اس نصیحت کو سینے سے لگائے۔ اور یہ عہد کر کے اس اجتماع سے واپس جائے کہ وہ نمازوں کی حفاظت کرے گا۔ نماز ہی ہے جس نے حقیقت میں اس دنیا کو (دین حق) کے لئے فتح کرنا ہے۔ دنیا کی فتح کی خوابیں لغو ہیں اگر ہم اپنے نفسوں پر فتح نہ پا سکیں۔ اپنے نفسوں کو خدا کے حضور جھکائیں اور اس کی عبادت کے حق کو ادا کریں۔ اللہ آپ

کے ساتھ ہو۔آپ پر اپنے بے شمار فضل اور رحمتیں نازل فرمائے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق بخشے۔(آمین)''

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 29 جنوری 2004ء ص 13)

سالانہ اجتماع لجنہ و ناصرات UK سے خطاب فرمودہ 19 / اکتوبر 2003

- خوبصورت معاشرہ کیسے بنتا ہے
- بچوں کے دلوں میں ایمان اس حد تک بھر دو کہ ان کا اوڑھنا بچھونا اللہ کی ذات ہو
- تقوٰی کی باریک راہیں اختیار کریں
- محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے
- خلافت اور نظام جماعت کے احترام کے تقاضے
- جب بچوں کو پیار سے سمجھایا جاتا ہے تو بچے سمجھ جاتے ہیں
- قول سدید سے کام لیں بچوں سے بھی قول سدید سے کام لیں
- جماعت میں رہ کر اعلیٰ اخلاقی نمونے دکھانے ہوں گے ورنہ کوئی فائدہ نہیں
- غرباء سے عاجزی اور خاکساری کا مظاہرہ کریں
- اپنے اندر عاجزی پیدا کرنے کی خاص مہم چلائیں
- دوسروں کو کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ پہنچاتے رہیں
- پردہ کی اصل روح اور حقیقت
- یورپی معاشرہ میں بھی پردہ کا احترام کیا جاتا ہے
- Internet Chatting کے نقصانات

٭

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ احزاب کی آیت 36 کی تلاوت فرمائی۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصَّآئِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا○

اس کے بعد فرمایا:-

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں مسلمان اور مومن مردوں اور عورتوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ چند خصوصیات ہیں جو مسلمان اور مومن میں ہونی چاہئیں۔ اگر یہ خصوصیات پیدا ہو جائیں تو خدا تعالیٰ تمہیں خوشخبری دیتا ہے کہ تمہارے سے نہ صرف مغفرت کا سلوک کرے گا بلکہ اجر عظیم سے بھی نوازے گا۔ اور وہ کیا باتیں ہیں۔ وہ باتیں یہ ہیں کہ فرمانبرداری کرنے والی بنوں۔ سچ کو اختیار کرنے والی بنوں، سچ بولنے والی ہوں، صبر کرنے والی ہوں، عاجزی اختیار کرنے والی ہوں، صدقہ کرنے والی ہوں، روزہ دار ہوں۔ آنکھ کان منہ اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی ہوں۔ اور اللہ کا ذکر کرنے والی ہوں۔

خوبصورت معاشرہ کیسے جنم لیتا ہے

اب یہ دیکھیں یہ ایسی باتیں ہیں اگر کسی میں پیدا ہو جائیں اور کسی معاشرہ میں اکثریت میں پیدا ہو جائیں تو ایسا خوبصورت معاشرہ جنم لے گا جس کی کوئی مثال نہیں ہوگی۔ اس بارہ میں اب میں مزید کچھ وضاحت کرتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے یہ بتاؤں گا کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ مسلمان اور مومن، یہ الگ الگ کیوں کہا گیا ہے؟ اس بارہ میں خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ

فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔(الحجرات:۱۵)

یعنی بادیہ نشین وہ لوگ جو گاؤں میں دیہاتوں میں رہتے تھے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے تو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن صرف اتنا کہا کرو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ جبکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں کچھ بھی کمی نہیں کرے گا۔ یقیناً اللہ انہیں بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو یہ بتا دیا کہ مسلمان ہونے میں اور مضبوط ایمان دلوں میں قائم ہونے میں بہت فرق ہے۔ مضبوط ایمان تو اس وقت پیدا ہوتا ہے جب تمہارا ہر عمل ہر فعل ہر کام جو تم کرتی ہو خدا کی رضا کی خاطر کرو۔ اللہ کا خوف اور خشیت ہر وقت تمہارے ذہن میں رہے۔ تقویٰ کی باریک سے باریک راہیں ہمیشہ تمہارے مدنظر رہیں۔ اور تم ان پہ قدم مارنے والی ہو۔

اپنے بچوں کے دلوں میں بھی ایمان اس حد تک بھر دو کہ انکا اوڑھنا بچھونا بھی صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہو۔ ہاں جو بڑے بڑے احکامات ہیں، فرائض ہیں، ان کو مان کر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں داخل ہو چکے ہو۔ یہ اطاعت تم کرتے رہو اس کا بھی اجر اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اَسْلَمْنَا ہمیشہ لاٹھی سے ہوتا ہے یعنی طاقت سے۔ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ کثرت سے لوگ قبول کر رہے ہیں تو اس وقت قبول کر لیا جاتا ہے۔ اور اٰمَنَّا اس وقت ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ دل میں ڈال دے۔ ایمان کے لوازم اور ہوتے ہیں اور (دین حق) کے اور۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس وقت ایسے لوازم پیدا کئے کہ جن سے ایمان حاصل ہو"۔ پھر فرماتے ہیں "مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال انکے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے۔ اور جو اپنے خدا اور اسکی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے اور اسکی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسدانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب اپنے تئیں دور ہو جاتے ہیں۔"

تقویٰ کی باریک راہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقتباس سے اس بات کی مزید وضاحت ہوگئی کہ تقویٰ کی باریک راہوں پر جب چلنے لگو تو تب سمجھا جائے گا کہ تم مومن ہو اس میں سب سے پہلی چیز آپ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت سب سے زیادہ ہو اور اس کے مقابلہ میں کوئی دنیاوی رشتہ کوئی محبت روک نہ بنے پھر اخلاقی برائیاں ہیں ان میں علاوہ بڑی بڑی اخلاقی برائیوں کے چھوٹی چھوٹی باتیں بھی ہیں۔مثلاً ہمسایوں سے اچھا سلوک نہ رکھنا۔آپس میں مل کر کسی کا مذاق اڑانا استہزاء کرنا،ہنسی ٹھٹھا کرنا،اپنے بچوں سے بہت پیار کرنا اور دوسرے کے بچوں کو پرے دھکیلنا اللہ تعالیٰ کے احکامات جو اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں کہ وقت پر نماز پڑھو بڑوں سے ادب سے پیش آؤ چھوٹوں سے شفقت سے کرو۔یہ نہ کرنا یہ برائیاں ہیں۔تو پھر یہ ہے کہ اپنے عہدے داروں کی ہر بات کو غور سے سننا اور ماننا۔یہ اگر پیدا ہو جائیں اخلاقی اچھائیاں،تو پھر نظام ترقی کرتا ہے۔

اللہ کی خاطر نظام جماعت کی پابندی کریں

پھر نظام جماعت کی پابندی کرنا۔تو فرمایا کہ اگر یہ سب کام خدا کی خاطر کرو گی تو مومن کہلاؤ گی اور دن بدن ایمان مضبوط تر ہوتا جائے گا۔اب یہ مومنانہ حالت پیدا کر لی ہے تو اس میں ایک اہم بات فرمانبرداری کی بھی ہے۔اسی میں فرمایا گیا ہے کامل اطاعت اور فرمانبرداری دکھاؤ۔اب یہ نہیں کہ کیونکہ فلاں عہدہ دار سے فلاں صدر سے یا فلاں عورت سے جو اس وقت سیکرٹری تربیت ہے،میری بنتی نہیں کیونکہ ایک موقع پر آج سے اتنے سال پہلے اس نے مجھے لوگوں کے سامنے ٹوکا تھا۔یا میری بات نہیں مانی تھی یا میرے بچوں کو نماز کے وقت شرارتیں کرنے پر خاموش کیا تھا۔تو اسلئے اب میں اسکی بات نہیں مانوں گی۔یہ فرمانبرداری نہیں ہے اور جبکہ پھر اتنی ضد آجاتی ہے۔یہاں تک کہ بات اسلئے نہیں مانوں گی اب چاہے جو مرضی وہ کہے۔چاہے مجھے یہ بھی تلقین کرے کہ نماز میں ٹیڑھی صفوں میں کھڑی عورتوں کو کہہ رہی ہو کہ صفیں سیدھی کرلو۔آپس کے فاصلے کم کرلو،خلا کم کرو۔تو اس کی بات نہیں مانتیں اور پھر ہنسی ٹھٹھے میں اس بات کو اڑا دیتی ہیں۔

تو اس کی بات نہ مان کر تم اسکی فرمانبرداری سے باہر نہیں جارہی بلکہ نظام جماعت کے ایک کارکن کی بات نہیں مان رہی اور صرف نظام جماعت کو لا پرواہی کی نظر سے نہیں دیکھ رہی بلکہ خدا اور اس کے رسول صلی

اللہ علیہ وسلم کے ایک واضح حکم کی خلاف ورزی کر رہی ہو۔ اسکو کم نظر سے دیکھ رہی ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

نماز پڑھتے وقت اپنی صفوں کو سیدھا رکھو کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تمہارے درمیان شیطان آ کر کھڑا ہو جائے گا تو اس طرح اس عہدہ دار کی بات نہ مان کر اس کا تو کچھ ضائع نہیں ہو رہا آپ اپنے درمیان شیطان کو جگہ دے رہی ہیں۔ تو اس طرح سے ایک تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کر رہی ہیں۔ جبکہ دعویٰ یہ ہے کہ انسانوں میں سب سے زیادہ محبت ہمیں اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ تو محبت کے تقاضے تو اس طرح پورے نہیں ہوتے۔ محبت کرنے والے تو اپنے محبوب کی آنکھ کے اشارے کو بھی سمجھتے ہیں وہ تو اسکے ایک ارشاد پر اپنی جانیں قربان کرنے والے ہوتے ہیں کجا یہ کہ اللہ کے گھر میں ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح حکم کی پابندی نہ کر رہے ہوں۔ اور یہ سمجھو کہ یہ بات یہیں ختم ہوگئی! نہیں، جب تمہارے بچے تمہارا یہ عمل دیکھیں گے وہ بھی یہی سمجھیں گے کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور آہستہ آہستہ انکے دلوں میں سے نہ صرف کسی بھی اچھی بات کہنے والے کا احترام اٹھ جائے گا بلکہ نظام کے کارکنوں کی اور عہدہ داروں کی عزت بھی ختم ہو جائے گی۔ اور نہ صرف یہ کہ یہیں یہ سلسلہ رک جائے گا بلکہ اور آگے بڑھے گا اور (دین حق) کی خوبصورت تعلیم سے بھی پرے ہٹنے والی ہو جائیں گی اولادیں، نام کے تو احمدی رہیں گے ایک احمدی گھرانہ میں پیدا ہوئے اس لئے احمدی ہیں۔

لیکن خلافت اور نظام جماعت کا احترام کچھ نہیں رہے گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو بھی سرسری نظر سے دیکھنے والے ہوں گے۔ اور جب بھی کوئی ایسی بات ہوگی کوئی حکم دیا جائے گا انکو شریعت کے بارے میں یا مذہب کے بارے میں یا جماعت کے بارے میں بتایا جائے گا، تو ایسے بچے پھر منہ پرے کر کے گزر جانے والے ہوتے ہیں کوئی توجہ نہیں دے رہے ہوتے۔

مائیں بچوں کی تربیت کی نگرانی کریں

یہاں میں یہ بھی واضح کر دوں کہ ایسی ماؤں کے بچے پھر ایک وقت میں ان کے ہاتھ سے بھی نکل جاتے ہیں انکے کنٹرول میں بھی نہیں رہتے اور پھر ماؤں کو فکر ہوتی ہے کہ ہمارے بچے بگڑ گئے تو ان کے بگڑنے کے

ذمہ دار تو تم خود ہو۔ اگر تم چاہتی ہو تو اپنے عمل سے اپنی اولاد کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکتی ہو۔ کل مجھے امیر صاحب کہنے لگے کہ یہاں بچوں کی تربیت کے بڑے مسائل ہیں بچے اسکول میں جاتے ہیں اور وہاں یہ سکھایا جاتا ہے کہ سوال کرو۔ اور جب انکو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ یہ کام کرو اور (دین حق) ہمیں یہ سکھاتا ہے تو سوال کرتے ہیں کہ پہلے ہمیں سمجھاؤ کہ کیوں؟ تو میں نے انہیں یہی کہا تھا کہ یہ بچوں کی تربیت کے مسائل نہیں ہیں یہ اچھی بات ہے انہیں سوال کرنے چاہئیں یہ ماں اور باپ کی تربیت کے مسائل ہیں بچے سوال کرتے ہیں تو ماں باپ انکے سوالوں کے جوابات دیں اس بارہ میں میں پہلے بھی توجہ دلا چکا ہوں جلسہ پر کہ بچوں سے دوستی کا ماحول پیدا کریں۔ ان کو احساس ہو کہ ہمارے ماں باپ ہمارے ہمدرد بھی ہیں ہمارے دوست بھی ہیں۔ اور جب آپ اپنے آپ میں اپنے خود میں دین کوٹ کوٹ کر بھرا ہو گا تو آپ ایک مضبوط ایمان والے ہوں گے اپنے بچوں کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں گے، نظام کا احترام سکھانے والے ہوں گے۔

تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ بچے آپکا کہا ماننے والے نہ ہوں جو سوال و جواب ہو گا اس سے بہر حال ان کی تسلی ہو گی۔ انکی Satisfaction ہو گی۔ اور جب تک یہ بچے اس شعور کی عمر کو پہنچیں کہ انکے دل میں مذہب کے بارے میں سوال پیدا ہونے شروع ہوں، تو قرآن حدیث پڑھ کر، خلفاء کے خطبات سن کر، علماء سے پوچھ کر، کتابیں پڑھ کر وہ خود اپنے سوالوں کا جواب تلاش کر لیں گے۔

جب بچوں کو پیار سے سمجھایا جاتا ہے تو بچے سمجھ جاتے ہیں

یہ کئی دفعہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ ماں بچوں کے سامنے کہہ دیتی ہے کہ اب زمانہ بدل گیا ہے اب نہیں کوئی بچہ اس طرح بڑوں کا احترام کرتا، بڑا مشکل کام ہے۔ یہ غلط ہے بچوں پہ الزام ہے۔ جب بچے کو پیار سے سمجھایا جاتا ہے تو بچے وہیں ماں کے سامنے اعتراف کرتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ یہ بات مجھے یوں نہیں اس طرح کرنی چاہیے تھی جس طرح آپ نے سمجھایا تو بچوں سے یہاں میری مراد سولہ سترہ سال کی عمر کے بچے ہیں۔ لڑکے لڑکیاں، اور یہ نہیں ہے کہ یہ میرے سامنے اعتراف کیا ہے بچوں نے۔ جب ان کو سمجھایا گیا بلکہ جس نے بھی کسی عہدہ دار نے یا کسی بھی شخص نے جب بچوں کو سمجھایا اس کا فائدہ ہی ہوا ہے۔ پھر اس آیت میں فرمایا ہے کہ سچ بولو اور سچ بولنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

سچ سے برائیاں ختم کرنے اور نیکیاں کرنے کی توفیق ملتی ہے

سچ ایک ایسی بنیادی چیز ہے کہ اگر یہ پیدا ہو جائے تو تقریباً تمام بڑی بڑی برائیاں ختم ہو جاتی ہیں اور

نیکیاں ادا کرنے کی توفیق ملنا شروع ہو جاتی ہے۔تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب ایک شخص حاضر ہوا تھا اور اس نے عرض کی کہ میرے اندر اتنی برائیاں ہیں کہ میں تمام کو تو چھوڑ نہیں سکتا مجھے صرف ایک ایسی بیماری یا کمزوری یا برائی کے بارے میں بتائیں جسکو میں آسانی سے چھوڑ سکوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے زیادہ انسان کی نفسیات اور فطرت کو سمجھنے والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔تم یوں کرو کہ صرف جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔

وہ شخص بڑا خوش ہوا کہ چلو یہ تو بڑا آسان کام ہے اٹھ کر چلا گیا اور اس وعدے کے ساتھ اٹھا کہ آئندہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔رات کو جب اس کو چوری کا خیال آیا کیونکہ وہ بڑا چور تھا اسکو خیال آیا کہ اگر چوری کرتے پکڑا گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوں گا اور اقرار کرتا ہوں تو سزا ملے گی، شرمندگی ہوگی اگر انکار کیا تو یہ جھوٹ ہے۔تو جھوٹ میں نے بولنا نہیں کیونکہ وعدہ کیا ہوا ہے تو آخر اسی شش و پنج میں ساری رات گزر گئی اور وہ چوری پر نہ جاسکا۔ پھر زنا کا خیال آیا تو پھر یہی بات سامنے آگئی شراب نوشی اور دوسری برائیوں کا خیال آیا تو پھر یہی پکڑے جانے کا خوف اور جھوٹ نہ بولنے کا عہد یاد آتا رہا۔آخرکار ایک دن وہ بالکل پاک صاف ہو کر حاضر ہوا اور کہا کہ اس جھوٹ نہ بولنے کے عہد نے میری تمام برائیاں دور کر دی ہیں تو یہ ہے سچ کی برکت کہ صرف عہد کرنے سے ہی کہ میں سچ بولوں گا برائیاں دور ہوگئیں۔

تو جب کسی موقع پر آپ سچ بول رہی ہوں گی اور سچ کا پرچار کر رہی ہوں گی تو پھر اس میں کس قدر برکتیں ہوں گی بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ذاتی گھریلو رنجشیں عہدہ داروں کے خلاف جھوٹی شکایتوں کی وجہ بن رہی ہوتی ہیں اور جب تحقیق کرو تو پتہ لگتا ہے کہ اصل معاملہ تو دیورانی جٹھانی کا یا نند بھابھی کا یا ساس بہو کا ہے نہ کہ جماعتی مسئلہ ہے اس لئے ہمیشہ سچ کو مقدم رکھیں سچ کو سب چیزوں سے زیادہ آپ کی نظر میں اہمیت ہونی چاہیے۔ سچی گواہی دیں۔اپنے بچوں کو سچ بولنا سکھائیں۔

بچوں میں سچ بولنے کی اہمیت بہت زیادہ ہے

یہاں پر پھر میں وہی بات کہوں گا کہ بچوں کو سکولوں میں سچ بولنے کی اہمیت بہت زیادہ ہے اس معاشرہ میں اور اس کی تعلیم بھی دی جاتی ہے سکولوں میں بتایا جاتا ہے کہ سچ بولنا ہے۔تو جب بچہ گھر آتا ہے تو ایسی مائیں یا باپ جن کو نہ صرف سچ بولنے کی آپ عادت نہیں ہوتی بلکہ بچوں کو بھی بعض دفعہ ارادۃً یا غیر ارادی طور

پر جھوٹ سکھا دیتے ہیں۔ مثلاً اسی طرح کہ گھر میں آرام کر رہے ہیں۔ کوئی عہدہ دار سیکرٹری مال یا صدر یا کوئی مرد آیا یا کوئی عورت لجنہ کی آ گئی تو کسی کام کے لئے۔ تو بچہ کو کہہ دیا کہا چلو کہہ دو جا کے کہ گھر میں نہیں ہے۔

یہ تو ایک مثال ہے۔ اس طرح کی اور بہت ساری چھوٹی چھوٹی مثالیں ہیں۔ چاہے یہ بہت تھوڑی ہی تعداد میں ہوں مگر ہمیں یہ بہت تھوڑی تعداد بھی برداشت نہیں جو سچ پر قائم نہ ہو۔ کیونکہ اس تھوڑی تعداد کے بچے اپنے گھر سے غلط بات سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ خود مذہب سے دور جا رہے ہوتے ہیں کہ سکول میں تو ہم کو سچ بولنا سکھایا جا رہا ہے اور گھر میں جہاں ہمارے ماں باپ ہمیں کہتے ہیں کہ مذہب اصل چیز ہے نمازیں پڑھنی چاہئیں نیک کام کرنے چاہئیں۔ اور اپنا عمل یہ ہے کہ ایک چھوٹی سے بات پر، کسی کو نہ ملنے کے لئے جھوٹ بول رہے ہیں۔

قول سدید سے کام لیں بچوں سے بھی قول سدید سے کام لیں

سیدھی طرح صاف الفاظ میں یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ میں اس وقت نہیں مل سکتی۔ پھر ایسا بچہ اپنے ماحول میں بچوں کو بھی خراب کر رہا ہوتا ہے۔ کہ دیکھو یہ کیسی تعلیم ہے کہ ایک ذرا سی بات پر میری ماں نے جھوٹ بولا؟ یا میرے باپ نے جھوٹ بولا۔ تو جب یہ عمل اپنے ماں باپ کے بچہ دیکھتا ہے تو دور ہٹتا چلا جاتا ہے۔ تو اس لئے اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے ان باتوں کو چھوٹی نہ سمجھیں اور خدا تعالیٰ کا خوف کریں۔ پھر فرمایا صبر کرنے والے بنو تمہارے اندر وسعت حوصلہ بھی ہونا چاہیے صبر بھی ہونا چاہیے برداشت کا مادہ بھی ہونا چاہیے یہ نہیں کہ ذرا سی بات کسی سے سن لی اور صبر کا دامن ہی ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

فون اٹھایا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ یا اجلاس میں یا اجتماع کے موقع پر ملیں تو لڑنا شروع کر دیا کہ تم نے میرے بارے میں یہ باتیں کی ہیں۔ یا میری بہن کے بارے میں یہ باتیں کی ہیں یا میرے بھائی کے بارے میں یہ باتیں کی ہیں۔ یا بچوں کے بارے میں فلاں بات کی ہے۔ تم ہوتی کون ہو! تو ایسی باتیں کرنے والی تم ہوتی کون ہو! میں تمہاری ایسی تیسی کر دوں گی! جب بھی مجھے موقع ملا۔ تو یہ چیزیں جو ہیں اب یہاں یورپ کے ملکوں میں بھی مختلف طبقوں سے شہروں سے دیہاتوں سے ایشیا سے لوگ آئے ہیں مختلف مزاجوں کے لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں۔ تو بعض دفعہ اور پہلوں میں سے بھی بعض مثالیں ہیں۔

یہ صرف نہیں کہ نئے آنے والوں میں سے ہیں تو بعض دفعہ چاہے یہ تھوڑی تعداد میں ہی ہوں چند ایک

ہی ہوں۔ایسے لوگوں کو یہ یادرکھنا چاہے کہ اپنے ملک میں تو شاید آپ کی یہ برائیاں چھپ جائیں لیکن یہاں آ کرنہیں چھپ سکیتں۔توان برائیوں کوختم کرنے کی کوشش کریں ہروقت ذہن میں رکھیں کہ آپ اب حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے منسوب ہو چکی ہیں۔آپ کے اخلاقی معیار اب بہت بلند ہونے چاہئیں۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی تعلیم کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔کہ اگر جماعت میں رہنا ہے تو اعلیٰ اخلاق بھی دکھانے ہوں گے ورنہ تو کوئی فائدہ نہیں۔حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی مثال دی ہے اسکی ایسی مثال ہے جس طرح درخت کی سوکھی شاخ جس کو کوئی اچھا مالی یا مالک برداشت نہیں کرتا بلکہ اس سوکھی شاخ کو کاٹ دیتا ہے۔پھر اسی لئے بےصبری کا مظاہرہ ہوتا ہے بعض دفعہ کوئی نقصان ہو جائے تو رونا دھونا اور پٹینا شروع ہوجاتا ہے یہ بھی سخت منع ہے۔چاہے مالی نقصان ہو، جانی نقصان ہو۔بعض اکثر مائیں، الحمدللہ جماعت احمدیہ اپنے بچوں کے ضائع ہونے پر بڑے صبر کا مظاہرہ کرتی ہیں۔جان جانے پر بھی بڑے صبر کا مظاہرہ کرتی ہیں۔لیکن کچھ شور مچانے والی رونے پیٹنے والی بھی ہوتی ہیں تو انکو بھی بہر حال صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ خوشخبری دیتا ہے کہ میں صبر کرنے والوں کو بہت بڑا اجر دیتا ہوں پھر اس آیت میں فرمایا گیا ہے عاجزی کے بارے میں کہ عاجزی دکھاؤ اب کہنے کو تو زبانی کہہ دیتے ہیں کہ میں تو بڑی عاجز ہوں مالی لحاظ سے اپنے سے بہتر یا برابر سے تو بڑی جھک جھک کر یا اس level پر باتیں کررہی ہوتی ہیں کہ احساس نہیں ہوتا کہ کوئی تکبر یا غرور ہے لیکن پتہ تب چلتا ہے جب اپنے سے کم تر مالی لحاظ سے یا مرتبہ کے لحاظ سے کسی عورت سے باتیں کررہی ہوں۔

غرباء سے عاجزی اور خاکساری کا مظاہرہ کریں

اسوقت پھر بعض دفعہ ایسی عورتوں کو جن میں عاجزی نہیں ہوتی رعونت اور تکبر کا اظہار ہورہا ہوتا ہے یہ عاجزی نہیں ہے کہ امیروں سے تو عاجزی دکھادی اور غریبوں سے عاجزی نہیں ہوئی۔اب بعض دفعہ یہ اظہار صرف بات چیت سے نہیں ہورہا ہوتا اب اگر غور کریں تو ایسی عورتوں کا پھر یا ایسے مردوں کا دونوں اس میں شامل ہیں، آنکھوں سے بھی تکبر ٹپک رہا ہوتا ہے۔گردن پر فخر اور تکبر نظر آرہا ہوتا ہے یا چہرے پر تکبر کے آثار نظر آرہے ہوتے ہیں تو منہ سے جتنا مرضی کوئی کہے کہ میں تو بڑا عاجز انسان ہوں زبان حال سے یہ پتہ چل رہا ہوتا ہے کہ یہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔اور کوئی عاجزی نہیں اس میں۔

تصنع اور بناوٹ سے بچیں

پھر گھروں میں مثلاً مثال ہے سجاوٹ کی کوئی چیز ہے پڑی ہوئی اس کی کوئی تعریف کر دیتا ہے تو بڑی عاجزی سے کہہ رہی ہوتی ہیں کہ سستی ہی ہے اور قیمت پوچھو تو پتہ چلتا ہے کہ صاف بناوٹ اور تصنّع سے کام لیا جارہا ہوتا ہے۔ تو یہ بناوٹ کی باتیں نہیں ہونی چاہئیں احمدی معاشرہ ان سے بالکل پاک ہونا چاہیے حقیقی انکسار اور عاجزی دکھانی چاہیے ہم تو ایک بہت بڑا مقصد لیکر کھڑے ہوئے ہیں اگر دنیاوی نام ونمود اور بناوٹ اور تصنّع کے چکر میں پڑ گئے۔ تو پھر ان اہم کاموں کو کون سرانجام دے گا جو ہمارے سپرد کئے گئے ہیں۔

اپنے اندر عاجزی پیدا کرنے کی خاص مہم چلائیں

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ:- جتنا بڑا تمہیں مقام ملے اتنے ہی نیچے جھکتے جاؤ اور اس کے نتیجے میں خدا تمہیں اتنا ہی اونچا کرتا چلا جائے گا تو ایمان کا تو یہ مقام ہے کہ اللہ کی ذات پر ہی بھروسہ ہونا چاہیے نہ کہ بندوں پر اور جس شخص کو ہم نے اس زمانہ میں مانا اسکے سلسلہ بیعت میں شامل ہو کر اس کے ہر حکم کو بجالانے کا ہم عہد کرتے ہیں۔ اس کا عمل تو عاجزی کی اس انتہا تک پہنچا ہوا ہے، کہ خدا نے بھی خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں۔

پس ہر احمدی کو عمومی طور پر اور عہدہ داران کو خصوصی طور پر میں یہ کہتا ہوں کہ عاجزی دکھائیں، عاجزی دکھائیں اور عاجزی کو اپنے اندر اور اپنی ممبرات اور اپنے ممبران کے اندر چاہے مرد ہوں یا عورتیں، پیدا کرنے کی خاص مہم چلائیں۔ اس سال اکثر جگہ ذیلی تنظیموں کے انتخابات ہو رہے ہیں آپ کا بھی کل ہو گیا۔ تو اس خوبصورت خلق کی طرف بھی توجہ دیں اور نئے عزم کے ساتھ توجہ دیں۔ لوگوں سے دعائیں بھی لیں عاجزی دکھا کر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور اجر عظیم کی ضمانت بھی لیں۔ پس دیکھیں خدا تعالیٰ تو کس کس طریقے سے اپنے بندوں کی بخشش کے سامان کر رہا ہے۔ کہ عاجزی دکھاؤ تب بھی تمہیں بخش دوں گا۔ اب ہم ہی ہیں جو ان باتوں کو نہ سمجھتے ہوئے ان سے دور بھاگ رہے ہیں۔

صدقہ کرنے والے اور نہ کرنے والوں میں فرق

پھر فرمایا صدقہ کرنے والے ہوں۔ اب صدقہ ایسی نیکی ہے جس کو کرنے والے کا تو بیڑا پار ہو گیا۔ لیکن

ایسے لوگ جو توفیق ہوتے ہوئے ہاتھ روکے رکھتے ہیں ان کے لئے اللہ کے رسول نے بڑی سخت انذار کیا ہے اور تنبیہ کی ہے۔ جیسے کہ حدیث میں آتا ہے کہ ہر صبح دو فرشتے اٹھتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے۔ اور اس جیسے اور پیدا کر۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ روک رکھنے والے خرچ نہ کرنے والے صدقہ خیرات نہ کرنے والے کنجوس کو ہلاکت دے۔ اور اس کا سارا مال ومتاع برباد کر دے۔ یہ دیکھیں کس قدر انذار ہے۔

دوسروں کو کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ پہنچاتے رہیں

پھر پڑھی لکھی عورتیں ہیں، بچیاں ہیں جو کسی بھی رنگ میں کوئی بھی کام کر سکتی ہیں کسی کام میں بھی مدد کر سکتی ہیں، دوسروں کی تعلیم میں یا کوئی چیز سکھانے میں۔ تو یہ بھی ان کے لئے صدقہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہر کوئی ہر دوسرے کو کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ پہنچاتا رہے تاکہ یہ حسین معاشرہ قائم ہو جائے۔ اور خدا تعالیٰ اس کے بدلہ میں اپنے بندوں سے مغفرت کا سلوک فرمانے کا وعدہ کرتا ہے۔

رمضان کے اثرات سارے سال پر محیط ہونے چاہئیں

پھر فرمایا کہ روزہ رکھنے والیاں بھی میرے بہت قریب ہیں اب صرف روزہ رکھنا ہی کافی نہیں ہے۔ ٹھیک ہے اس کا بھی ثواب ہے۔ لیکن اس کا ثواب تب ہے جب اس کے پورے لوازمات بھی ادا کیے جائیں۔ اب رمضان کے مہینہ میں ایک مہینہ روزہ رکھنے سے صرف اجر عظیم کے وارث نہیں بن جائیں گے۔ فرمایا یہ جو تم نے روزے رکھنے کا مجاہدہ کیا ہے اس کے اثرات اب سارے سال پر محیط ہونے چاہیے۔ تمہاری راتیں عبادت میں زندہ رہنی چاہیے قرآن شریف کے پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی خاطر تمہاری توجہ رہنی چاہیے۔ پاک خیال اور پاک زبان کا لحاظ تمہیں ہر وقت رہنا چاہیے اب مثلاً روزہ دار کو حکم ہے کہ تم کسی کو نقصان نہیں پہنچانا تم نے کسی سے نہیں لڑنا ورنہ تمہارے روزے بے فائدہ ہیں اگر تمہارے سے کوئی لڑے تمہیں کوئی غلط بات کہے تو کہہ دو کہ میں روزے دار ہوں اب یہ ہماری ٹریننگ کے لئے ہے کہ روزے میں یہ سب برائیاں چھوڑنی ہیں تاکہ آئندہ زندگی میں بھی تمہاری روزمرہ معمول تمہاری زندگی کا حصہ بن جائیں یہ نیکیاں اور یہ برائیاں چھٹ جائیں یہ نہیں کہ آج تو میں نے نہیں لڑنا۔ میں نے چغلی نہیں کرنی میں غیبت نہیں کرنی میں نے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا میں نے کسی کے مال پر قبضہ نہیں کرنا میں نے دو دلوں میں پھوٹ

نہیں ڈالنی کیونکہ میں روزے دار ہوں جب میرے روزے ختم ہوں گے تو پھر میں تمہیں بتاؤں گی اور جواب دوں گی یہ نہیں ہے کیونکہ جو تم نے میرے ساتھ سلوک کیا ہے روزے ختم ہونے کے بعد ہی یہ سارے سلوکوں کا جواب ملے گا۔

اب یہ تو تعلیم نہیں ہے یہ تو ہمیں ایک طریق سکھلایا گیا ہے ہماری تربیت کا کہ رمضان میں روزے کی حالت میں تم اپنی یہ برائیاں دور کرو اور پھر ان کو اپنی زندگی کا حصہ بنالو تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارے لئے مغفرت کے سامان پیدا فرمائے گا اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی تمہیں اجر عظیم سے نوازے گا اور تمہاری اولادوں پر بھی فضل فرمائے گا انشاءاللہ۔ اب انشاءاللہ تعالیٰ اس ضمن میں مزید کہنا چاہتا ہوں۔

رمضان میں اپنی برائیوں کو دور کرنے کا عزم کریں

چند دنوں تک رمضان شروع ہونے والا ہے تو یہ عہد کریں کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی ایک یا دو برائیاں جو ہم میں ہیں۔ یا خود جائزہ لیں کہ کیا کیا برائیاں ہیں۔ ان کو ہم خود دور کریں گے اور ختم کریں گے۔ یہ بھی واضح کر دوں کہ کوئی اس وہم میں نہ رہے کہ اس میں کوئی برائی نہیں۔ اگر کوئی اس وہم میں ہے تو اس کو بہت زیادہ استغفار کرنے کی ضرورت ہے اللہ رحم کرے۔

پردے کی اصل روح اور حقیقت

پھر اس میں یہ ایک حکم ایک ہمیں دیا گیا آیت میں۔ کہ شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والیاں بنو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد آنکھ، کان منہ وغیرہ بھی ہیں کیونکہ ان کی اگر تم نے ان کی حفاظت نہ کی تو یہ بھی برائی پھیلانے کا ایک ذریعہ ہیں کانوں سے بری باتیں سنو، منہ سے بری باتیں کرو تو یہ بھی ان کی حفاظت نہیں ہے آنکھوں سے غلط قسم کے نظارے دیکھو تو یہ بھی منع ہے بعض فلمیں دیکھی جاتی ہیں چاہے وہ گھر میں بیٹھ کر دیکھ رہے ہو یا باہر جا کر دیکھ رہے ہو جو اخلاق سوز قسم کی فلمیں ہیں وہ بھی اسی زمرہ میں آتی ہیں کہ تم نے اپنی آنکھوں کی حفاظت نہیں کی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:-

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ یعنی جب وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع

کریں گے لغو سے اعراض کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں گے۔ کیونکہ جب ایک شخص دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے اور اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ کسی اور کے مال کو ناجائز طریقے سے کب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور کب چاہتا ہے کہ میں کسی دوسرے کے حقوق کو دبالوں اور جب وہ مال جیسی عزیز چیزوں کو خدا کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔ تو پھر آنکھ، ناک، کان، زبان وغیرہ کو غیر محل پر کب استعمال کرنے لگا؟''

یعنی کہ جہاں ان کو استعمال نہیں کرنا چاہیے وہاں کس طرح استعمال کرسکتا ہے۔

''کیونکہ یہ قاعدے کی بات ہے کہ جب ایک شخص اول درجہ کی نیکیوں کی نسبت اس قدر محتاط ہوتا ہے تو ادنیٰ درجہ کی نیکیاں خود بخود عمل میں آتی جاتی ہیں۔''

یعنی جب بڑی بڑی نیکیوں کے بارے میں محتاط ہوجاتا ہے تو چھوٹی چھوٹی نیکیاں جو ہیں خود بخود ہونے لگ جاتی ہیں، اس شخص سے۔ پھر آپ نے فرمایا:-

''قرآن نے چونکہ کل ملل اور فرقوں کو زیر نظر رکھ لیا تھا اور تمام ضرورتیں اس تک پہنچ کر ختم ہو گئیں تھیں اس لئے قرآن نے عقائد کو بھی اور احکام عملی کو بھی مدلل کیا''۔

یعنی تمام فرقوں اور قوموں کو پیشِ نظر تھا اللہ تعالیٰ کے۔ اس لئے ان سب کو مطابق حکم دیا گیا ہے۔ قرآن شریف میں اور عقائد کو بھی احکام عملی کو بھی جو ہماری ایسے حکم ہیں جن پر ہمیں عمل کرنا چاہیے دلیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:-

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ۔ (النور:31)

یعنی مومنوں سے کہہ دے کہ کسی کے ستر کو آنکھ پھاڑ کر نہ دیکھیں اور باقی تمام فروج کی بھی حفاظت کریں۔ لازم ہے کہ انسان چشم خوابیدہ ہوتا ہو یعنی کہ پوری آنکھ نہ کھولے۔ بلکہ جھکی ہوئی نظر ہوتا کہ غیر محرم عورت کو دیکھ کر فتنہ میں نہ پڑے۔ کان بھی فروج میں داخل ہیں جو قصص سن کر فتنہ میں پڑ جاتے ہیں یعنی کہ کان جو ہیں یہ بھی فروج میں داخل ہیں۔ جو قصے سن کر باتیں سن کر پھر فتنے میں پڑ جاتے ہیں۔ کیونکہ جب آپ جھگڑے کی باتیں ساری جو سنی جاتی ہیں جس طرح کہ پہلے میں نے کہا کہ اس سے کوئی بات کی سنی اور پھر جا کر لڑنے پہنچ گئے۔ تو یہ بھی اسی زمرہ میں آتا ہے۔ اسی لئے عام طور پر فرمایا کہ تم موریوں کی حفاظت رکھو۔ اور کہا

کہ بالکل بند رکھو۔ ذلک ازکٰی لھم یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے۔ اور یہ طریق اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی رکھتا ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے بدکاروں میں نہ ہو گے۔

یورپی معاشرہ میں بھی پردہ کا احترام کیا جاتا ہے

اب جہاں یہ فرمایا ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو مردوں کو کہ عورتوں کو نہ دیکھو، وہاں عورتوں کے لئے بھی ہے کہ ایک تو اپنے نظریں نیچی رکھو اور مردوں کو نہ دیکھیں۔ دوسرے قرآن کریم کے حکم کے مطابق پردہ کریں۔ اب یہاں یہ بہانے بنائے جاتے ہیں کہ یورپ میں پردہ کرنا بہت مشکل ہے۔ یہ بالکل غلط بات ہے یہ ایک طرح کا Complex ہے میں سمجھتا ہوں اور عورتوں کے ساتھ مردوں کو بھی ہے، تم اپنی تعلیم چھوڑ کر خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کی بجائے معاشرے کو خوش کرنے کے بہانے تلاش کر رہے ہو۔ بلکہ اس معاشرے میں بھی سینکڑوں، ہزاروں ہیں جو پردہ کرتی ہیں عورتیں، ان کو زیادہ عزت اور احترام سے دیکھا جاتا ہے بہ نسبت پردہ نہ کرنے والیوں کے اور معاشرتی برائیاں بھی ان میں اور ان کی اولادوں میں زیادہ پیدا ہو رہی ہیں جو پردہ نہیں کرتیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔ بہت ہی بعض دفعہ بھیانک صورت حال سامنے آجاتی ہے۔

Internet Chatting کے نقصانات

اب Internet کے بارے میں بھی میں کہنا چاہتا ہوں وہ بھی اسی زمرہ میں آتا ہے پردہ نہ کرنے کے کہ Chatting ہو رہی ہے یونہی نمبر جب آ کے Open کر رہے ہوتے ہیں Internet پہ بات چیت Chatting شروع ہو گئی اور پھر شروع میں تو بعض دفعہ یہ نہیں پتہ ہوتا کہ کون بات کر رہا ہے؟ یہاں ہماری لڑکیاں بیٹھیں ہیں دوسری طرف پتہ نہیں لڑکا ہے یا لڑکی ہے اور بعض لڑکے خود چھپاتے ہیں اور بعض لڑکیوں سے لڑکی بن کر باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔

اس طرح یہ بھی میرے علم میں آئی ہے یہ بات، اور لڑکیاں سمجھ کر یہ تو بات چیت شروع ہو گئی جماعت کا تعارف شروع ہو گیا۔ اور لڑکی خوش ہو رہی ہوتی ہے کہ چلو دعوت الی اللہ کر رہی ہوں یہ پتہ نہیں کہ اس لڑکی کی کیا نیت ہے آپ کی نیت اگر صاف بھی ہے تو دوسری طرف جو لڑکا بیٹھا ہوا ہے Internet پر۔ تو اس کی نیت کیا ہے۔ یہ آپ کو کیا پتہ؟ اور آہستہ آہستہ بات اتنی آگے بڑھ جاتی ہے کہ تصویروں کے تبادلے شروع ہو جاتے ہیں۔ اب تصویریں دکھانا تو انتہائی بے پردگی کی بات ہے۔ اور پھر بعض جگہوں پہ رشتے بھی ہوئے

ہیں۔ جیسے میں نے کہا کہ بڑے بھیانک نتیجے سامنے آئے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر رشتے پھر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ناکام بھی ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ آپ نے اگر (دعوت الی اللہ) ہی کرنی ہے، دعوت الی اللہ کرنی ہے۔ لڑکیاں لڑکیوں کو ہی دعوت الی اللہ کریں۔ اور لڑکوں کو (دعوت الی اللہ) کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ کام لڑکوں کے لئے چھوڑ دیں۔ کیونکہ جیسے میں نے پہلے بھی کہا کہ یہ ایک ایسی معاشرتی برائی ہے جس کے بہت بھیانک نتائج سامنے آ رہے ہیں۔

آج تو Internet ہے۔ آج سے پہلے بھی جہاں بھی وہ عورتیں جنہوں نے غیر از جماعت مردوں سے شادیاں کی ہیں اب پریشانی اور پشیمانی کا اظہار کرتی ہیں اور لکھتی ہیں۔ ہمارے سے یہ غلطی ہوگئی جو غیر از جماعت سے شادی کی۔ اول تو بچے باپ کی طرف زیادہ رجحان رکھتے ہیں غیر از جماعت باپ کی طرف اس لئے کہ اس میں آزادی زیادہ ہے اور اگر بعض بچیاں ماں کے زیر اثر کچھ نہ کچھ جماعت سے تعلق رکھ بھی رہی ہیں تو باپ مجبور کر رہا ہے کہ تمہاری شادی غیر از جماعت میں ہی ہوگی۔ تو بعض بچیاں باپوں کے خلاف آواز اٹھاتی ہیں۔ لکھتی ہیں کہ ہماری مدد کی جائے ہم نہیں شادی کرنا چاہتے غیر از جماعت میں لیکن اکثر مجبور بھی ہوتی ہیں۔ تو مائیں بھی اور باپ بھی اس بات پر نظر رکھیں کہ اس طرح کھلے طور پر یہ Internet کے رابطے نہیں ہونے چاہئیں۔ پیار سے سمجھائیں آرام سے سمجھائیں۔ لڑکیاں خود بھی جو شعور کی عمر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ خود بھی ہوش کریں ورنہ یاد رکھیں کہ احمدی ماؤں کی کوکھوں سے نکلنے والے بچے آپ غیروں کی گودوں میں دے رہی ہوں گی۔ کیوں اپنے آپ پر اور اپنی نسلوں پر ظلم کر رہے ہیں آپ لوگ۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھتا ہوں آپ فرماتے ہیں:-

''یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں

ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔ مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرت کا یقین دنیاوی لذات کو اپنا محبوب بنا رکھا ہے۔

پس سب سے اول ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی (جو آزادی کا نعرہ لگانے والے وہ سن لیں کہ) آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو۔ اگر یہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات سے مغلوب نہ ہو سکیں تو اس وقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں ورنہ موجودہ حالات میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کسی بات کے نتیجے پر غور نہیں کرتے کم از کم اپنے کانشنس سے ہی کام لیں کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے قرآن شریف نے جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدنظر رکھ کر حسب حال تعلیم دیتا ہے۔ کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے فرمایا:-

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۔

کہ تو ایمان والوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے ان کے نفوس کا تزکیہ ہوگا فروج سے مراد شرمگاہ ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک سوراخ جس میں کان وغیرہ بھی شامل ہیں اور ان میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سنا جائے پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے آخر کار انسان کو ان سے رکنا ہی پڑتا ہے''

پھر آخر میں فرمایا ہے اسی آیت کی اگلی تشریح میں کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والیاں بنوں۔ اس میں ایک تو پانچ وقت کی نمازوں کی طرف توجہ ہے کہ خود بھی نمازوں کو سنوار کر جو نماز پڑھنے کا حق ہے، اس حق کے ساتھ پڑھو۔ ٹھہر ٹھہر کر غور سے ہر لفظ جو تم پڑھتے ہو اس کو سمجھو۔ ذہن میں ہو کہ ہم اللہ کے حضور حاضر ہیں اور اس سے کچھ مانگنے آئی ہیں۔ وہی ہے جو ہمارا پیدا کرنے والا ہے۔ وہی ہے جو ہماری مشکلیں آسان کرنے والا ہے۔ وہی ہے

جس نے ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں۔اور یہ باتیں اپنی اولادوں کے ذہنوں میں بھی ڈالیں۔

اپنے بچوں کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتی رہیں

پھر ہر وقت یہ بھی ذہن میں رہے کہ یہ مختلف وقتوں میں ہم نے جو نمازیں پڑھی ہیں ان کا اثر اب ہمارے ذہنوں پر ہر وقت قائم رہنا چاہیے ہر کام کرتے وقت اللہ کے نام سے شروع کیا جائے۔اللہ کے ذکر سے زبانیں تر رکھی جائیں درود شریف پڑھا جائے تو خدا تک پہنچنے کا راستہ اب رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے ہی ہے بچوں کو اس ماحول میں رکھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا، ایک دفعہ عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہ۔سکول بھجوانے کے لئے ویسے بھی جب مائیں اپنے بچوں کو تیار کررہی ہوتی ہیں اس وقت بھی ساتھ ساتھ بچوں کے لئے دعائیں کرتی جائیں۔تو اس سے ایک تو بچوں میں بھی دعائیں کرنے کی عادت پیدا ہو جائے گی دوسرے ان بچوں کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنا رہی ہوں گی آپ ان دعاؤں کے ذریعے سے اور یہ بچے جب بھی آپ سے جدا ہوں گے وقت گزاریں گے سکول کا یا جہاں بھی کھیلنے گئے ہیں تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں گے ان دعاؤں کے حصار میں ہوں گے جو آپ ان کے لئے ہر وقت کرتی رہتی ہیں پھر خاوندوں کو بھی توجہ دلائیں نمازوں کے لئے انہیں اٹھائیں خاوند بیوی کو نماز کے لئے اٹھانا اور بیوی کا خاوند کو نماز کے لئے اٹھانا دونوں کو حدیثوں میں آیا ہے کہ ثواب ہوتا ہے اس کا۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔یہ دنیاوی چیزیں تو عارضی ہیں ختم ہو جائیں گی۔ساٹھ، ستر، اسّی سال کی عمر میں اللہ کے حضور حاضر ہونا ہی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نیکیوں پر قائم کرے اور آپ سب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی ہوں اور جماعت کی تعلیم پر عمل کرنے والی ہوں۔جماعت کا وقار بلند کرنے والی ہو اور اس اجتماع میں جو کچھ آپ نے حاصل کیا اس پر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو عمل کرنے کی توفیق دے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2003ء

- نظام جماعت بچپن سے ہر احمدی کو محبت کی لڑی میں پرو کر رکھتا ہے
- ذیلی تنظیموں کے قیام کا مقصد
- خلیفۂ وقت کے ساتھ ہر موقع پر ذاتی پیار اور محبت کا تعلق
- تمام عہدیداران خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں
- بغیر تحقیق کے ہرگز کسی کی رپورٹ نہ کریں
- سیکرٹری امور عامہ کے فرائض
- سیکرٹریان تعلیم کی ذمہ داریاں
- ہر احمدی بچے کو F.A ضرور کرنا چاہیے
- سیکرٹریان تربیت اور اصلاح وارشاد کی ذمہ داریاں
- بے چینی پیدا کرنے والی باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے
- اپنی نسلوں میں بھی نظام جماعت کا احترام پیدا کریں
- عہدیداران دوسرے ماتحت عہدیداران یا کارکنان کا احترام کریں
- فیصلہ کرنے کا صحیح اصول
- ایک خصوصی دعا کی تحریک

✵

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورہ آل عمران کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:-

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ○ (آل عمران:۱۶۰)

اس کے بعد ارشاد فرمایا:-

نظام جماعت بچپن سے ہر احمدی کو محبت کی لڑی میں پرو کر رکھتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا نظام ایک ایسا نظام ہے جو بچپن سے لے کر مرنے تک ہر احمدی کو ایک پیار اور محبت کی لڑی میں پرو کر رکھتا ہے۔ بچہ جب سات سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے ایک نظام کے ساتھ وابستہ کر دیا جاتا ہے اور وہ مجلس اطفال الاحمدیہ کا ممبر بن جاتا ہے۔ ایک بچی جب سات سال کی عمر کو پہنچتی ہے تو وہ ناصرات الاحمدیہ کی رکن بن جاتی ہے جہاں انہیں ایک ٹیم ورک کے تحت کام کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ پھر انہی میں سے ان کے سائق بنا کر اپنے عہدیدار کی اطاعت کا تصور پیدا کیا جاتا ہے۔

پھر پندرہ سال کی عمر کو جب پہنچ جائیں تو بچے خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں اور بچیاں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم میں شامل ہو جاتی ہیں اور ایک انتظامی ڈھانچے کے تحت، بچپن سے تربیت حاصل کر کے اوپر آنے والے بچے اور بچیاں ہیں جب نوجوانی کی عمر میں قدم رکھتے ہیں تو ان نیک تنظیموں میں شامل ہونے سے جماعتی نظام اور طریقوں سے ان کو مزید واقفیت پیدا ہوتی ہے۔ اور عمر کے ساتھ ساتھ چونکہ اب یہ بچے اور بچیاں اس عمر کو پہنچ جاتے ہیں کہ جس میں شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے پندرہ سال کی عمر کے بعد یہ خود بھی اپنے میں سے ہی اپنے عہدیدار منتخب کرتے ہیں اور ان کے تحت ان کی تربیت ہو رہی ہوتی ہے اور انتظام چل رہا ہوتا ہے۔

ذیلی تنظیموں کے قیام کے مقاصد

تو پندرہ سال کی عمر کے بعد جیسا کہ میں نے کہا کہ لجنہ یا خدام میں جا کر یہ لوگ اپنے عہدیدار اپنے میں

سے منتخب کرتے ہیں اور پھر مرکزی ہدایات کی روشنی میں متفرق اموراورتربیتی امور خود سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور ان پرعمل بھی کرتے ہیں۔ تو بچپن سے ہی ایسی تربیت حاصل کرنے کی وجہ سے، ایسے پروگراموں میں شمولیت کی وجہ سے ان کو Training ہو جاتی ہے اور پھر یہی بچے جب بڑے ہوتے ہیں اور جماعتی نظام میں پوری طرح سموئے جاتے ہیں تو جماعتی کاموں میں بھی زیادہ فائدہ منداورمفید وجود ثابت ہوتے ہیں اور اُس نظام کا ایک حصہ بنتے ہیں۔

تو بہرحال انہیں ذیلی نظاموں کا حصہ بنتے ہوئے ہر بچہ، جوان، عورت، مرد جب جماعتی نظام کا حصہ بن جاتے ہیں تو گو جماعتی نظام پہلے ہے، مقدم ہے۔ لیکن اس میں ہر بچے اور نوجوان کی اس طرح مکمل Involvement نہیں ہوتی جس طرح کہ شروع میں ذیلی تنظیموں میں ہو رہی ہوتی ہے اور ہو بھی نہیں سکتی۔ اس لئے حضرت مصلح موعود کی دوررَس نظر نے یہ ذیلی تنظیموں کا قیام کیا تھا اور یہ آپ کا ایک بہت بڑا احسان ہے جماعت پر اور اسی وجہ سے جیسا کہ میں نے کہا ابتدا سے ہی جماعت کے ہر بچہ کے ذہن میں جماعتی نظام کا ایک تقدس اور احترام پیدا ہو جاتا ہے اور اسی احترام اور تقدس کے تحت وہ پروان چڑھتا ہے۔

خلیفۂ وقت کے ساتھ ہر موقع پر ذاتی پیار اور محبت کا تعلق

اور چونکہ ابتدا سے ہی نظام کا تصور پیار اور محبت اور بھائی چارے اور مل جل کر کام کرنے کی روح کے ساتھ وہ بچہ پروان چڑھ رہا ہوتا ہے اور پھر خلیفۂ وقت کے ساتھ ہر موقع پر ذاتی پیار اور محبت کا تعلق اس ٹریننگ کی وجہ سے ہو رہا ہوتا ہے اور ہو جاتا ہے اس لئے ہر فردِ جماعت جب جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہو اور اپنے عہدیداران کی اطاعت بخوشی کرتا ہے تو اس لئے کرتا ہے کہ بچپن سے نظام کے بارہ میں پڑنے والی آواز اور خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق اور پیار کی وجہ سے مجبور ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظامِ جماعت کیونکہ مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے اور خلیفۂ وقت کی براہِ راست اس پر نظر ہوتی ہے۔ اس لئے نئے شامل ہونے والے نومبائعین بھی اُن احمدیوں کے علاوہ بھی جو پیدائشی احمدی ہوں بڑی جلدی نظام میں سموئے جاتے ہیں۔ لیکن جیسے جیسے یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے نظام جماعت کو چلانے والے کارکنان اور عہدیداران کی ذمہ داریاں بھی زیادہ بڑھتی چلی جا رہی ہیں، انہیں تسبیح اور استغفار کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ کا جو حکم ہے اس طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور یہی چیز ان کو زیادہ احساس دلا رہی ہے یا کم از کم احساس دلانا چاہیے کہ اپنی طبیعتوں میں نرمی پیدا کرنے کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دینے کے احساس کو زیادہ ابھارنے کی ضرورت ہے۔ نظامِ جماعت کی ذمہ داری ادا کرتے وقت اپنی اناؤں اور خواہشات کو مکمل ختم کر کے خدمت سرانجام دینے کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اور پہلے سے بڑھ کر ضرورت ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر غصے میں آنے کی عادت کو عہدیداران کو ترک کرنا ہوگا اور کرنا چاہیے۔

جماعتی عہدیدار قوم کے سردار نہیں، قوم کے خادم ہیں

جماعت کے احباب سے پیار محبت کے تعلق کو بڑھانے، ان کی باتوں کو غور سے سننے اور ان کے لئے دعائیں کرنے کی عادت کو مزید بڑھانا چاہیے۔ تبھی سمجھا جا سکتا ہے کہ عہدیداران اپنی ذمہ داریاں مکمل طور پر ادا کر رہے ہیں یا کم از کم ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں عہدیدار اسٹیجوں پر بیٹھنے یا رعونت سے پھرنے کے لئے نہیں بنائے جاتے بلکہ اس تصور سے بنائے جاتے ہیں کہ قوم کے سردار قوم کے خادم ہیں۔

تمام عہدیداران خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جماعت کو اکٹھا رکھنے کیلئے ایک رہنما اصول اس آیت میں بتا دیا ہے جو میں نے تلاوت کی ہے۔ تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوبی کی وجہ سے کہ آپ کے دل میں لوگوں کیلئے نرمی اور محبت کے جذبات تھے، لوگ آپ کے اردگرد اکٹھے ہوتے تھے اور آپ کے پاس آتے تھے، تو پھر میں اور آپ ہم کون ہوتے ہیں جو محبت اور پیار کے جذبات لوگوں کے لئے نہ دکھائیں؟ اور امید رکھیں کہ لوگ ہماری ہر بات مانیں۔ ہمیں تو اپنے آقا کی اتباع میں بہت بڑھ کر سعاجزی، انکساری، پیار اور محبت کے ساتھ لوگوں سے پیش آنا چاہیے کیونکہ خلیفۂ وقت کے لئے تو ہر ملک میں، ہر شہر میں یا ہر محلّہ میں جا کر لوگوں کے حالات سے واقفیت حاصل کرنا مشکل ہے۔ یہ نظام جماعت قائم ہے جیسا کہ میں نے بتایا کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے۔ وہ تمام عہدیدار چاہے ذیلی تنظیموں کے عہدیدار

ہوں، چاہے جماعتی عہدیدار ہوں خلیفۂ وقت کے نمائندے کے طور پر اپنے اپنے علاقے میں متعین ہیں اور ان سے یہی امید کی جاتی ہے اور یہی تصور ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں۔

بغیر تحقیق کے ہرگز کسی کی رپورٹ نہ کریں

اگر وہ اپنے علاقے کے احمدیوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے، ان کی غمی خوشی میں شریک نہیں ہو رہے، ان سے پیار محبت کا سلوک نہیں کر رہے یا اگر خلیفۂ وقت کی طرف سے کسی معاملے میں رپورٹ منگوائی جاتی ہے تو بغیر تحقیق کے مکمل طریق کے جواب دے دیتے ہیں یا کسی ذاتی عناد کی وجہ سے، جو خدا نہ کرے ہمارے کسی عہدیدار میں ہو، غلط رپورٹ دے دیتے ہیں تو ایسے تمام عہدیدار گناہ گار ہیں۔

ابھی گزشتہ دنوں بغیر مکمل تحقیق کے ایک رپورٹ چند احمدیوں کے بارہ میں مقامی جماعت کی طرف سے مرکز میں آئی کہ انہوں نے فلاں فلاں جماعتی روایات سے ہٹ کر کام کیا ہے اور جماعتی قواعد کے مطابق اس کی سزا اخراج از نظام جماعت تھی تو جب مرکزی دفتر نے مجھے لکھا اور ان اشخاص کو اخراج از نظام جماعت کی سزا ہوگئی تو جن کو سزا ہوئی تھی انہوں نے شور مچایا کہ ہمارا تو اس کام سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔ ہم بالکل معصوم ہیں اور کسی طرح بھی ہم ملوث نہیں ہیں۔ تو پھر مرکز نے نئے سرے سے کمیشن خود مقرر کیا اور تحقیق کی تو پتہ چلا کہ صدر جماعت نے بغیر مکمل تحقیق کے رپورٹ کر دی تھی اور اب صدر صاحب کہتے ہیں غلطی سے نام چلا گیا۔ یعنی یہ تو بچوں کا کھیل ہو گیا کہ ایک معصوم کو اتنی سخت سزا دلوا رہے ہیں اور پھر بھولے بن کر کہہ دیا کہ غلطی سے نام چلا گیا۔ تو ایسے غیر ذمہ دار صدر کو تو میں نے مرکز کو کہا ہے کہ فوری طور پر ہٹا دیا جائے اور آئندہ بھی جو کوئی ایسی غیر ذمہ داری کا ثبوت دے گا اس کو پھر تا زندگی کبھی کوئی جماعتی عہدہ نہیں ملے گا۔ ایسے شخص نے ہمیں بھی گناہگار بنوایا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی اپنے فرض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے تک اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا اور اسے بہشت نصیب نہیں کرے گا۔

(مسلم کتاب الایمان باب استحقاق الوالی الغاش لرعیۃ النار)

تمام لوگ اپنے اپنے دائرہ عمل میں نگران بنائے گئے ہیں

پھر ایک حدیث میں ہے ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اس سے اپنی رعایا کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ امیر نگران ہے اور آدمی اپنے گھر کا نگران ہے عورت بھی اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ اولاد کی نگران ہے پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی ذمہ داری کو کس طرح نبھایا ہے، تو تمام عہدیداران اپنے اپنے دائرہ عمل میں نگران بنائے گئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ذیلی تنظیموں کا بھی ذکر کیا ہے کہ بعض دفعہ بعض رپورٹیں ذیلی تنظیموں کی معلومات پر مبنی ہوتی ہیں ان کی طرف سے آ رہی ہوتی ہیں تو اگر ہر لیول Level پر اس نگرانی کا صحیح حق ادا نہیں ہو رہا ہوگا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرما دی ہے کہ اگر تم بطور نگران اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کر رہے تو تم پوچھے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور مجرم کی حیثیت سے حاضر ہونا اور پوچھے جانا بذاتِ خود ایک خوف پیدا کرنے والی بات ہے۔ لیکن یہاں جو فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ تم پوچھے جاؤ گے اور شاید نرمی کا سلوک ہو جائے اور جان بچ جائے۔ بلکہ فرمایا کہ جنت ایسے لوگوں پر حرام کر دی جائے گی۔ پس بڑا شدید انذار ہے، خوف کا مقام ہے، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر عہدیدار کو ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

رائے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے

یہ بات بھی یاد رکھنی ضروری ہے کہ ذیلی تنظیموں کی عاملہ ہو، لجنہ، انصار، خدام کی، یا جماعت کی عاملہ کو کسی کے بارہ میں جب کوئی رائے قائم کرنی ہو اس بارہ میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ چاہے اس شخص کے گزشتہ رویے کے بارے میں علم ہو کہ کوئی بعید نہیں کہ اس نے ایسی حرکت کی ہو اس لئے اس کو سزا دے دو یا سزا کی سفارش کر دو۔ نہیں! بلکہ جو معاملہ عاملہ کے سامنے پیش کیا ہے اس کی مکمل تحقیق کریں۔ اگر شک کا فائدہ مل سکتا ہے تو اس کو ملنا چاہیے جس پر الزام لگ رہا ہے۔ اگر وہ شخص مجرم ہے تو شاید اس کو یہ احساس ہو جائے کہ گو میں نے جرم تو کیا ہے لیکن شک کی وجہ سے مجھ سے صرفِ نظر کیا گیا ہے تو آئندہ اُس کی اصلاح بھی ہو سکتی ہے۔ یا کم از کم مجلس عاملہ یا ایسے عہدیدار اس حدیث پر تو عمل کرنے والے ہوں گے جو حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں کہ:-

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو سزا سے بچانے کی حتی الامکان کوشش کرو۔ اگر اس کے بچنے کی کوئی راہ نکل سکتی ہو تو معاملہ رفع دفع کرنے کی سوچو۔ امام کا معاف اور درگزر کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے''۔

(جامع ترمذی ابواب الحدود، باب ماجاء فی دریٔ الحدود)

پھر ایک حدیث ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

''جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا ذمہ دار ہوا اللہ اس کے حاجات اور مقاصد پورے نہیں کرے گا جب تک وہ لوگوں کی ضروریات پوری نہ کرے''۔

(الترغیب والترہیب بحوالہ طبرانی وترمذی)

تو اس حدیث میں یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ بحیثیت عہدیدار تم پر بڑی ذمہ داری ہے، بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس لئے صرف یہ نہ سمجھو کہ عہدیدار بن کر صرف عاملہ میں بیٹھ کر جو معاملات لڑائی جھگڑے یا لین دین کے آتے ہیں ان کو ہی نمٹانا مقصود ہے۔ بلکہ ہر عہدیدار پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری نبھائے ہر سیکرٹری اپنے فرائض کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔

سیکرٹری امور عامہ کے فرائض

اب سیکرٹری امور عامہ کا صرف یہ کام ہی نہیں ہے کہ آپس کے فیصلے کروائے جائیں یا غلط حرکات اگر کسی کی دیکھیں تو انہیں دیکھ کر مرکز میں رپورٹ کر دی جائے۔ اس کا یہ کام بھی ہے کہ اپنی جماعت کے ایسے بے کار افراد جن کو روزگار میسر نہیں، خدمتِ خلق کا بھی کام ہے اور روزگار مہیا کرنے کا بھی کام ہے اس کے لئے روزگار کی تلاش میں مدد کرے۔ بعض لوگ طبعاً کاروباری ذہن کے بھی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی فہرستیں تیار کریں۔ اگر ایسے افراد میں صلاحیت دیکھیں تو تھوڑی بہت مالی مدد کر کے معمولی کاروبار بھی ان سے شروع کروایا جا سکتا ہے اور اگر ان میں صلاحیت ہوگی تو وہ کاروبار چمک بھی جائے گا اور آہستہ آہستہ بہتر کاروبار بن سکتا ہے۔

میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے جو پاکستان میں بھی سائیکل پر پھیری لگا کر یا کسی دوکان کے تھڑے پر بیٹھ

کے،ٹوکری رکھ کر یا چند کپڑے کے تھان رکھ کر اس وقت دکانوں کے مالک بنے ہوئے ہیں۔تو یہ ہمت دلانا بھی،توجہ دلانا بھی ایسے لوگوں کے پیچھے پڑ کر کہ کسی نہ کسی کام پر لگیں یہ بھی جماعتی نظام یا جماعتی نظام کے عہدیدار کا کام ہے،جس کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے یعنی سیکرٹری امور عامہ۔

سیکرٹریانِ تعلیم کی ذمہ داریاں

پھر سیکرٹری تعلیم ہے عموماً سیکرٹریانِ تعلیم جماعتوں میں اتنے فعّال نہیں جتنی ان سے توقع کی جاتی ہے یا کسی عہدیدار سے توقع کی جاسکتی ہے اور یہ میں یونہی اندازے کی بات نہیں کر رہا۔ ہر جماعت اپنا اپنا جائزہ لے لے تو پتہ چل جائے گا کہ بعض سیکرٹریان پورے سال میں کوئی کام نہیں کرتے حالانکہ،مثلاً سیکرٹری تعلیم کی مثال دے رہا ہوں۔سیکرٹری تعلیم کا یہ کام ہے کہ اپنی جماعت کے ایسے بچوں کی فہرست بنائے جو پڑھ رہے ہیں، جو سکول جانے کی عمر کے ہیں اور سکول نہیں جا رہے۔پھر وجہ معلوم کریں کہ کیا وجہ ہے کہ یہ سکول نہیں جا رہے؟ مالی مشکلات ہیں یا صرف نکما پن ہی ہے۔اور ایک احمدی بچے کو تو توجہ دلانی چاہیے کہ اس طرح وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔مثلاً پاکستان میں ہر بچے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ شرط لگائی تھی کہ ضرور میٹرک پاس کرے۔

ہر احمدی بچے کو F.A ضرور کرنا چاہیے

بلکہ اب تو معیار کچھ بلند ہو گئے ہیں اور میں کہوں گا کہ ہر احمدی بچے کو ایف۔اے ضرور کرنا چاہیے۔ افریقہ میں جو کم از کم معیار ہے پڑھائی کا۔سیکنڈری سکول کا یا جی سی ایس سی، یہاں بھی ہے وہاں بھی۔اسی طرح ہندوستان اور بنگلہ دیش اور دوسرے ملکوں میں، یہاں بھی میں نے دیکھا ہے یورپ کے امریکہ کے بعض لڑکے ملتے ہیں وہ پڑھائی چھوڑ بیٹھے ہیں تو یہ کم از کم معیار ضرور حاصل کرنا چاہیے۔بلکہ یہاں تو تعلیمی سہولتیں ہیں بچوں کو اور بھی آگے پڑھنا چاہیے اور سیکرٹریان تعلیم کو اپنی جماعت کے بچوں کو اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہیے۔اگر تو یہ بچے جس طرح میں نے پہلے کہا کسی مالی مشکل کی وجہ سے انہوں نے پڑھائی چھوڑی ہوئی ہے تو جماعت کو بتائیں۔

جماعت انشاء اللہ حتی الوسع ان کا انتظام کرے گی اور پھر یہ بھی ہوتا ہے بعض دفعہ کہ بعض بچوں کو عام روایتی پڑھائی میں دلچسپی نہیں ہوتی۔اگر اس میں دلچسپی نہیں ہے تو پھر کسی ہنر کے سیکھنے کی طرف بچوں کو توجہ

دلائیں۔ وقت بہر حال کسی احمدی بچے کا ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ پھر ایسی فہرستیں ہیں جو اُن پڑھے لکھوں کی تیار کی جائیں جو آگے پڑھنا چاہتے ہیں۔Higher Studies کرنا چاہتے ہیں لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے نہیں پڑھ سکتے تو جس حد تک ہوگا جماعت ایسے لوگوں کی مدد کرے گی لیکن بہر حال سیکرٹریان تعلیم کو خود بھی اس سلسلے میں Active ہونا پڑے گا اور ہونا چاہیے۔ تو یہ چند مثالیں ہیں جو ذمہ داری ہے سیکرٹری تعلیم کی اور بھی بہت سارے کام ہیں اس بارے میں چند مثالیں میں نے دی ہیں۔ اگر محلے کے Level سے لے کر National Level تک سیکرٹریان تعلیم مؤثر ہو جائیں اور کام کرنے والے ہوں تو یہ تمام باتیں جو میں نے بتائی ہیں اور ان کے علاوہ بھی اور بہت ساری باتیں ہیں ان سب کا علم ہو سکتا ہے، فہرست تیار ہو سکتی ہے اور پھر ایسے طلباء کی مدد کر کے پھر آگے پڑھایا بھی جا سکتا ہے۔

سیکرٹری تربیت اور اصلاح وارشاد کی ذمہ داریاں

پھر سیکرٹری تربیت یا اصلاح وارشاد ہے ان کو بھی بہت فعال کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ سیکرٹریان تربیت یا اصلاح وارشاد بعض جگہوں پر کہلاتے ہیں اپنے معین پروگرام بنا کر نچلے سے نچلے Level سے لے کر مرکزی Level تک کام کریں جس طرح کام کرنے کا حق ہے تو امور عامہ کے مسائل بھی اس تربیت سے حل ہو جائیں گے، تعلیم کے مسائل بھی کافی حد تک کم ہو جائیں گے، رشتہ ناطہ کے مسائل بھی بہت حد تک کم ہو جائیں گے۔ یہ شعبے آپس میں اتنے ملے ہوئے ہیں کہ تربیت کا شعبہ فعال ہونے سے بہت سارے شعبے خود ہی فعال ہو جاتے ہیں اور جماعت کا عمومی روحانی معیار بھی بلند ہوگا۔

تو یہ جو حدیث ہے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے سے یہ مراد ہے کہ یہ عہدے تمہارے سپرد ہیں۔ ان عہدوں کی ذمہ داری کو سمجھو اور ان کو ادا کرو۔ جب اس طریق سے ہر عہدیدار اپنے اپنے شعبہ کی ذمہ داریاں ادا کرے گا تو لوگوں کے دلوں میں آپ کے لئے مزید عزت واحترام پیدا ہوگا اور جیسا کہ میں نے کہا جماعت کا عمومی معیار بھی بلند ہوگا۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود کا ایک اقتباس ہے وہ میں سناتا ہوں۔ فرمایا:-

> ''دنیا میں بہترین مصلح وہی سمجھا جاتا ہے جو تربیت کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں ایسی روح پیدا کر دیتا ہے کہ اس کا حکم ماننا لوگوں کے لئے آسان ہو جاتا ہے اور وہ اپنے دل پر کوئی بوجھ محسوس نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم باقی الہامی کتب پر فضیلت رکھتا ہے اور الہامی کتابیں تو یہ

کہتی ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو مگر قرآن یہ کہتا ہے کہ اس لئے کرو، اس لئے کرو۔ گویا وہ خالی حکم نہیں دیتا بلکہ اس حکم پر عمل کرنے کی انسانی قلوب میں رغبت بھی پیدا کر دیتا ہے۔ تو سمجھانا اور سمجھا کر قوم کے افراد کو ترقی کے میدان میں اپنے ساتھ لئے جانا، یہ کامیابی کا ایک اہم گر ہے اور قرآن کریم نے اس پر خاص زور دیا ہے۔ چنانچہ سورہ لقمان میں حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے جو نصیحتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نصیحت یہ ہے کہ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ (لقمان:۲۰) کہ تمہارے ساتھ چونکہ کمزور لوگ بھی ہوں گے اس لئے ایسی طرز پر چلنا کہ کمزور رہ نہ جائیں۔ بے شک تم آگے بڑھنے کی کوشش کرو مگر اتنے تیز بھی نہ ہو جاؤ کہ کمزور طبائع بالکل رہ جائیں۔ دوسرے جب بھی تم کوئی حکم دو، محبت اور پیار اور سمجھا کر دو۔ اس طرح نہ کہو کہ ''ہم یوں کہتے ہیں'' (تو قرآن شریف کی تعلیم تو یہ ہے کہ محبت اور پیار سے حکم دو نہ کہ آرڈر ہو۔) بلکہ ایسے رنگ میں بات پیش کرو کہ لوگ اُسے سمجھ سکیں اور وہ کہیں کہ اس کو تسلیم کرنے میں تو ہمارا اپنا فائدہ ہے۔ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ کے یہی معنی ہیں۔ گویا میانہ روی اور پُر حکمت کلام یہ دو چیزیں مل کر قوم میں ترقی کی رُوح پیدا کیا کرتی ہیں اور پر حکمت کلام کا بہترین طریق یہ ہے کہ دوسروں میں ایسی روح پیدا کر دی جائے کہ جب انہیں کوئی حکم دیا جائے تو سننے والے کہیں کہ یہی ہماری اپنی خواہش تھی۔ یہی وقت ہوتا ہے کہ جب کسی قوم کا قدم ترقی کی طرف سرعت کے ساتھ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔'' (مشعل راہ جلد اول صفحہ 15)

بے چینی پیدا کرنے والی باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے

پھر بعض اور بھی شکایات ہیں۔ بعض جگہ سے شکایت آ جاتی ہے کہ ہم نے اپنے حالات کی وجہ سے امداد کی درخواست کی جو مرکز سے مقامی جماعت میں تحقیق کے لئے آئی تو صدر جماعت بڑے غصے میں آئے اور کہا کہ تم نے براہِ راست درخواست کیوں دی؟ ہمارے ذریعے کیوں نہ بھجوائی۔ لکھنے والے بھی لکھتے ہیں کہ ہم نے تو ان سے معافی مانگ لی۔ دوبارہ ان کے ذریعے سے درخواست بھجوائی گئی اور ایک لمبا عرصہ گزر گیا ہے ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور پتہ بھی نہیں لگا۔ جو ہماری ضرورت تھی اسی طرح قائم ہے۔ ایک تو ڈانٹ ڈپٹ کی گئی، بے عزتی کر کے معافی منگوائی گئی، دوبارہ درخواست لکھوائی اور پھر کارروائی بھی نہیں کی۔ اگر کسی عہدیدار نے یا صدر جماعت نے یہ سمجھ کر کہ یہ درخواست لکھنے والا یا درخواست دہندہ اس قابل نہیں ہے کہ اس

کی امداد کی جائے ایسے لوگوں کو پیار سے بھی سمجھایا جا سکتا ہے اور پھر اگر مدد نہیں کرنی تھی تو درخواست دوبارہ لکھوانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ تو یہ چیزیں ایسی ہیں کہ بلاوجہ عہدیدار کے لئے لوگوں کے دلوں میں بے چینی پیدا کرتی ہیں۔ ان چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ امراء ہوں، صدران ہوں ہر وقت یہ ذہن میں رکھیں کہ وہ خلیفۂ وقت کے نمائندے کے طور پر جماعتوں میں متعین کئے گئے ہیں اور اس لحاظ سے انہیں ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔

ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن مُرّہؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو امام حاجت مندوں، ناداروں اور غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضروریات وغیرہ کے لئے آسمان کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ (جامع ترمذی ابواب الاحکام، باب فی امام الرعیۃ)

حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کو سننے کے بعد حضرت معاویہؓ نے ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ لوگوں کی ضروریات اور مشکلات کا مداوا کیا کرے اور ان کی ضرورتیں پوری کرے۔

تو جماعتی نظام جو ہے وہ اس لئے مقرر کیا گیا ہے۔ پھر حضرت معاذؓ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر کوئی بُرا کام کر بیٹھو تو اُس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نیکی بدی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔ (جامع ترمذی ابواب البر والصلۃ، باب فی ما معاشرۃ الناس)

ابو بردہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰؓ اور معاذؓ بن جبل کو یمن کی طرف والی بنا کر بھیجا آپ نے ہر ایک کو ایک ایک حصہ کا والی مقرر کر کے بھیجا (یمن کے دو حصے تھے۔) پھر فرمایا:-

''آسانی پیدا کرنا، مشکلیں پیدا نہ کرنا۔ محبت اور خوشی پھیلانا اور نفرت نہ پنپنے دینا''۔

(بخاری کتاب المغازی، باب بعث ابی موسیٰ ومعاذ الی الیمن)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس کوٹھڑی میں فرمایا:-

یا اللہ! جو کوئی میری امت کا حاکم ہو پھر وہ اس پر سختی کرے تو تُو بھی ان پر سختی کرنا اور جو کوئی میری امت کا حاکم ہو اور وہ اس پر نرمی کرے تو تُو بھی اس سے نرمی فرمانا۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامام العادل......)

اپنے اندر اور اپنی نسلوں میں بھی نظام جماعت کا احترام پیدا کریں

اصل میں تو امراء، صدران، عہدیداران یا کارکنان جو بھی ہیں ان کا اصل کام تو یہ ہے کہ اپنے اندر بھی اور لوگوں میں بھی نظامِ جماعت کا احترام پیدا کیا جائے۔ اور اسی طرح جماعت کے تمام افراد کا بھی یہی کام ہے کہ اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں میں بھی جماعت کا احترام پیدا کریں۔ نظام جماعت کا احترام پیدا کریں۔ حضرت مصلح موعود نے تو فرمایا تھا کہ جو نصائح میں عہدیداران کے لئے کرتا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ صرف عہدیداران کے لئے ہیں۔ بلکہ تمام افرادِ جماعت مخاطب ہوتے ہیں اور ان کو بھی یہ نصائح ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کل کو ایک عہدیدار کے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے کی وجہ سے یا بیمار ہو جانے کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے یا فوت ہو جانے کی وجہ سے، کوئی دوسرا شخص اس کے عہدے کے لئے مقرر کر دیا جائے۔ پھر انتخابات بھی ہوتے ہیں، عہدے بدلتے بھی رہتے ہیں تو ہر ایک کو اپنے ذہن میں یہ سوچ رکھنی چاہیے کہ جب بھی وہ عہدیدار بنیں گے وہ ایک خادم کے طور پر خدمت کرنے کے لئے بنیں گے۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ عہدیدار بدلے بھی جاتے ہیں۔ خلیفۂ وقت خود بھی اپنی مرضی سے بعض عہدوں کو تبدیل کر دیتے ہیں۔

تو بہرحال نئے آنے والے شامل ہوتے ہیں اور نئے آنے والوں کی بھی یہی سوچ ہونی چاہیے اور اگر بنیادی ٹریننگ ہوگی تو اس سوچ کے ساتھ جو عہدہ ملے گا ان کو کام کرنے کی سہولت بھی رہے گی۔ تو جیسا کہ میں نے کہا ہر شخص کو اس ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے کہ اس کو نظامِ جماعت کا احترام کرنا ہے اور دوسروں میں بھی یہ احترام پیدا کرنا ہے تو خلیفۂ وقت کی تسلی بھی ہوگی کہ ہاں ہر جگہ کام کرنے والے کارکنان نظام کو سمجھنے والے کارکنان، کامل اطاعت کرنے والے کارکنان میسر آ سکتے ہیں۔ تو بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ اصل کام نظام جماعت کا احترام قائم کرنا ہے اور اس کو صحیح خطوط پر چلانا ہے۔ تو اس کے لئے عہدیداران کو، کارکنان کو دو طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ایک تو وہ ہیں جو جماعت کے عام ممبر ہیں، جتنے زیادہ یہ مضبوط ہوں گے جتنا زیادہ ہر شخص کا نظام سے تعلق ہوگا، جتنی زیادہ ان میں اطاعت ہوگی۔ جتنی زیادہ قربانی کا ان میں مادہ ہوگا اتنا ہی زیادہ نظامِ جماعت مضبوط ہوگا اور یہ چیزیں ان میں کس طرح پیدا کی جائیں؟ اس سلسلہ میں عہدیداران کے فرائض کیا ہیں؟

اس کا میں اوپر تذکرہ کر چکا ہوں۔ اگر وہ پیار، محبت کا سلوک رکھیں گے تو یہ باتیں لوگوں میں پیدا ہوتی

چلی جائیں گی اور یہی آپ کا گروہ ہے۔ جتنا زیادہ اس کا تعلق جماعت سے اور عہدیداران سے مضبوط ہوگا اتنا ہی زیادہ نظام جماعت بھی آرام سے اور بغیر کسی رکاوٹ کے چلے گا، اتنا زیادہ ہی ہم دنیا کو اپنا نمونہ دکھانے کے قابل ہوسکیں گے۔ اتنی ہی زیادہ ہمیں نظام جماعت کی پختگی نظر آئے گی۔ جتنا جتنا تعلق افرادِ جماعت اور عہدیداران میں ہوگا۔ اور پھر خلیفۂ وقت کی بھی تسلی ہوگی کہ جماعت ایسی مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکی ہے جن سے بوقتِ ضرورت مجھے کارکنان اور عہدیداران میسر آ سکتے ہیں۔ اگر کسی جگہ کچھ جماعتیں تو اعلیٰ معیار کی ہوں اور کچھ جماعتیں ابھی بہت پیچھے ہوں تو بہر حال یہ فکر کا مقام ہے۔

تو عہدیداران کو اپنے علاقے میں، اپنے ضلع میں یا اپنے ملک میں اس نہج پر جائزے لینے ہوں گے کہ کہیں کوئی کمی تو نظر نہیں آ رہی۔ اپنے کام کے طریق کا جائزہ لینا ہوگا۔ اپنی عاملہ کی مکمل Involvment کا یا مکمل ان کاموں میں شمولیت کا جائزہ لینا ہوگا۔ کہیں آپ نے عہدے صرف اس لئے تو نہیں رکھے ہوئے کہ عہدہ مل گیا ہے اور معذرت کرنا مناسب نہیں۔ اس لئے عہدہ رکھی رکھو اور اس سے جس طرح بھی کام چلتا ہے چلائے جاؤ۔ اس طرح تو جماعتی نظام کو نقصان پہنچ رہا ہوگا۔ اگر تو ایسی بات ہے تو یہ زیادہ معیوب بات ہے اور یہ زیادہ بڑا گناہ ہے بہ نسبت اس کے کہ عہدے سے معذرت کر دی جائے۔ اس لئے ایسے عہدیدار تو اس طرح جماعت کے نظام کو، جماعت کے وقار کو نقصان پہنچانے والے عہدیدار ہیں۔

عہدیداران دوسرے ماتحت عہدیداران یا کارکنان کا احترام کریں

دوسرے یہ ذمہ داری ہے عہدیداران کی وہ عام لوگوں سے ہٹ کر اپنے دوسرے برابر کے عہدیداروں یا ماتحت عہدیداران یا کارکنان کا احترام ہے۔ یہ کوئی دنیاوی عہدہ نہیں ہے۔ جس طرح میں پہلے بھی کہہ آیا ہوں کہ جو آپ کو مل گیا ہے اور کوئی سمجھ بیٹھے کہ اب سب طاقتوں کا مَیں مالک بن گیا ہوں۔ یہاں بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے امیر اپنی عاملہ کا احترام کریں، ان کی رائے کو وقعت دیں، اس پر غور کریں۔ اسی طرح اگر کوئی ماتحت بھی رائے دیتا ہے تو اس کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں، کم نظر سے نہ دیکھیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ مشورہ کریں تو ہم آپ تو بہت معمولی چیز ہیں۔ تو کسی کی رائے کو کبھی بھی تکبر کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے۔

اپنا ایک وقار عہدیدار کا ہونا چاہیے اور یہ نہیں کہ غصے میں مغضوب الغضب ہو کر ایک تو رائے کو رد کر دیا

اور (بیت الذکر) میں یا میٹنگ میں تو تکار بھی شروع ہو جائے یا گفتگو ایسے لہجے میں کی جائے جس سے کسی دوسرے عہدیدار کا یا کسی شخص کے بارے میں جس سے استخفاف کا پہلو نکلتا ہو کم نظر سے دیکھنے کا پہلو نکلتا ہو۔ تو ہمارے عہدیداران اور کارکنان کو تو انتہائی وسعتِ حوصلہ کا مظاہرہ کرنا چاہیے، کھلے دل سے تنقید بھی سننی چاہیے، برداشت بھی کرنی چاہیے اور پھر ادب کے دائرے میں رہ کر ہر شخص کی عزتِ نفس ہوتی ہے اس کا خیال رکھ کر دلیل سے جواب دینا چاہیے، یہ نہیں کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے اس پر عمل نہیں ہو رہا تو تم یہ ہو، تم وہ ہو۔ یہ بڑا غلط طریق ہے۔ عہدیدار کا مقام جماعت میں عہدیدار کا ہے خواہ وہ چھوٹا عہدیدار ہے یا بڑا عہدیدار ہے۔ پھر قطع نظر اس کے کسی کی خدمت کو لمبا عرصہ گزر گیا ہے یا کسی کی خدمت کو تھوڑا عرصہ گزر رہا ہے۔ اگر کم عمر والے سے یا عہدے میں اپنے سے کم درجے والے سے بھی ایسے رنگ میں کوئی گفتگو کرتا ہے جس سے سبکی کا پہلو نکلتا ہو تو گو دوسرا شخص اپنے وسعتِ حوصلہ کی وجہ سے یعنی جس سے تلخ کلامی کی گئی ہے وہ اپنی وسعت حوصلہ کی وجہ سے اطاعت کے جذبہ سے برداشت بھی کر لے ایسی بات، لیکن اگر ایسے عہدیدار کا معاملہ جو دوسرے عہدیداران یا کارکنان کا احترام نہیں کرتے میرے سامنے آیا تو قطع نظر اس کے کہ کتنا سینئر ہے اس کے خلاف بہرحال کارروائی ہوگی، تحقیق ہوگی۔ اس لئے آپس میں ایک دوسرے کا احترام کرنا بھی سیکھیں اور مشورے لینا اور مشوروں میں ان کو اہمیت دینا اگر کوئی اچھا مشورہ ہے تو ضروری نہیں کہ چونکہ میں بڑا ہوں اس لئے میرا مشورہ ہی اچھا ہو سکتا ہے اور چھوٹے کا مشورہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ اس کو بہرحال وقعت کی نظر سے دیکھنا چاہیے اس کو کوئی وزن دینا چاہیے۔

قضا کے بارہ میں

پھر ہمارے ہاں قضا کا ایک نظام ہے۔ مقامی سطح پر بھی اور مرکزی سطح پر بھی، جماعتوں میں بھی۔ تو قضا کے معاملات بھی ایسے ہیں جن میں ہر قاضی کو خالی الذہن ہو کر دعا کر کے پھر معاملہ کو شروع کرنا چاہیے۔ کبھی کسی بھی فریق کو یہ احساس نہیں ہونا چاہیے کہ قاضی نے دوسرے فریق کی بات زیادہ توجہ سے سن لی ہے یا فیصلے میں میرے نکات پوری طرح زیرِ غور نہیں لایا اور دوسرے کی طرف زیادہ توجہ رہی ہے۔ گو جس کے خلاف فیصلہ ہو عموماً اس کو شکوہ تو ہوتا ہی ہے۔ لیکن قاضی کا اپنا معاملہ پوری طرح صاف ہونا چاہیے۔

حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی حاکم سوچ سمجھ کر پوری تحقیق کے بعد فیصلہ کرے، اگر اس کا فیصلہ صحیح ہے تو اسے دو ثواب ملیں گے اور اگر باوجود کوشش کے اس سے غلط فیصلہ ہو

گیا تو اسے ایک ثواب اپنی کوشش اور نیک نیتی کا بہر حال ملے گا۔
(بخاری کتاب الاعتصام باب اجر الحاکم اذا اجتھد فاصاب او اخطا)

فیصلہ کرنے کا صحیح اصول

پھر حضرت معاذؓ بن جبل کے کچھ ساتھی جو حمص کے رہنے والے تھے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا قاضی مقرر کر کے بھیجا تو معاذ سے پوچھا کہ:-
جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہو تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ معاذؓ نے عرض کیا کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، یعنی قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ نے پوچھا اگر کتاب اللہ میں وضاحت نہ ملے تو پھر کیا کرو گے۔ معاذ نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ کے رسول کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ نہ سنت میں کوئی ہدایت پاؤ نہ کتاب اللہ میں تو پھر کیا کرو گے؟ تو معاذ نے عرض کی کہ اس صورت میں غور و فکر کر کے اپنی رائے سے فیصلہ کرنے کی کوشش کروں گا اور اس میں کسی سستی اور غفلت سے کام نہیں لوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر معاذ کے سینے پر شاباش دینے کیلئے ہاتھ مار کر فرمایا۔ الحمدللہ! خدا کا شکر ہے کہ اس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو یہ توفیق دی اور وہ صحیح طریق کار سمجھا جو اللہ کے رسول کو پسند ہے۔　(ابوداؤد کتاب الاقضیۃ، باب اجتھاد الرای فی القضاء)

تو یہ ہے اصول فیصلہ کرنے کا کہ قرآن سے راہنمائی لی جائے۔ پھر سنت سے راہنمائی لی جائے۔ اگر خلفاء کے ارشادات ہیں اس بارے میں، ان سے راہنمائی لی جائے۔ پھر اگر کہیں سے بھی اس مخصوص امر کے لئے راہنمائی نہ ملے تو دعا کرتے ہوئے اللہ کے حضور جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے کسی بات کا فیصلہ کیا جائے، جو بھی مقدمہ قاضیوں کے سامنے پیش ہو۔ ان کا فیصلہ کیا جائے۔ اب تو تقریباً تمام معاملات میں اصولی قواعد مرتب ہیں قاضیوں کو مل بھی جاتے ہیں۔ فقہی مسائل یا مسئلے بھی چھپے ہوئے موجود ہیں تو ان کی روشنی میں تمام فیصلے ہونے چاہئیں۔

حضرت عمرؓ کا ایک خط جو انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا تھا۔

حضرت سعید بن ابو بردہ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ بن الخطاب کا ایک خط نکالا جو انہوں نے اپنے ایک والی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا تھا۔ یہ روایت ہے اس کا مضمون یہ تھا قضا ایک محکم اور پختہ دینی فریضہ ہے

اور واجب الاتباع سنت ہے۔ جب کوئی مقدمہ یا کیس آپ کے سامنے پیش ہو تو معاملے کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ صرف حق بات کہنا اور اس کے نفاذ کی کوشش نہ کرنا بے فائدہ ہے۔ کیا بلحاظ مجلس، کیا بلحاظ توجہ اور کیا بلحاظ عدل وانصاف، سب لوگوں کے درمیان مساوات قائم رکھو۔ سب سے ایک جیسا سلوک کرو تا کہ کوئی بااثر تم سے ظلم کروانے کی امید نہ رکھے اور کسی کمزور کو تیرے ظلم وجور کا ڈر اور اندیشہ نہ ہو اور ثبوت پیش کرنا مدعی کا فرض ہے اور قسم منکر مدعا علیہ پر آئے گی۔

مسلمانوں کے درمیان مصالحت کروانے کی کوشش کرنا اچھی بات ہے۔ ہاں ایسی صلح کی اجازت نہیں ہونی چاہیے جس کی وجہ سے حرام حلال بن رہا ہو اور حلال حرام۔ یعنی خلاف شریعت صلح جائز نہ ہوگی۔ اگر تم کوئی فیصلہ کرو اور پھر غور وفکر کے بعد اللہ کی ہدایت سے دیکھو کہ فیصلے میں غلطی ہوگئی ہے صحیح فیصلہ اَور طرح ہے تو اپنا کل کا فیصلہ واپس لینے اور اسے منسوخ کرنے میں ذرہ برابر ہچکچاہٹ محسوس یا شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے کیونکہ حق اور عدل ایک عظیم صداقت ہے اور حق اور سچ کو کوئی چیز باطل اور غلط نہیں بنا سکتی ہے۔ اس لئے حق کی طرف لوٹ جانا اور حق کو تسلیم کر لینا باطل میں پھنسے رہنے اور غلط بات پر مصر رہنے سے کہیں بہتر ہے۔ جو بات تیرے دل میں کھٹکے اور قرآن وسنت میں اس کے بارے میں کوئی وضاحت نہ ہو۔ تو اس کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو اور اس کی مثالیں تلاش کرو، اس سے ملتی جلتی صورتوں پر غور کرو۔ پھر اس پر قیاس کرتے ہوئے کوئی فیصلہ کرنے کی کوشش کرو اور جو پہلو اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ لگے اور حق اور سچ کے زیادہ مشابہ نظر آئے اسے اختیار کرو۔ مدعی کو ثبوت پیش کرنے کے لئے مناسب تاریخ اور وقت دو تا کہ وہ اپنے دعویٰ کے حق میں ثبوت اکٹھے کر سکے۔ اگر مقررہ تاریخ پر وہ ثبوت اور بیّنہ پیش کر سکے فبہا ورنہ اس کے خلاف فیصلہ سنا دو۔ یہ طریق اندھے پن دور کرنے والا ہے اور بے خبری کے اندھیرے کو روشن کرنے والا یعنی اس سے الجھا ہوا معاملہ سلجھ جائے گا۔ اور ہر قسم کے عذر واعتراض کا مؤثر جواب ہوگا۔ سب مسلمان برابر شاہد عادل ہیں۔ ایک دوسرے کے حق میں اور ایک دوسرے کے خلاف گواہی دے سکتے ہیں اور ان گواہیوں کے مطابق فیصلہ ہوگا سوائے اس کے کہ کسی کو حد کی سزا مل چکی ہو یا اس کی جھوٹی شہادت دینے کا تجربہ ہو چکا ہو یا قرابت کے دعویٰ میں اس پر کوئی تہمت لگی ہو یا اس کا اصل رشتہ کسی اور شخص یا قوم سے ہو اور دعویٰ کسی اور کے رشتہ دار ہونے کا کرے یعنی حسب ونسب کے دعویٰ میں جھوٹا ہو ایسے خفیف حرکت شخص کے سچا ہونے پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ باقی سب مسلمان گواہ بننے کے اہل ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں۔ کیونکہ کسی کے دل میں کیا ہے۔ اصل راز

اور سچائی کیا ہے۔ اسے اللہ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اگر کوئی غلط بیانی کرے گا تو خدا اس کو اس کی سزا دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بینات اور گواہیوں کے ذریعہ معاملات نپٹانے کا مکلّف بنایا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تنگ پڑنے سے بچو۔ جلد گھبرا جانے اور لوگوں سے تکلیف اور دکھ محسوس کرنے اور فریقین مقدمہ سے تنفر اور اجنبی پن سے کبھی پیش نہ آؤ۔ حق اور سچ معلوم کرنے کے مواقع میں اس طرزِ عمل سے بچنا اور حق شناسی کی صحیح کوشش کرنا۔ اللہ اس کا ضرور اجر دے گا اور ایسے شخص کو نیک شہرت بخشے گا جو شخص اللہ کی خاطر خلوص نیت اختیار کرے گا۔ اللہ اُسے لوگوں کے شر سے بچائے گا اور جو شخص محض بناوٹ اور تصنع سے اپنے آپ کو اچھا ظاہر کرنے کی کوشش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کبھی نہ کبھی اس کا راز فاش کر دے گا اور اس کی رسوائی کے سامان پیدا کر دے گا۔

(سنن دارقطنی کتاب الاقضیہ والاحکام)

عہدیداران کے متعلق عمومی ہدایات

اس کے علاوہ عہدیداران کے متعلق بعض عمومی باتیں بھی ہیں ان کا میں ذکر کر دیتا ہوں۔ اللہ کے فضل سے جماعت میں عموماً عہدے کی خواہش کا اظہار کوئی نہیں کرتا اور جب عہدہ مل جاتا ہے تو خوف پیدا ہوتا ہے کہ میں ادا بھی کر سکتا ہوں یا نہیں۔ لیکن بعض سر پھرے بھی ہوتے ہیں۔ خط لکھ دیتے ہیں۔ ہمارے ضلع میں صحیح کام نہیں ہو رہا۔ لکھنے والا لکھتا ہے گو میں جانتا ہوں کہ عہدے کی خواہش کرنا مناسب نہیں لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اگر میرے سپرد امارت یا فلاں عہدہ کر دیا جائے تو میں چھ مہینے یا سال میں اصلاح کر سکتا ہوں، تبدیلیاں پیدا کر دوں گا۔ تو بعض ایسے سر پھرے ہوتے ہیں جو کھل کر لکھ دیتے ہیں اور بعض بڑی ہوشیاری سے یہی مدعا بیان کر رہے ہوتے ہیں۔

تو ان پر مَیں یہ واضح کر دوں کہ ہمارے نظام میں، جماعت احمدیہ کے نظام میں اگر کسی انتخاب کے وقت کسی کا نام پیش ہو جائے تو وہ اپنے آپ کو ووٹ دینے کا حق بھی نہیں رکھتا۔ اپنے آپ کو ووٹ دینا بھی اس بات کا اظہار ہے کہ میں اس عہدے کا حق دار ہوں۔ ایسے لوگوں کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہیے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میرے ساتھ میرے دو چچا زاد بھائی تھے۔ ان میں سے ایک بولا۔ یا رسول اللہ! ہم کو ان ملکوں میں سے کسی ملک کا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیے ہیں امیر مقرر کر دیجیے اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا تو آپؐ نے فرمایا:۔

''اللہ کی قسم! ہم ولایت کی خدمت اس کے سپرد نہیں کرتے جو اس کی درخواست کرے یا اس کی حرص کرے''۔ (مسلم کتاب الامارۃ، باب النھی عن طلب الامارۃ والحرص علیھا)

پھر عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

''اے عبدالرحمٰن! عہدہ اور حکومت کی درخواست مت کر۔ کیونکہ اگر درخواست سے تجھ کو (عہدہ یا حکومت) ملے تو اس کا بوجھ تجھ پر ہوگا اور اگر بغیر سوال کے ملے تو خدا تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہوگی''۔ (مسلم کتاب الامارۃ، باب النھی عن طلب الامارۃ والحرص علیھا)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

''بعض لوگوں کو یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اس قسم کے عہدے لینے کے لئے مجالس میں شامل ہوتے ہیں ایسے لوگ لعنت ہوتے ہیں اپنی قوم کے لئے، اور لعنت ہوتے ہیں اپنے نفس کیلئے۔ وہ وہی ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ O الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ O الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ O (الماعون ۵ تا ۷)۔ ریا ہی ریا ان میں ہوتی ہے کام کرنے کا شوق ان میں نہیں ہوتا......''۔ (مشعل راہ جلد اول صفحہ ۲۰۔۲۱)

پھر حضرت مصلح موعود نے کارکنان کو ہدایات دیتے ہوئے ایک جگہ فرمایا کہ:-

''کارکنان کو چاہیے کہ تندہی سے کام کریں۔ یہ خواہش کہ ہمارا نام ونمود ہو۔ ایسا خیال ہے جو خراب کرتا ہے۔ اس خیال کے ماتحت بہت لوگ خراب ہو گئے ہیں، ہوتے ہیں، ہوتے رہیں گے۔ تم اللہ سے ڈرو اور اسی سے خوف کرو۔ اور اس بات کو مدنظر رکھو کہ اس کا کام کر کے اس سے انعام کے طالب ہو...... اور لوگوں سے مدح اور تعریف نہ چاہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں میں للّٰہیت پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور مجھ پر بھی رحم کرے۔ آمین''

(خطبات محمود جلد ۷ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۴۳۳)

پھر آپ نے فرمایا کہ:-

''افسران سلسلہ کو مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ خصوصیت سے اپنے اخلاق درست کریں۔ اگر ضدی لوگ آ جائیں تو ان کو بھی محبت اور پیار سے سمجھانے کی کوشش کیا کریں اور پوری محنت اور اخلاص سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس امر کی طرف خدا تعالیٰ نے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا

وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا میں اشارہ کیا اور بتایا ہے کہ مومن جب کام میں مشغول ہوتا ہے تو وہ ہمہ تن اس میں مستغرق ہوتا اور مشکلات پر قابو پا لیتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر مخالفین کی طرف سے اعتراض بھی ہو تو دعاؤں سے اس کا ازالہ کرنا چاہیے اور اعتراضات سے کبھی گھبرانا نہیں چاہیے۔''

(خطبات محمود جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۷)

پھر آپ نے عہدیداران کو فرمایا کہ:-

''امراء اور پریذیڈنٹ اپنی اپنی جماعتوں میں قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا درس دیں۔ یہ محض وعظ نہیں ہوگا کیونکہ یہ اپنے اندر مشاہدہ رکھتا ہے قرآن کریم وعظ نہیں بلکہ وہ مشاہدات پر حاوی ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب مشاہدات پر مبنی اور مشاہدات پر حاوی ہیں۔ ایک عام واعظ تو یہ کہتا ہے کہ قرآن کریم میں اور احادیث میں یہ لکھا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے انبیاء یہ نہیں کہتے کہ فلاں جگہ یہ لکھا ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل پر یہ لکھا ہے۔ ہماری زبان پر یہ لکھا ہے۔ ان کا وعظ ان کی سوانح عمری ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی کتب پڑھنے سے واعظ والا اثر انسان پر نہیں پڑتا بلکہ مشاہدہ والا اثر پڑتا ہے۔ جس طرح دعا نماز کا مغز ہے اسی طرح انبیاء کی کتب میں نصیحت کا مغز ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ اور اس کے انبیاء کے کلام میں پایا جاتا ہے۔'' (خطبات محمود جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۳۔۲۸۴)

تو یہ درس کی طرف بھی بہت توجہ دینی چاہیے۔ یہ بھی تربیت کا حصہ ہے، اپنی بھی اور جماعت کی بھی۔

پھر آخر میں خلاصۃً دوبارہ بیان کر دیتا ہوں کہ جو باتیں میں نے کہی ہیں عہدیداران کے لئے اور یہ خلفائے سلسلہ کہتے چلے آئے ہیں پہلے بھی۔ لیکن ایک عرصہ گزرنے کے بعد بعض باتیں یاد نہیں رہتیں یا نئے آنے والے عہدیداران ہوتے ہیں جو نہیں سمجھ رہے ہوتے صحیح طرح۔ اس لئے بار بار یاددہانی کروانی پڑتی ہے۔ تو خلاصۃً یہ باتیں ہیں:

(1)...... عہدیداران پر خود بھی لازم ہے کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں اور اپنے سے بالا افسر یا عہدیدار کی مکمل اطاعت اور عزت کریں۔ اگر یہ کریں گے تو آپ کے نیچے جو لوگ ہیں افراد جماعت ہوں یا کارکنان ہوں آپ کی مکمل اطاعت اور عزت کریں گے۔

(2)...... یہ ذہن میں رکھیں کہ لوگوں سے نرمی سے پیش آنا ہے۔ ان کے دل جیتنے ہیں۔ ان کی خوشی غمی

میں ان کے کام آنا ہے۔ اگر آپ یہ فطری تقاضے پورے نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عہدیدار کے دل میں تکبر پایا جاتا ہے۔

(3)......امراء اور عہدیداران یا مرکزی کارکنان یہ دعا کریں کہ ان کے ماتحت یا جن کا ان کو نگران بنایا گیا ہے شریف النفس ہوں۔ جماعت کی اطاعت کی روح ان میں ہو اور نظام جماعت کا احترام ان میں ہو۔

(4)......کبھی کسی فرد جماعت سے کسی معاملہ میں امتیازی سلوک نہ کریں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ بعض لوگ بڑے ٹیڑھے ہوتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ امراء کے، عہدیداران کے یا نظام جماعت کے ناک میں دم کیا ہوتا ہے ایسے لوگوں نے۔ لیکن پھر بھی ان کی بدتمیزیوں کو جس حد تک برداشت کر سکتے ہیں کریں اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر کسی قسم کا شکوہ نہ کریں۔ بدلہ لینے کا خیال بھی کبھی دل میں نہ آئے۔ ان کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔

(5)......پھر یہ کہ نظام جماعت کا استحکام اور حفاظت سب سے مقدم رہنا چاہیے اور اس کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ پھر کبھی اپنے گرد جی حضوری کرنے والے یا خوشامد کرنے والے لوگوں کو اکٹھا نہ ہونے دیں۔ جن عہدیداران پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ پھر ایسے عہدیداران سے انصاف کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ایسے عہدیدار پھر ان لوگوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن جاتے ہیں۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کی تلقین فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بُرے مشیر میرے اردگرد اکٹھے نہ کرے۔

(6)......پھر یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے جیسا کہ میں بیان بھی کر چکا ہوں کہ جہاں نظامِ جماعت کے تقدس پر حرف نہ آتا ہو۔ عفو اور احسان کا سلوک کریں۔ ان کے لئے مغفرت مانگیں جو ان کی اصلاح کا موجب بنے۔ یہ تو عہدیداران کے لئے ہے۔

لیکن آخر میں مَیں پھر احباب جماعت کے لئے ایک فقرہ کہہ دیتا ہوں کہ آپ پر بھی جو عہدیدار نہیں ہیں ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے وہ یہ ہے کہ **آپ کا کام صرف اطاعت، اطاعت اور اطاعت ہے اور ساتھ دعا کرنا ہے** اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک خصوصی دعا کی تحریک

آخر میں مَیں ایک دعا کی بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ بنگلہ دیش کے حالات کافی Tense ہیں بڑے

عرصہ سے، بڑے خراب ہیں اور آج بھی مخالفین نے بڑی دھمکیاں دی ہوئی ہیں۔ (بیوت الذکر) پر حملے کرنے کی۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح سے محفوظ رکھے۔ جماعت کو ہر شر سے بچائے اور درس کے دوران بھی میں نے دعا کی ایک تحریک کی تھی۔ اب دوبارہ کرتا ہوں۔ یہ دعا خاص طور پہ اور دعاؤں کے ساتھ یہ بھی ضرور کیا کریں اور جیسا کہ میں نے کہا تھا ہر نئی خلافت کے بعد اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور وہ دعا یہ ہے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو خواب کے ذریعہ سے اللہ نے سکھائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خواب میں آئے تھے اور کہا تھا کہ یہ دعا جماعت پڑھے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُO

(آل عمران:۹)

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے۔ بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

یہ دعا بہت کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 30 جنوری تا 5 فروری 2004ء)
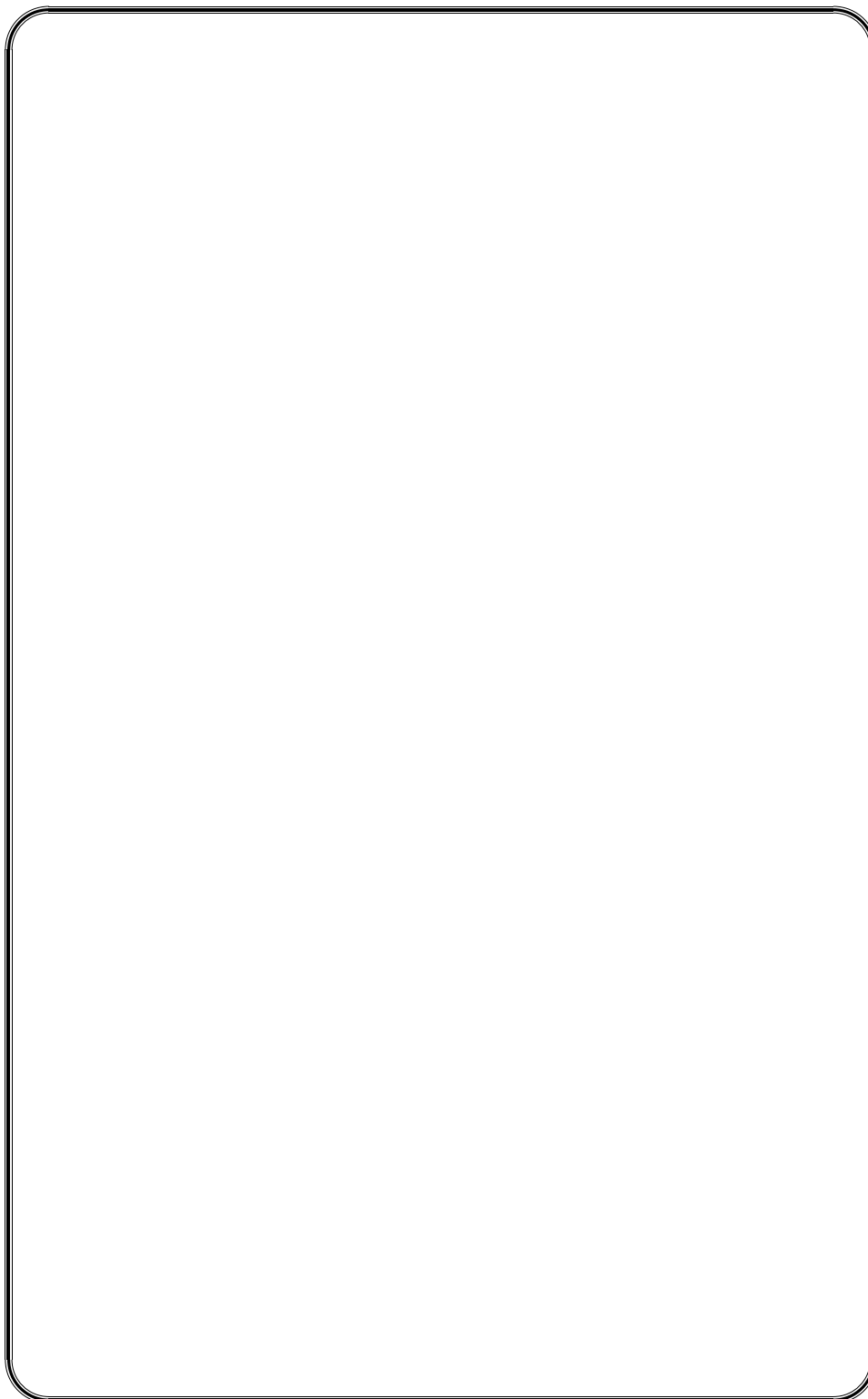
خطبہ جمعہ فرمودہ 28 نومبر 2003ء سے اقتباس

- جہاں احمدی آبادیاں ہیں (بیوت الذکر) کو آباد رکھنے کی کوشش کریں
- چاہیے کہ ہم سب مل کر دعائیں کریں

بیوت الذکر کو آباد رکھنے کی کوشش کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا:۔

''رمضان میں جس طرح دعاؤں کی توفیق ملی اس معیار کو قائم رکھیں تو کوئی چیز سامنے نہیں ٹھہر سکے گی۔ بہت سے باہر سے ربوہ جانے والوں نے بتایا اور لکھا کہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے عبادت کرنے والوں سے بھری پڑی تھیں اور یہی حال دنیا میں ہر جگہ تھا یہاں بھی آپ نے دیکھا تو (بیوت الذکر) کی آباد کاری کا یہ انتظام اگر جاری رہے گا، اس میں سستی نہیں آئے گی۔ اب اس میں صرف ربوہ ہی نہیں بلکہ جہاں جہاں احمدی آبادیاں ہیں، اپنی (بیوت الذکر) کو آباد رکھنے کی کوشش کریں گی۔ اور ہماری (بیوت الذکر) تنگ پڑنی شروع ہو جائیں گی۔ اتنی حاضری ہوگی کہ ہر بچہ، ہر بوڑھا، ہر جوان نمازوں کے دوران (بیت الذکر) کی طرف جائے گا۔ تو یہ کیفیت جب ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ہماری دعاؤں کو بہت سنے گا۔

اسی طرح گھروں میں بھی خواتین نمازوں اور عبادات کا خاص اہتمام کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کس طرح مدد کو آتا ہے۔ اسی طرح جب ہم سب مل کر دعائیں کریں گے، اللہ کے حضور جھکیں گے، عبادات بجالانے کی کوشش کریں گے تو اس کی مثال اس تیز بہاؤ والے پانی کی طرح ہی ہے جب پہاڑی راستوں سے گزرتا ہوا جہاں دریا کا پاٹ تنگ ہوتا ہے یہ پانی گذر رہا ہوتا ہے تو اپنے راستے میں آنے والے پتھروں کو بھی کاٹ رہا ہوتا ہے اور انہیں بعض اوقات بہا بھی لے جاتا اور بڑے بڑے شہتیروں کے بھی ٹکڑے کر رہا ہوتا ہے۔ اس کی اتنی تیز رفتار ہوتی ہے کہ اس کے سامنے کوئی ٹھہر نہیں سکتا۔ تو جب مل کر سب دعائیں کریں گے۔ اکٹھا کر کے جب دعائیں ہو رہی ہوں گی ساروں کی، ایک طرف بہاؤ ہو رہا ہوگا تو اس دریا کے پانی کی طرح اس کے سامنے جو بھی چیز آئے گی خس و خاشاک کی طرح اُڑ جائے گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مستقل مزاجی اور باقاعدگی سے اس طرف توجہ رہے۔ رمضان گذر جانے کے بعد ہم ڈھیلے نہ پڑ جائیں، ہماری (بیوت الذکر) ویران نہ نظر آنے لگیں۔'' (الفضل انٹرنیشنل لنڈن 23 تا 29 جنوری 2004ء ص 6)

خطبہ جمعہ فرمودہ 12 دسمبر 2003ء سے اقتباس

- انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے بچیں
- کاروبار اور لین دین کے معاملات میں دیانت داری سے کام لیں
- شیطانی خیالات اور اعمال سے بچنے کی جامع دعا
- کارکنان اور عہدیداران کے نقائص تلاش نہ کریں
- غلط افکار اور عریاں فلموں سے بچیں

✵

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے بچیں

انٹرنیٹ کی مثال میں کئی دفعہ پہلے دے چکا ہوں۔کئی گھر اس کی وجہ سے برباد ہوئے۔تو اللہ تعالیٰ کی حدود سے جب تجاوز کریں گے،احکامات پرعمل نہیں کریں گےتو لازماً شیطان حملہ کرے گا۔

کاروبار اور لین دین کے معاملات میں دیانت داری سے کام لیں

پھر بے شمار برائیاں جو شیطان بہت خوبصورت کر کے دکھار ہا ہوتا ہے۔اور جن سے اللہ کے فضل کے بغیر بچنا ممکن نہیں۔مثلاً ایک اچھا بھلا شخص جو بظاہر اچھا بھلا لگتا ہے،کبھی کبھار (بیت الذکر) میں بھی آجا تا ہے،جمعوں میں بھی آتا ہوگا،چندے بھی کچھ نہ کچھ دیتا ہےلیکن اگر کاروبار میں منافع کمانے کے لئے دھوکہ دیتا ہےتو وہ شیطان کے قدموں کے پیچھے چل رہا ہےاور شیطان اس کومختلف حیلوں بہانوں سے لالچ دے رہا ہے کہ آج کل کاروبار کا یہی طریق ہے۔اگر تم نے اس پرعمل نہ کیا تو نقصان اٹھاؤ گےاور وہ اس کہنے میں آ کر،ان خیالات میں پڑ کر،اس لالچ میں دھنستا چلا جاتا ہےاور آہستہ آہستہ جوتھوڑی بہت نیکیاں بجالا رہا ہوتا ہے وہ بھی ختم ہو جاتی ہیں اور مکمل طور پر دنیا داری اسے گھیر لیتی ہے۔اور ایسے لوگ یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ شاید اب یہی ہے ہماری زندگی۔شاید اب موت بھی نہیں آنی اور ہمیشہ اسی طرح ہم نے رہنا ہے۔اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے حاضر نہیں ہونا۔تو ایسے طریقے سے شیطان ایسے لوگوں کو اپنے قبضے میں لیتا (ہے) کہ بالکل عقل ہی ماری جاتی ہے۔......

ایک دعا کی خصوصی ہدایت

بعض چھوٹی چھوٹی بیماریاں جو ہیں ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے۔مثلاً

کوئی جماعتی عہدیدار ہے، کارکن ہے یا کوئی شخص دنیاوی انتظامیہ میں ہے کہ عام روزمرہ کے تعلق والا بنا اور سب سے بڑی نعمت جو تو نے ہمیں دی ہے وہ ایمان کی نعمت ہے، ہمیشہ ہمیں اس پر قائم رکھ، کبھی ہم اس سے دور جانے والے نہ ہوں۔ اور دعا پڑھتے رہیں۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ○　(آل عمران:۹)

اگر دعا کی طرف توجہ نہیں ہوگی تو شیطان مختلف طریقوں سے، مختلف راستوں سے آکر ورغلاتا رہے گا اور اس سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے بغیر نہیں بچا جا سکتا۔ جیسے کہ مَیں پہلے بیان کرتا آرہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہی بات کرتا ہے جو پیشگی اس سے دعائیں مانگے اور جس پر اس کی رحمت ہو۔ اور یہ رحمت اس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے۔......

کارکنان اور عہدیداران کے نقائص تلاش نہ کریں

کوئی شخص اپنے زور بازو سے کبھی بھی پاک صاف نہیں ہو سکتا۔ اور واسطوں میں ہوتا ہے کہ اگر کسی کی کوئی خدمت کرنے کا موقع مل جائے، کسی کام پر مقرر کر دیا جائے تو مقرر ہونے کے بعد اپنے سے پہلے عہدیدار یا کارکن کے متعلق نقائص نکالنے شروع کر دے کہ دیکھو یہ کام مَیں نے کیسے اعلیٰ رنگ میں کر لیا ہے جب کہ مجھ سے پہلے عہدیدار یا کارکن سے ہو ہی نہیں سکا یا اس میں اتنی لیاقت ہی نہیں تھی کہ وہ کر سکتا۔ جب کہ صحیح طریق تو یہ ہے کہ اگر کام ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے مجھے یہ توفیق دی کہ یہ کام میرے ذریعہ سے ہو گیا ہے۔ اور یہ دعا کرے کہ اے اللہ! اب اس وجہ سے میرے دل میں کوئی بڑائی نہ آنے دینا اور میری اصلاح کر دینا۔ تو اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جو روزمرّہ ہوتے رہتے ہیں۔ تو انسان کو ہمیشہ یہ مدّنظر رکھنا چاہیے ورنہ شیطان کے راستے پر چل کر کم از کم جو اچھا کام بھی ہوا ہو، ان کاموں کو مکمل کرنے کے بعد یونہی اپنی نیکی کا اظہار کرنے کے بعد کہ دیکھو مَیں نے یہ کر دیا، وہ کر دیا، اپنی نیکی کو برباد کرنے والی بات ہے۔

غلط افکار اور عریاں فلموں سے بچیں

جب اس نہج پر اپنی اصلاح کی کوشش کرتا ہے تو یہی سلامتی کا راستہ ہے۔ انسان کی بچت اسی میں ہے کہ

سلامتی کے راستے تلاش کرے۔ ورنہ پھر جیسا کہ فرمایا کہ تم روشنی سے اندھیروں کی طرف جاؤ گے۔ اور یہ شیطان کا رستہ ہے، روشنی سے اندھیروں کی طرف جانا ہے۔ اس لئے شیطان سے پناہ مانگتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو اور یہ دعا کرو کہ اے اللہ! ہمیں اندھیروں سے نجات دے کر نور کی طرف لے جا اور ہر قسم کی فواحش سے ہمیں بچا۔ چاہے وہ ظاہری ہوں، چاہے وہ باطنی ہوں۔ اور ظاہری سے تو پھر بعض خوف ایسے ہوتے ہیں جو روکنے میں کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن چھپی ہوئی فواحش جو ہیں یہ ایسی ہیں جو بعض دفعہ انسان کو متاثر کرتے ہوئے بہت دور لے جاتی ہیں۔ مثلاً بعض دفعہ غلط نظارے ہیں، غلط فلمیں ہیں، بالکل عریاں فلمیں ہیں۔ اس قسم کی دوسری چیزوں کو دیکھ کر آنکھوں کے زنا میں مبتلا ہو رہا ہوتا ہے انسان۔ پھر خیالات کا زنا ہے، غلط قسم کی کتابیں پڑھنا یا سوچیں لے کر آنا۔ بعض ماحول ایسے ہیں کہ ان میں بیٹھ کر انسان اس قسم کی فحشاء میں دھنس رہا ہوتا ہے۔ پھر کانوں سے بے حیائی کی باتیں سننا۔ تو یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ اے اللہ! ہمارا عضو جو ہے اسے اپنے فضل سے پاک کر دے۔ اور ہمیشہ اسے پاک رکھ اور شیطان کے راستے پر چلنے والے نہ ہوں اور ہم سب کو شیطان کے راستے پر چلنے سے بچا۔

(الفضل انٹرنیشنل لنڈن 6 تا 12 فروری 2004ء ص 7)

خطبہ جمعہ فرمودہ 26 دسمبر 2003ء سے اقتباس

- عمومی زندگی میں تجسس سے بچیں
- بچپن سے خدام اور اطفال میں یہ عادت ڈالیں کہ کسی کی برائی نہ کریں
- غیبت اور ٹوہ لینے سے باز رہیں
- پہلے اپنی اصلاح کریں

✵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

بعض لوگ اس لئے تجسس کررہے ہوتے ہیں۔مثلاً عمومی زندگی میں لیتے ہیں، دفتروں میں کام کرنے والے، ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں، یا دوسری کام کی جگہ، کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے، اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں تا کہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں، ان کے منظورِ نظر ہو جائیں۔یا بعضوں کو یونہی بلا وجہ عادت ہوتی ہے، کسی سے بلا وجہ کا بیر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی برائیاں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں۔

تو یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل نہیں ہوگا، ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لئے، دنیاوی چیز کے لئے، ذرا سی باتوں کا مزا لینے کے لئے، اپنی جنت کو ضائع کرتا پھرے۔......

بعض لوگ صرف باتوں کا مزا لینے کے لئے ایسی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔شروع میں صرف سن رہے ہوتے ہیں اور ہنسی ٹھٹھے کی باتوں پر ہنس رہے ہوتے ہیں۔اور پھر آہستہ آہستہ عادت پڑ جاتی ہے، ایسی باتوں کی۔اور خود بھی ایسی باتوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔تو نوجوانوں کو خاص طور پر اس سے بچنا چاہیے۔شروع میں ہی بچپن سے ہی، اطفال میں بھی اور خدام میں بھی یہ عادت ڈالیں کہ کسی کی برائی نہیں کرنی۔......

الحمدللہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر بہت بڑی تعداد عورتوں کی اس بیماری سے پاک ہو گئی ہے۔اور اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہیں اور بعض تو دین کی خدمت کے معاملے میں اور اس جذبے میں مردوں سے بھی آگے ہیں لیکن ابھی بھی بعض دیہاتوں میں، بعض شہروں میں بھی جہاں عورتیں نہ دین کی خدمت کر رہی ہیں نہ کوئی اور اُن کو کام ہے، اس غیبت کی بیماری میں مبتلا ہیں۔

اسی طرح مردوں کی بھی شکایات آتی ہیں۔مجلسوں میں بیٹھ کر لوگوں کے متعلق بات کر رہے ہوتے

ہیں۔تو ایسے بھی مرد ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کو نکمے بیٹھنے کی عادت ہوتی ہے۔ایسے لوگوں کے بیوی بچے بچارے کما کر گھر کا خرچ چلا رہے ہوتے ہیں۔اور ایسے لوگوں کو شرم بھی نہیں آ رہی ہوتی۔ بہرحال یہ بیماری چاہے عورتوں میں ہو یا مردوں میں،اس سے بچنا چاہیے۔نظام جماعت کو بھی چاہیے خدام،لجنہ وغیرہ کو اس بارہ میں فعال ہونا چاہیے کیونکہ یہ بیماری دیہاتی،ان پڑھ اور فارغ عورتوں میں زیادہ ہے۔اس لئے لجنہ کو خاص طور پر دنیا میں ہر جگہ موثر لائحہ عمل اس کے لئے تجویز کرنا چاہیے۔پھر ان باتوں کے علاوہ جن کی نشاندہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے یہ بھی بیماری پیدا ہوگئی ہے کہ فارغ وقت میں اسی طرح لوگوں کے گھروں میں بے وقت چلی جاتی ہیں اور اگر کسی غریب نے اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھا ہوا ہے کہ اس طرح اندر گھستی ہیں گھروں میں کہ ان کے کچن تک میں چلی جاتی ہیں۔کھانوں کی ٹوہ لگاتی ہیں کہ کیا پکا ہے کیا نہیں پکا اور پھر بجائے ہمدردی کے یا ان کی مدد کرنے کے،یا کم از کم ان کے لئے دعا کرنے کے،مجلسوں میں باتیں کی جاتی ہیں کہ پیسے بچاتی ہے،سالن کی جگہ چٹنی بنائی ہوئی ہے یا پھر اتنا تھوڑا سالن ہے،یا فلاں تھا،یہ تھا،وہ تھا،کنجوس ہے یا جو بھی ہے وہ اپنا گھر چلا رہی ہے جس طرح بھی چلا رہی ہے تمہارا کیا کام ہے کہ کسی کے گھر کے اندر گھس کر اس کے عیب تلاش کرو۔اور پھر جب ایسے سفید پوش لوگوں کے گھروں میں بچیوں کے رشتے آتے ہیں تو پھر ایسی عورتیں Active ہو جاتی ہیں،بڑی فعال ہو جاتی ہیں اور جہاں سے کسی کا رشتہ یا پیغام آیا ہو وہاں پہنچ کر کہتی ہیں کہ ان کے گھر میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ وہاں سے تمہیں جہیز بھی نہیں مل سکتا۔اس لڑکی میں فلاں نقص ہے۔تو میں تمہیں بتاتی ہوں۔فلاں جگہ ایک اچھا رشتہ ہے،یہاں نہ کرو۔ وہاں کرو۔گو جماعت میں ایسے لوگوں کی تعداد انتہائی کم ہے۔معمولی ہے،پھر بھی فکر کی بات ہے کیونکہ جس معاشرہ میں ہم رہ رہے ہیں وہ ایسا ہی ہے اور یہ معاشرہ بہرحال اثر انداز ہوتا ہے اور یہ باتیں بڑھنے کا خطرہ ہے۔......

پہلے اپنی اصلاح کریں

آج بھی دیکھ لیں چغل خور یا دوسروں کی غیبت کرنے والے،بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے والے خود ان تمام برائیوں میں بلکہ ان سے بڑھ کر برائیوں میں مبتلا ہوتے ہیں جو وہ اپنے بھائی کے متعلق بیان کر رہے ہوتے ہیں۔اور پھر ان کی بے شرمی کی یہ بھی انتہاء ہے کہ ان کی برائیوں کا کھلے عام بعض لوگوں کو علم بھی ہوتا ہے پھر بھی ان کو شرم نہیں آ رہی ہوتی کہ ہم پہلے اپنی اصلاح کریں۔بجائے اس کے کہ اپنے بھائی کی برائیاں

کریں۔

سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ اگر صحیح درد ہے معاشرے کا، معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔صرف مزے لینے کے لئے اور لوگوں کی ٹانگیں کھینچنے کے لئے باتیں نہیں کہ ان کو لوگوں کی نظروں سے گراؤں، افسروں کی نظروں سے گراؤں اور اپنی پوزیشن بناؤں۔تو ایسے لوگ بھی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اس نصیحت پر عمل کرتے ہیں کہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو اپنے کسی ساتھی کے عیوب بیان کرنا چاہے تو پہلے ایک نظر اپنے عیوب پر ڈال لے'' (احیاء علوم الدین جلد ۳ ص ۱۷۷)

کسی کے عیب بیان کرنے سے پہلے اپنے عیبوں پر نظر ڈالو۔اسی بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں فرمایا کہ ؎

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

تو جب آپ اپنے عیب دیکھیں گے۔جو بہت دل گردے کا کام ہے بہت کم ہیں جو اپنے عیبوں پر اس طرح نظر رکھتے ہیں۔جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر آنا بہت مشکل ہوتا ہے۔اپنی بڑی سے بڑی برائی بھی نظر نہیں آتی۔اور وہ نظر آجائے گی تو بڑی اور چھوٹی برائیاں نظر آنا شروع ہو جائیں گی۔اور دوسروں کی برائیاں کرنے سے پہلے ایسا شخص سوچے گا اور پھر نیک نیت ہو کر پہلے اپنی اصلاح کی کوشش کرے گا، پھر اپنے دوست کی اصلاح کی کوشش کرے گا تا کہ حسین اور پاک معاشرہ قائم ہو جائے۔اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق دے کہ اپنے آپ پر نظر رکھیں۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 20 تا 26 فروری 2004ء ص 7)

جماعت احمدیہ برازیل کے دسویں جلسہ سالانہ 2003ء کے موقع پر خصوصی پیغام

- دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولادوں میں پیدا کریں۔
- اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ وہ ابھی سے دعاؤں کے عادی بن جائیں اور ان کے دلوں میں احمدیت اور خلافت کی محبت پیدا ہو جائے۔

پیارے احباب جماعت احمدیہ برازیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ برازیل اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت بنائے اور آپ سب جو للّٰہی سفر کر کے اس جلسہ کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں اللہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو ان جلسوں میں شامل ہونے والوں کیلئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہیں۔

اس موقع پر میں آپ سب افراد جماعت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان ایام کو ذکر الٰہی میں گزاریں۔ نوافل ادا کریں اور جس قدر ہو سکے دعائیں کریں اور خوب دعائیں کریں کیونکہ حقیقی پاکیزگی حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کیلئے خدا تعالیٰ نے جو طریق سکھلایا ہے وہ دعا ہی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ طریق تھا کہ جب لوگ آپ کی بیعت میں داخل ہوتے تو آپ ان کو تمام نصائح سے پہلے دعا کی تاکید فرماتے۔ پس میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں آپ کو اسی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ دعائیں کریں اور دعاؤں پر زور دیں۔ دعا بڑی دولت ہے اور طاقت ہے۔ اس سے دنیا میں روحانی انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ دعا ہی ہے۔ یہی دعا انسان کیلئے پناہ ہے۔

پس دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولادوں میں پیدا کریں۔ اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ وہ ابھی سے دعاؤں کے عادی بن جائیں اور ان کے دلوں میں (دین حق) احمدیت اور خلافت کی محبت پیدا ہو جائے۔

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آپ کا نگہبان ہو۔ میری طرف سے تمام احباب جماعت کو محبت بھرا السلام علیکم۔

والسلام
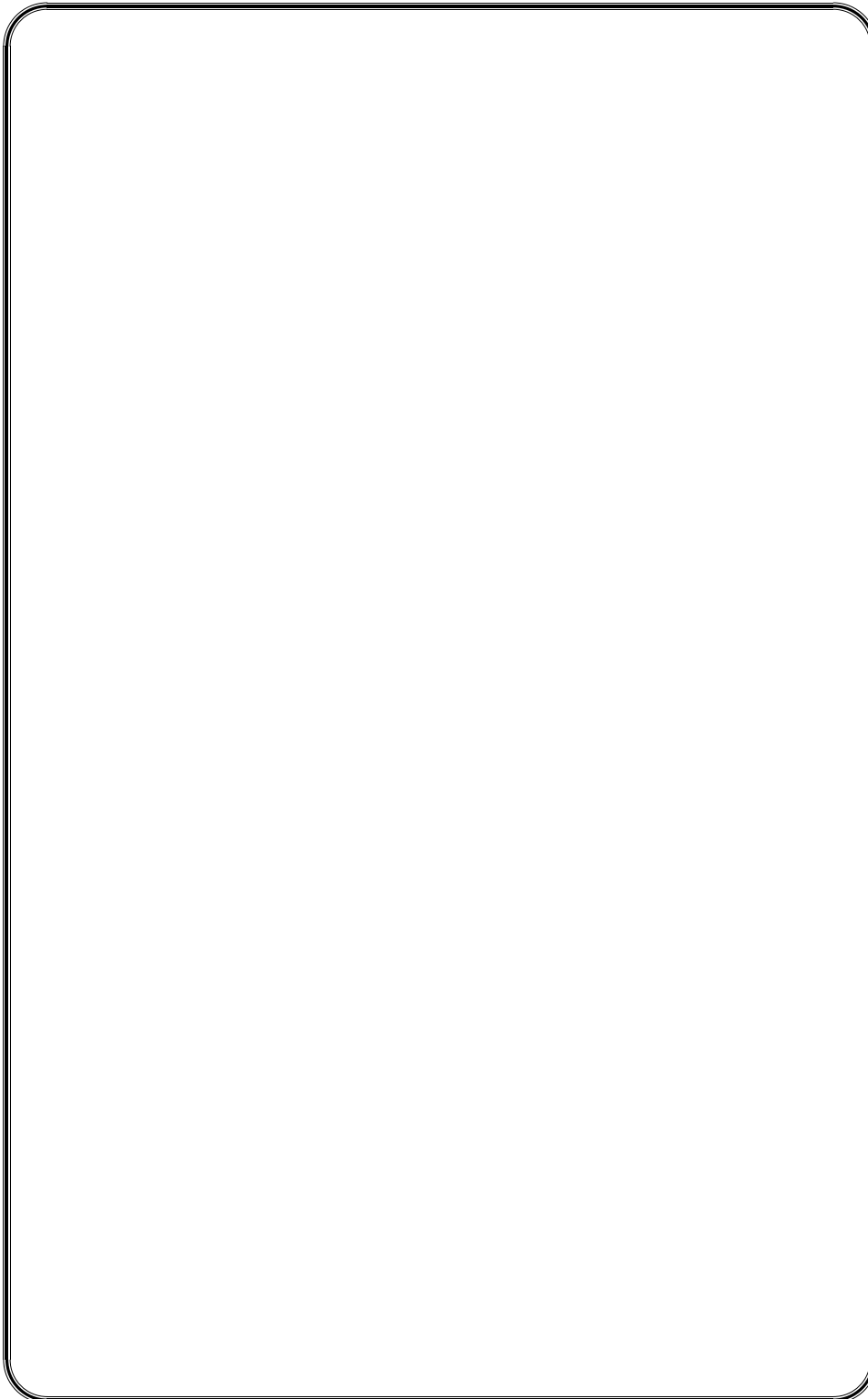
خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(الفضل انٹرنیشنل 8 تا 14 اگست 2003ء صفحہ 16)

خطبہ جمعہ فرمودہ 6 فروری 2004ء سے اقتباس

- جھوٹ ایک بہت بڑی برائی ہے۔اس کو چھوڑنے سے تمام قسم کی برائیاں چھٹ جاتی ہیں
- جو کام تم اللہ تعالیٰ کی خاطر کر رہے ہو اس میں ہمیشہ خلوص نیت ہونا چاہیے
- جماعتی عہدے جو تمہیں دئے جاتے ہیں انہیں نیک نیتی کے ساتھ بجالاؤ صرف عہدے رکھنے کی خواہش نہ رکھو
- عہدے کی وجہ سے تم یا تمہارے عزیز کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے والے نہ ہوں
- اپنے بھائیوں کے کام آؤ،ان کے حقوق ادا کرو
- احمدی کی پہچان تو یہ ہونی چاہیے کہ قرض اتارنے میں جلدی کریں
- مدد مانگنے والوں کو بھی عادت نہیں بنا لینی چاہیے
- شکایت کرنے کا درست انداز
- بغیر نام کے کوئی درخواست کوئی شکایت کبھی بھی قابل پذیرائی نہیں ہوتی

جھوٹ چھوڑنے سے تمام برائیاں چھٹ جاتی ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

''حدیث میں آتا ہے۔حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن میں جھوٹ اور خیانت کے سوا تمام بری عادتیں ہو سکتی ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

اب جھوٹ ایک بہت بڑی برائی ہے۔اس کو چھوڑنے سے تمام قسم کی برائیاں چھٹ جاتی ہیں۔تو یہاں یہ فرمایا کہ خیانت بھی جھوٹ کی طرح کی برائی ہے۔کیونکہ خائن ہمیشہ جھوٹا ہوگا۔اور جھوٹا ہمیشہ خائن ہوگا۔فرمایا کہ اصل میں تو یہ دو بڑی برائیاں ہیں اگر یہ نہ ہوں تو دوسری چھوٹی چھوٹی برائیاں ویسے ہی ختم ہو جاتی ہیں اور انسان خود بخود ان کو دور کر لیتا ہے۔

کام میں ہمیشہ خلوص نیت ہونا چاہیے

جو کام تم اللہ تعالیٰ کی خاطر کر رہے ہو اس میں ہمیشہ خلوص نیت ہونا چاہیے۔جماعتی عہدے جو تمہیں دئے جاتے ہیں انہیں نیک نیتی کے ساتھ بجالاؤ۔صرف عہدے رکھنے کی خواہش نہ رکھو بلکہ اس خدمت کا جو حق ہے وہ ادا کرو۔ایک تو خود اپنی پوری استعدادوں کے ساتھ اس خدمت کو سرانجام دو۔دوسرے اس عہدے کا صحیح استعمال بھی کرو۔یہ نہ ہو کہ تمہارے عزیزوں اور رشتہ داروں کے لئے اور اصول ہوں، ان سے نرمی کا سلوک ہو اور غیروں سے مختلف سلوک ہو، ان پر تمام قواعد لاگو ہو رہے ہوں۔ایسا کرنا بھی خیانت ہے۔

عہدے کی وجہ سے ناجائز فائدہ اٹھانے والے نہ ہوں

پھر اس عہدے کی وجہ سے تم یا تمہارے عزیز کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے والے نہ ہوں۔مثلاً یہ بھی ہوتا ہے کہ چندوں کی رقوم اکٹھی کرتے ہیں۔تو بہتر یہی ہے کہ ساتھ کے ساتھ جماعت کے اکاؤنٹ میں بھجوائی جاتی رہیں۔یہ نہیں کہ ایک لمبا عرصہ رقوم اپنے اکاؤنٹ میں رکھ کر فائدہ اٹھاتے رہے۔اگر امیر نے یا مرکز نے

نہیں پوچھا تو اس وقت تک فائدہ اٹھاتے رہے۔ یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ اور اگر کبھی مرکز پوچھ لے تو کہہ دیا کہ ہم نے یہ رقم ادا کرنی تھی مگر بہانے بازی کی کہ یہ ہو گیا اس لئے ادا نہیں کر سکے۔ تو غلط بیانی اور خیانت دونوں کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ شیطان چونکہ انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے اس لئے ایسے مواقع پیدا ہی نہ ہونے چاہئیں اور ان سے بچنا چاہیے۔

اپنے بھائیوں کے کام آؤ، ان کے حقوق ادا کرو

پھر یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کے کام آؤ، ان کے حقوق ادا کرو۔ پھر یہ بھی یاد رکھو کہ نظام جماعت کے ساتھ ہمیشہ چمٹے رہو، نظام کی پوری پابندی کرو۔ کسی بات پر اعتراض پیدا ہوتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ وہ اعتراض انسان کو بہت دور تک لے جاتا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ عہدے داروں سے بڑھ کر نظام تک اور پھر نظام سے بڑھ کر خلافت تک یہ اعتراض چلے جاتے ہیں۔ اس لئے اگر یہ کرو گے تو یہ بھی خیانت ہے۔......

احمدی کی پہچان تو یہ ہونی چاہیے کہ قرض اتارنے میں جلدی کریں

پھر بعض لوگ قرض لے لیتے ہیں۔ اور بعض لوگ تو عادی قرض لینے والے ہوتے ہیں۔ پتہ ہوتا ہے کہ ہمارے وسائل اتنے نہیں کہ ہم یہ قرض واپس کر سکیں۔ لیکن پھر بھی قرض لیتے چلے جاتے ہیں کہ جب کوئی پوچھے گا کہہ دیں گے کہ ہمارے پاس تو وسائل ہی نہیں، ہم تو دے ہی نہیں سکتے۔ اپنے اخراجات پر کنٹرول ہی کوئی نہیں ہوتا۔ جتنی چادر ہے اتنا پاؤں نہیں پھیلاتے اصل میں نیت یہی ہوتی ہے پہلے ہی کہ ہم نے کون سا دینا ہے۔ بے شرموں کی طرح جواب دے دیں گے۔ یہاں جو قرض دینے والے ہیں ان کو بھی بتا دوں کہ بجائے اس کے کہ بعد میں جھگڑے ہوں اور امور عامہ میں اور جماعت میں اور خلیفۂ وقت کے پاس کیس بھجوائیں کہ ہمارے پیسے دلوائیں تو پہلے ہی سوچ سمجھ کر، جائزہ لے کر ایسے لوگوں کو قرض دیا کریں۔ یا تو اس نیت سے دیں کہ ٹھیک ہے اگر نہ بھی واپس ملا تو کوئی حرج نہیں۔ یا پھر اچھی طرح جائزہ لے لیا کریں کہ اس کی اتنی استعداد بھی ہے، قرض واپس کر سکتا ہے کہ نہیں۔

تو احمدی کی پہچان تو یہ ہونی چاہیے کہ ایک تو قرض اتارنے میں جلدی کریں، دوسرے قرض دینے والے کے احسان مند ہوں کہ وہ ضرورت کے وقت ان کے کام آیا۔......

مدد مانگنے والوں کو بھی عادت نہیں بنا لینی چاہیے

تو یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ایک تو یہ کہ قرض مقررہ میعاد کے اندر ادا کیا جائے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور اگر پتہ ہے کہ واپس نہیں کر سکتے کیونکہ وسائل ہی نہیں ہیں اور غلط بیانی کر کے میعاد مقرر کروالی ہے تو پھر بہتر ہے کہ خائن بننے کی بجائے مدد مانگ لی جائے۔ لیکن جھوٹ اور خیانت کے مرتکب نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن مدد مانگنے والوں کو بھی عادت نہیں بنا لینی چاہیے کیونکہ سوائے انتہائی اضطراری حالت کے اس طرح مدد مانگنا بھی منع ہے اور معیوب سمجھا گیا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے سخت خلاف تھے۔

شکایت کرنے کا درست انداز

اس حوالے سے مزید وضاحت کر دیتا ہوں۔ بعض عہدیداران کی شکایت کر دیتے ہیں کہ فلاں امیر ایسا ہے، فلاں امیر ایسا ہے، رویہ ٹھیک نہیں ہے یا فلاں عہدیدار ایسا ہے، کوئی کام نہیں کر رہا۔ اور کوئی معین بات بھی نہیں لکھ رہے ہوتے۔ اور پھر خط کے نیچے اپنا نام بھی نہیں لکھتے۔ تو یہ منافقت ہے۔ ایک طرف تو اس عہد کے سخت خلاف ہے کہ جان قربان کر دوں گا جماعت کیلئے اور عزت بھی قربان کر دوں گا جماعت کیلئے۔ اور دوسری طرف اپنا نام تک شکایت میں چھپاتے ہیں کہ امیر یا فلاں عہدیدار ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے وہ اس حدیث کی رو سے بدظنی بھی کر رہے ہیں اور تقویٰ سے بالکل عاری ہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ ایسا ہی ہے تو پھر وہ شکایت کرنے والا کونسا تقویٰ سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں امیر کا خوف اللہ تعالیٰ کے خوف سے زیادہ ہے۔ اور جس کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہے وہ مومن بہر حال نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے علاوہ اندر ہی اندر لوگوں میں بھی شکوک پیدا کرتا ہے۔ خود بھی منافقت کر رہا ہوتا ہے اور خیانت کا بھی مرتکب ہو رہا ہوتا ہے۔ لوگوں کے ذہنوں کو بھی گندہ کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اس بارہ میں مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ بغیر نام کے کوئی درخواست، کوئی شکایت کبھی بھی قابل پذیرائی نہیں ہوتی۔ اور اب یہ دوبارہ بھی واضح کر دیتا ہوں۔ اس لئے اگر جماعت کا درد ہے۔ اصلاح مدنظر ہے تو کھل کر لکھیں اور اگر اس کی وجہ سے کوئی عہدیدار شکایت کرنے والے سے ذاتی عناد بھی رکھتا ہے، مخالفت بھی ہو جاتی ہے تو یہ معاملہ خدا پر چھوڑیں اور دعاؤں میں لگ جائیں۔ اگر نیت نیک ہے تو اللہ تعالیٰ ہر شر سے محفوظ رکھے گا۔ بے نام لکھنے کا مطلب تو یہ ہے کہ لکھنے والا خود خائن ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل 16 تا 22 اپریل 2004ء)

خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 2004ء سے اقتباس

- بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے
- آج کل کے معاشرے میں احمدی نے ہی اخلاق کے نمونے دکھانے ہیں
- اگر معاف کرنے سے اصلاح ہو سکتی ہے تو معاف کر دیں
- چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کر دینا ہی بہتر ہوتا ہے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:-

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَO (آل عمران:۱۳۵)

''معاشرے میں جب برائیوں کا احساس مٹ جائے تو ایسے معاشرے میں رہنے والا ہر شخص کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہوتا ہے اور اپنے نفس کے بارے میں، اپنے حقوق کے بارے میں زیادہ حساس ہوتا ہے اور دوسرے کی غلطی کو ذرا بھی معاف نہیں کرنا چاہتا، چنانچہ دیکھ لیں، آج کل کے معاشرے میں کسی سے ذرا سی غلطی سرزد ہو جائے تو ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے چاہے اپنے کسی قریبی عزیز سے ہی ہو۔ اور بعض لوگ کبھی بھی اس کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور اسی وجہ سے پھر خاوند بیوی کے جھگڑے، بہن بھائیوں کے جھگڑے، ہمسایوں کے جھگڑے، کاروبار میں حصہ داروں کے جھگڑے، زمینداروں کے جھگڑے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ راہ چلتے نہ جان نہ پہچان ذرا سی بات پہ جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔

مثلاً ایک راہگیر کا کندھا رش کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ٹکرا گیا، کسی پر پاؤں پڑ گیا تو فوراً دوسرا آنکھیں سرخ کر کے کوئی نہ کوئی سخت بات اس سے کہہ دیتا ہے۔ پھر دوسرا بھی کیونکہ اسی معاشرے کی پیداوار ہے، اس میں بھی برداشت نہیں ہے، وہ بھی اسی طرح کے الفاظ الٹا کے اس کو جواب دیتا ہے۔ اور بعض دفعہ پھر بات بڑھتے بڑھتے سر پھٹول اور خون خرابہ شروع ہو جاتا ہے۔

بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے

پھر بچے کھیلتے کھیلتے لڑ پڑیں تو بڑے بھی بلا وجہ بیچ میں کود پڑتے ہیں اور پھر وہ حشر ایک دوسرے کا ہو رہا ہوتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ اور اس معاشرے کی بے صبری اور معاف نہ کرنے کا اثر غیر محسوس طریق پر بچوں پر بھی ہوتا ہے۔ گزشتہ دنوں کسی کالم نویس نے ایک کالم میں لکھا تھا کہ ایک باپ نے یعنی اس کے دوست نے اپنے ہتھیار صرف اس لئے بیچ دیئے کہ محلے میں بچوں کی لڑائی میں اس کا دس گیارہ سال کا بچہ اپنے ہم عمر سے لڑائی

کر رہا تھا۔ کچھ لوگوں نے بیچ بچاؤ کروا دیا۔ اس کے بعد وہ بچہ گھر آیا اور اپنے باپ کا ریوالور یا کوئی ہتھیار لے کے اپنے دوسرے ہم عمر کو قتل کرنے کے لئے باہر نکلا۔ اس نے لکھا ہے کہ شکر ہے پستول نہیں چلا، جان بچ گئی۔ لیکن یہ ماحول اور لوگوں کے رویے معاشرے پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اور معاشرے کی یہ کیفیت ہے اس وقت کہ بالکل برداشت نہیں، معاف کرنے کی بالکل عادت نہیں، اور یہ واقعہ جو میں نے بیان کیا ہے پاکستان کا ہے۔ لیکن یہاں یورپ میں بھی ایسے ملتے جلتے بہت سے واقعات ہیں جن کی مثالیں ملتی ہیں۔ بعض دفعہ اخباروں میں آ جاتا ہے۔ تو جب اس قسم کے حالات ہوں تو سوچیں کہ ایک احمدی کی ذمہ داری کس حد تک بڑھ جاتی ہے۔ اپنے آپ کو، اپنی نسلوں کو اس بگڑتے ہوئے معاشرے سے بچانے کے لئے بہت کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہمارے لئے کس قدر ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم قرآنی تعلیم پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کریں۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو آسائش میں خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی، اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اس میں احسان کرنے والوں کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ جب تم یہ نہیں دیکھو گے کہ تمہاری ضروریات پوری ہوتی ہیں کہ نہیں تمہیں مالی کشائش ہے یا نہیں اور ہر حال میں اپنے بھائیوں کا خیال رکھو گے تو نیکی کرنے کی روح پیدا ہو گی اور پھر فرمایا کہ ایک بہت بڑا خلق تمہارا غصے کو دبانا ہے۔ اور لوگوں سے عفو کا سلوک کرنا ہے اور ان سے درگزر کرنا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگوں سے عفو کا سلوک کرو گے معاف کرنے کی عادت ڈالو گے اس لئے کہ معاشرے میں فتنہ نہ پھیلے، اس لئے کہ تمہارے اس سلوک سے شاید جس کو تم معاف کر رہے ہو اس کی اصلاح ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں سے میں محبت کرتا ہوں۔

آج کل کے معاشرے میں احمدی نے ہی اخلاق کے نمونے دکھانے ہیں

آج کل کے معاشرے میں جہاں ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے یہ خلق تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اور بھی پسندیدہ ٹھہرے گا اور آج اگر یہ اعلیٰ اخلاق کوئی دکھا سکتا ہے تو احمدی ہی ہے۔ جنہوں نے ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کے لئے زمانے کے امام کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عفو کے مضمون کی اہمیت کے پیش نظر مختلف جگہوں پر قرآن کریم میں اس بارے میں احکامات دیئے ہیں۔ مختلف معاملات کے بارے میں،

مختلف سورتوں میں۔ میں ایک دو اور مثالیں پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ دوسری جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے:-

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَO (سورۃ الاعراف:۲۰۰)

یعنی عفو اختیار کر، معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔ یہاں فرمایا معاف کرنے کا خلق اختیار کرو اور اچھی باتوں کا حکم دو اگر کسی سے زیادتی کی بات دیکھو تو درگزر کرو۔ فوراً غصہ چڑھا کر لڑنے بھڑنے پر تیار نہ ہو جایا کرو اور ساتھ یہ بھی کہ جو زیادتی کرنے والا ہے اس کو بھی آرام سے سمجھاؤ کہ دیکھو تم نے ابھی جو باتیں کی ہیں مناسب نہیں ہیں اور اگر وہ باز نہ آئے تو وہ جاہل شخص ہے، تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ پھر ایک طرف ہو جاؤ چھوڑ دو اس جگہ کو اور اس کو بھی اس کے حال پر چھوڑ دو۔ دیکھیں کہ یہ کتنا پیارا حکم ہے اگر کسی طرح عفو اختیار کیا جائے تو سوال ہی نہیں ہے کہ معاشرے میں کوئی فتنہ وفساد کی صورت پیدا ہو۔ لیکن یہاں پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح تو پھر فتنہ پیدا کرنے والے اور فساد کرنے والوں کو کھلی چھٹی مل جائے گی، وہ شرفاء کا جینا حرام کر دیں گے۔ اور شریف آدمی پرے ہٹ جائے گا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ فساد کرنے والے معاشرے میں رہیں اور فساد بھی کرتے رہیں، ان کی اصلاح بھی تو ہونی چاہیے اگر تمہارا معاف کرنا ان کو راس نہیں آتا تو پھر ان کی اصلاح کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو بھی چھوڑا نہیں ہے دوسری جگہ حکم فرمایا ہے کہ:- وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۔ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ O (سورۃ الشوریٰ:۴۱)

بدی کا بدلہ اتنی ہی بدی ہوتی ہے اور جو معاف کرے اور اصلاح کو مدنظر رکھے اس کا بدلہ دینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوتا ہے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

اگر معاف کرنے سے اصلاح ہو سکتی ہے تو معاف کر دیں

اب ہر کوئی تو بدی کا بدلہ نہیں لے سکتا کیونکہ اگر یہ دیکھے کہ فلاں شخص کی اصلاح نہیں ہو رہی باز نہیں آ رہا تو خود ہی اگر اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے گی۔ تو پھر تو اور فتنہ وفساد معاشرے میں پیدا ہو جائے گا۔ یہ تو قانون کو ہاتھ میں لینے والی باتیں ہو جائیں گی۔ اس کی وجہ سے ہر طرف لاقانونیت پھیل جائے گی۔ اس کے لئے بہر حال ملکی قانون کا سہارا لینا ہوگا، قانون پھر خود ہی ایسے لوگوں سے نبٹ لیتا ہے۔ اور اکثر دیکھا گیا ہے

کہ عام طور پر ایسے، اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنے والے، لڑائی کرنے والے، فتنہ وفساد پیدا کرنے والے، لاقانونیت پھیلانے والے جب قانون کی گرفت میں آتے ہیں تو پھر صلح کی طرف رجوع کرتے ہیں، سفارشیں آرہی ہوتی ہیں کہ ہمارے سے صلح کرلو۔

تو فرمایا کہ اصل میں تو تمہارے مدنظر اصلاح ہے اگر سمجھتے ہو کہ معاف کرنے سے اس کی اصلاح ہوسکتی ہے تو معاف کردو لیکن اگر یہ خیال ہو کہ معاف کرنے سے اس کی اصلاح نہیں ہوسکتی یہ تو پہلے بھی یہی حرکتیں کرتا چلا جارہا ہے اور پہلے بھی کئی دفعہ معاف کیا جاچکا ہے۔ لیکن اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگی، ناقابل اصلاح شخص ہے تو پھر بہرحال ایسے شخص کو سزا ملنی چاہیے۔ اور اس کے مطابق جماعتی نظام میں بھی تعزیر کا، سزا کا طریق رائج ہے، جب اللہ تعالیٰ کے احکامات کو توڑو گے، جب دوسروں کے حقوق غصب کرو گے، جب بھائی کی زمین یا جائیداد پر قبضہ کرنے کی کوشش کرو گے، جب بیوی پر ظلم کرو گے تو نظام کی طرف سے تو سزا ملے گی۔ جس کو سزا ملی ہو وہ درخواستیں لکھنا شروع کردیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، فوراً معاف کرنے والا حکم ان کے سامنے آجاتا ہے اور اس کے مفسر بن جاتے ہیں۔ اگلی بات بھول جاتے ہیں کہ اصلاح کی خاطر سزا دینا بھی اللہ کا حکم ہے۔

ہر احمدی کو ہر وقت یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر اس بھیانک معاشرے میں اس نے بھی اپنا رویہ ٹھیک نہ کیا تو پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق وہ جماعت سے کاٹا جائے گا۔ بہرحال اصلاح کی خاطر عفو سے کام لینا مستحسن ہے۔ لیکن اگر بدلہ لینا ہے تو ہر ایک کا کام نہیں ہے کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ یہ قانون کا کام ہے کہ اصلاح کی خاطر قانونی کارروائی کی جائے یا اگر نظام جماعت کے پاس معاملہ ہے تو نظام خود دیکھے گا ہر ایک کو دوسرے پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت بہرحال نہیں ہے۔

چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کردینا ہی بہتر ہوتا ہے

جیسا کہ میں نے شروع میں کہا کہ چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کردینا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ معاشرے میں صلح جوئی کی بنیاد پڑے، صلح کی فضا پیدا ہو۔ عموماً جو عادی مجرم ہوتے ہیں وہ درگزر کے سلوک سے عام طور شرمندہ ہوجاتے ہیں اور اپنی اصلاح بھی کرتے ہیں اور معافی بھی مانگ لیتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعود نے بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:-

''مومنوں کو یہ عام ہدایت دی ہے کہ انہیں دوسروں کی خطاؤں کو معاف کرنا اوران کے قصوروں سے درگزر کرنا چاہیے مگر معاف کرنے کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔ بعض لوگ نادانی سے ایک طرف نکل گئے ہیں اور بعض لوگ دوسری طرف۔ وہ لوگ جن کا کوئی قصور کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجرم کو سزا دینی چاہیے تا کہ دوسروں کو عبرت ہو اور جو قصور کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ معاف کرنا چاہیے خدا خود بھی بندے کو معاف کرتا ہے۔ تو جب خدا بندے کو معاف کرتا ہے تم بھی بندوں کے حقوق ادا کرو نا۔ وہی سلوک تمہارا بندوں کے ساتھ ہونا چاہیے۔ مگر یہ سب خود غرضی کے فتوے ہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا معاف کرتا ہے تو بندے کو بھی معاف کرنا چاہیے وہ اس قسم کی بات اسی وقت کہتا ہے جب وہ خود مجرم ہوتا ہے۔ اگر مجرم نہ ہوتا تو ہم اس کی بات مان لیتے لیکن جب اس کا کوئی قصور کرتا ہے تب وہ یہ بات نہیں کہتا۔ اسی طرح جو شخص اس بات پر زور دیتا ہے کہ معاف نہیں کرنا چاہیے بلکہ سزا دینی چاہیے وہ بھی اسی وقت یہ بات کہتا ہے جب کوئی دوسرا شخص اس کا قصور کرتا ہے لیکن جب وہ خود کسی کا قصور کرتا ہے تب یہ بات اس کے منہ سے نہیں نکلتی۔ اس وقت وہ یہی کہتا ہے کہ خدا جب معاف کرتا ہے تو بندہ کیوں معاف نہ کرے۔ پس یہ دونوں فتوے خود غرضی پر مشتمل ہیں۔

اصل فتویٰ وہی ہو سکتا ہے جس میں کوئی اپنی غرض شامل نہ ہو اور وہ وہی ہے جو قرآن کریم نے دیا ہے کہ جب کسی شخص سے کوئی جرم سرزد ہو تو تم یہ دیکھو کہ سزا دینے میں اس کی اصلاح ہو سکتی ہے یا معاف کرنے میں۔'' (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 285)

(الفضل انٹرنیشنل لنڈن 5 تا 11 مارچ 2004ء ص 3-4)

آئندہ نسلوں کی تربیت کے تقاضے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 5 مارچ 2004ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:-

''اس زمانے میں ہم احمدیوں پر عدل و انصاف کو قائم رکھنے کی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ ہم اس بات کے دعوے دار ہیں کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو پہنچانا اور اس کی بیعت میں شامل ہوئے۔ وہ امام جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حَکَم اور عدل کہا ہے۔ جہاں وہ امام ان خصوصیات کا حامل ہوگا، وہاں اس کے ماننے والوں سے بھی یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ عدل کے اعلیٰ معیار قائم کریں....... اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق اس دنیا میں امن، صلح اور عدل کی فضا پیدا کرنے والے ہوں، قائم کرنے والے ہوں اور اس لحاظ سے اپنی نسلوں کی تربیت کرنے والے بھی ہوں۔ **کیونکہ آئندہ دنیا کے جو حالات ہونے ہیں اس میں احمدی کا کردار ایک بہت اہم کردار ہوگا جو اس کو ادا کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔** آمین۔''

(الفضل انٹرنیشنل لنڈن 19 تا 25 مارچ 2004ء ص 8)

خطبہ جمعہ فرمودہ 26 مارچ 2004ء سے اقتباس

- احمدی کے لئے ضروری ہے کہ جو نور ہدایت اس نے حاصل کیا ہے وہ اپنی نسلوں میں بھی جاری کرے
- اللہ کرے کہ ہماری نسلیں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے دور جانے والی نہ ہوں

✵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

......اگلی بات یہ ہے کہ تقویٰ کے مطابق زندگیوں کو ڈھالنا اور اُسے صرف اپنی ذات تک محدود رکھنا کافی نہیں بلکہ اپنی نسلوں میں بھی یہ اعلیٰ وصف پیدا کرنا ہے۔ کیونکہ اگر ہم نے اپنی نسلوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق چلانے کی کوشش نہ کی تو ہمارا تقویٰ ہماری ذات تک ہی محدود رہ جائے گا۔ اور ہمارے مرنے کے بعد ہماری نسلوں میں جاری نہیں رہ سکے گا۔ اگر ہم نے اپنی نسلوں کی صحیح طرح تربیت نہ کی اور ان کو تقویٰ پر قائم نہ کیا تو پھر ہماری نسلیں بگڑ کر پہلے کی طرح ہو جائیں گی جن میں کوئی دین نہیں رہے گا۔ اس لئے ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ جو نور ہدایت اس نے حاصل کیا ہے وہ اپنی نسلوں میں بھی جاری کرے تا کہ ہر آنے والی نسل پہلے سے بڑھ کر تقویٰ پر چلنے والی ہو۔......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاص طور پر ہم احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہے دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ۔ نمازوں کی پابندی کرو، اور توبہ و استغفار میں مصروف رہو، نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دکھ نہ دو، راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کردے گا۔ عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ نماز کی پابندی کریں۔ اور ان کو گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھاؤ (ظاہر ہے جب تک آپ خود اس پر عمل نہیں کریں گے سکھا بھی نہیں سکتے) ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے اس پر عملدرآمد کرنا تمہارا کام ہے۔'' (ملفوظات جلد ششم صفحہ 146)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں تقویٰ پر قائم کرے، ہم اپنی نسلوں کی بھی اس طرح تربیت کریں کہ وہ بھی تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والی ہوں۔ اور کبھی ہم یا ہماری نسلیں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے دور جانے والی نہ ہوں۔ ہم سب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح پر عمل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے

حضور جھکنے والے ہوں۔ اس کا فضل مانگنے والے ہوں ۔جس مقصد کے لئے یہاں ہم اس جلسے میں اکٹھے ہوئے ہیں اس مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں۔ سفروں میں اللہ تعالیٰ ہمیں خاص طور پر دعاؤں میں مشغول رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور روحانیت اور تقویٰ میں ترقی عطا فرمائے اور جب ہم اپنے گھروں میں پہنچیں تو ہم اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کر رہے ہوں تا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو دنیا میں پھیلانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

(الفضل انٹرنیشنل 16 تا 22 اپریل 2004)

احمدیہ...... ریڈیو بورکینا فاسو پر خصوصی پیغام فرمودہ 31 مارچ 2004ء

- پہلی نصیحت میں آپ کو یہ کرتا ہوں کہ پنج وقتہ نماز کا اہتمام کریں
- والدین نے اگر اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہ کی اور نمازوں کا عادی نہ بنایا تو آخرت میں وہ جواب دہ ہوں گے
- تعلیم حاصل کرنی لازمی ہے
- ہر احمدی خواہ وہ کسی میدان میں بھی ہوں وہ سچائی اختیار کرے
- ہر میدان میں احمدی دوسروں سے ممتاز نظر آئے

✵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے پیغام میں فرمایا:-

آپ سب لوگ بہت خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام مہدی کو پہچاننے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ بیعت کے نتیجہ میں آپ کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ جاتی ہیں۔

پہلی نصیحت میں آپ کو یہ کرتا ہوں کہ پنج وقتہ نماز کا اہتمام کریں۔ مرد (بیوت الذکر) میں آ کر باجماعت نماز ادا کریں۔ جو بچے دس سال سے زائد عمر کے ہیں وہ بھی (بیت الذکر) میں آ کر باجماعت نماز ادا کریں۔ اور والدین نے اگر اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہ کی اور نمازوں کا عادی نہ بنایا تو آخرت میں وہ جوابدہ ہوں گے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر احمدی بچے کا یہ حق ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے اور کوئی بچہ اس وجہ سے تعلیم نہ چھوڑے کہ اس کے پاس مالی وسائل نہیں ہیں۔ اگر تعلیم کے حصول میں مالی روک ہو تو مجھے بتائیں۔ انشاء اللہ آپ کو مالی وسائل مہیا کئے جائیں گے۔ علم حاصل کرنے کی بڑی اہمیت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے“

فرمایا: مراد یہ ہے کہ چاہے مشکلات ہوں، پھر بھی تعلیم حاصل کرنی لازمی ہے۔

تعلیم حاصل کر کے آپ مُلک کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اور (دعوت الی اللہ کا) کام کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر احمدی خواہ وہ کسی میدان میں بھی ہو وہ سچائی اختیار کرے۔ اور دوسروں سے اس میں ممتاز ہو۔ اگر وہ تاجر ہے تو وہ ایک سچّا اور محنتی تاجر ہو۔ اگر وہ مزدور ہے تو وہ سچا اور محنتی مزدور ہو۔ غرضیکہ ہر میدان میں احمدی دوسروں سے ممتاز نظر آئے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ سچے (مومن) اور مُلک کے اچھے شہری بنیں۔ سچے (مومن) یعنی احمدی ہی حقیقی (دین حق) ہے۔ سچے احمدی (مومن) بنیں“

(از رپورٹ دورہ افریقہ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 16 تا 22 اپریل 2004ص 5)

خطبہ جمعہ فرمودہ 2 / اپریل 2004ء سے اقتباس

- اپنی اولادوں میں بھی نیکی پیدا کریں
- نیک اولاد انسان کے لئے ایک طرح کا صدقہ جاریہ ہی ہے
- اچھی تربیت سے بڑھ کر اولاد کے لئے اور کوئی بہترین تحفہ نہیں
- بچوں کی تعلیم کا خیال رکھنا بھی والدین کے فرائض میں داخل ہے
- اگر کوئی بچہ مالی حالت کی کمزوری کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر رہا تو جماعت کو بتائیں
- عملی نمونے سے دعوت الی اللہ کریں

✵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جیسا کہ میں نے کہا صرف خود ہی نیک اور عبادت گزار نہیں بننا بلکہ اپنی اولادوں میں بھی یہ نیکی پیدا کرنی ہے۔صحیح عبادت کرنے والا وہی ہے جو اپنی اولاد میں بھی یہی نیکی قائم رکھتا ہے۔

ایک روایت ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے ۔مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ایک یہ کہ وہ صدقہ جاریہ کرجائے ،یا ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، تیسرے نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا کرتا رہے۔ (صحیح مسلم)

پس نیک لڑکا جو دعائیں کرنے والا ہوگا، وہ بھی اس کے لئے ایک طرح کا صدقہ جاریہ ہی ہے۔ ہر احمدی کو اپنی اولاد کی تربیت کی طرف بہت توجہ دینی چاہیے۔

پھر ایک روایت ہے حضرت ایوبؓ اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ (ترمذی ابواب البر والصلۃ باب فی ادب الولد)

پھر ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا اس کے لئے صدقہ دینے سے زیادہ بہتر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ خوراک وہ ہے جو تم خود کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری عمدہ کمائی میں شامل ہے۔

(ترمذی ابواب الاحکام باب ان الوالد یاخذ من مال ولدہ)

اولاد کی عمدہ کمائی سے مراد یہ ہے کہ ایسے رنگ میں تربیت کرو کہ وہ نیک ہوں عبادت گزار ہوں۔جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں آیا کہ وہ تمہارے لئے دعائیں کرنے والے ہوں۔تربیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ان کی تعلیم کا خیال رکھا جائے۔بچوں کی تعلیم کا خیال رکھنا بھی

تمہارے فرائض میں داخل ہے۔

اگر کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر رہا تو جماعت کو بتائیں

اگر کوئی بچہ مالی حالت کی کمزوری کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر رہا تو جماعت کو بتائیں۔ مجھے بتائیں انشاء اللہ کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ لیکن بچوں کو تعلیم سے محروم رکھنا ان پر ظلم ہے۔

پھر ایک اور بات ہے جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں اس علاقے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ ریڈیو قائم ہے جو تقریباً 13/14 گھنٹے روزانہ چلتا ہے۔ اور اب انشاء اللہ اجازت ملنے پر 17 گھنٹے تک بھی اس کی نشریات ہو جائیں گی۔ تو احمدیت یعنی حقیقی (دین) کی تعلیم تو اس ذریعہ سے بہت بڑی تعداد میں لوگوں تک پہنچ رہی ہے لیکن اگر اس کے ساتھ ہی ہر احمدی کا عمل بھی ایسا ہو جائے کہ ہر ایک کو نظر آنے لگے کہ یہ صرف خوبصورت تعلیم ہی ہمیں نہیں دیتے بلکہ ان کے عمل بھی ایسے ہیں۔ ان کے مردوں میں بھی اور ان کی عورتوں میں بھی اور ان کے بچوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والے لوگ موجود ہیں۔

عملی نمونے سے دعوت الی اللہ کریں

اگر آپ کے عمل اس طرح ہوئے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی دعوت الی اللہ کئی گنا بڑھ جائے گی۔ لوگ آپ کا نمونہ دیکھ کر آپ کی طرف آئیں گے۔ کیونکہ حقیقی (دین حق) ان کو آپ میں ہی نظر آئے گا۔ اپنے عملی نمونے کے ساتھ ان لوگوں کے لئے دعائیں بھی بہت کریں۔ آپ نے ایک چیز کو بہترین سمجھ کر اپنے لئے قبول کیا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جو چیز تم اپنے لئے بہترین سمجھتے ہو اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرو۔ تو جب احمدیت کو آپ نے بہترین سمجھتے ہوئے قبول کیا ہے تو لوگوں تک اس پیغام کو پہنچانا بھی آپ کا فرض بنتا ہے۔ اس لئے دعوت الی اللہ کے ساتھ ساتھ اپنے ہم قوموں کے لئے اور ساری دنیا کے بھٹکے ہوؤں کے لئے دعائیں بھی بہت کریں۔ (الفضل انٹرنیشنل 23 تا 29 اپریل 2004ء صفحہ 10,9)
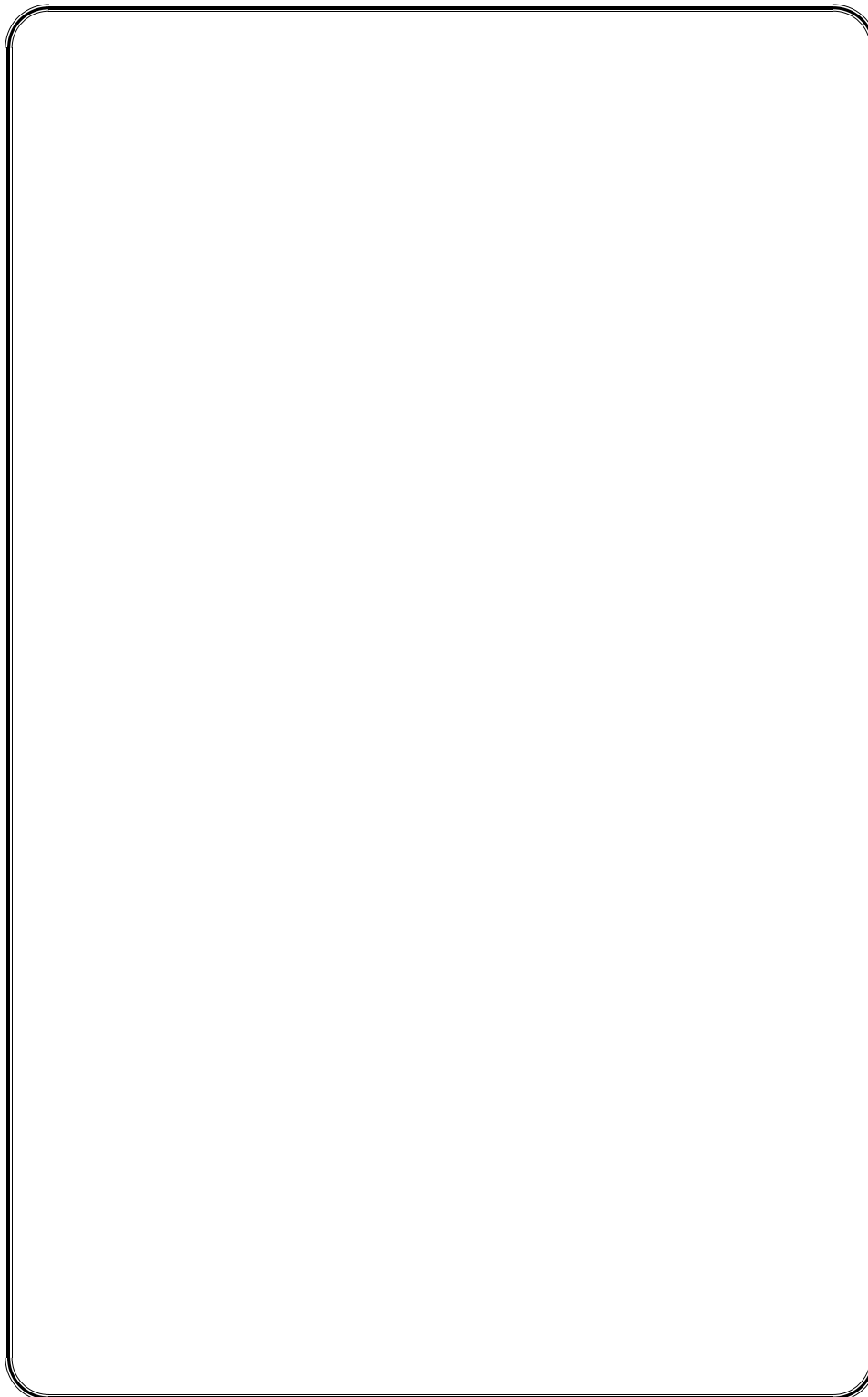
احباب جماعت بینن سے خطاب فرمودہ 5 / اپریل 2004ء

- آپ کا فخر صرف احمدی ہونے میں ہے
- آپ کے دلوں کی نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر فضل فرمایا
- ہم سب احمدی ہیں اور احمدی ہونے کی حیثیت سے بھائی بھائی ہیں
- بینن میں چند سال قبل کوئی احمدی نہیں تھا اب خدا کے فضل سے یہاں ایک بڑی جماعت قائم ہو چکی ہے
- ہر قسم کی برائی کو اپنے اندر سے ختم کر دیں

✵

حضور انور نے 5/اپریل 2004ء کو احباب جماعت بینن سے فرمایا:-

............آپ لوگ مختلف قبیلوں اور مختلف نظریات رکھنے والے لوگوں میں سے شامل ہوئے ہیں۔ یقیناً آپ کے دلوں کی نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر فضل فرمایا۔ بعض ایسے بھی ہیں جو بالکل لامذہب تھے، اللہ کے فضل سے احمدیت کو قبول کیا۔ بعض عیسائیت میں سے آئے اور احمدیت یعنی حقیقی (دین) کو قبول کیا۔ اور بعض مسلمانوں میں سے آئے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے امام مہدی کو قبول کیا۔ اب آپ کا فخر نہ کسی قبیلہ کی حیثیت میں ہے اور نہ کسی امارت یا غربت میں ہے۔ اب آپ کا فخر صرف احمدی ہونے میں ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے۔

ہم سب احمدی ہونے کی حیثیت سے بھائی بھائی ہیں

ہم سب احمدی ہیں اور احمدی ہونے کی حیثیت سے بھائی بھائی ہیں۔ اور اسی جذبہ کے تحت ہم نے معاشرہ میں اپنی زندگیاں بسر کرنی ہیں اور اسی جذبہ کے تحت جماعت احمدیہ نے جو علَم اٹھایا ہوا ہے اس کو بلند کرنا ہے۔ پس اب آپ نے احمدیت قبول کرنے کے بعد اور حقیقی (دین) کو پہچاننے کے بعد اللہ کی عبادت کرنی ہے اور اسی کے حضور جھکنا ہے اور ہمیشہ اسی کی عبادت کرنی ہے اور بھائی چارے کی فضا قائم رکھنی ہے۔

حضور نے فرمایا: یقیناً آپ کے دلوں میں شرافت تھی، ایک نور تھا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو موقع دیا کہ آپ نے احمدیت کو قبول کیا۔ اب اس کو نکھارنا، آگے بڑھانا آپ کا کام ہے۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق دے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پورٹونووو پہنچے۔ اس ریجن کی مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت کا تعارف حضور سے کروایا گیا۔ تعارف کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا:-

اس وقت میں چند الفاظ آپ سے کہوں گا۔ آپ لوگوں کو اس وقت یہاں دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہو رہی

ہے۔بینن میں چند سال قبل کوئی احمدی نہیں تھا اب خدا کے فضل سے یہاں ایک بڑی جماعت قائم ہو چکی ہے۔آپ لوگوں میں یقیناً نیکی اور شرافت ہے جس کی وجہ سے خدا نے آپ کو توفیق دی کہ آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا۔ہزاروں میل سے ایک آواز اٹھی کہ آؤ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ اور ایک خدا کی عبادت کرو۔آپ نے اپنی نیکی اور دلوں کے نور کی وجہ سے اس آواز کو سنا اور قبول کیا۔لیکن یاد رکھیں کہ مومن کا قدم ایک جگہ آ کر ٹھہر نہیں جاتا بلکہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کے حکم کے مطابق آپ کو آگے بڑھنا چاہیے۔آپ نے اپنی نیکیوں کو مزید نکھارنا ہے۔مزید چمکانا ہے یہ بھی یاد رکھیں کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتا ہے اور جب کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے اپنی شرافت کی وجہ سے احمدیت یعنی حقیقی (دین) قبول کرلیا ہے۔اب آپ کا فرض ہے کہ اس سے مزید مدد مانگیں تاکہ وہ آپ کو آگے بڑھائے۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اور زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے بن جائیں۔ہر قسم کی برائی کو اپنے اندر سے ختم کردیں اور اس کے ساتھ ہی محنت کی بہت زیادہ عادت ڈالیں۔آپ کی نیکی کے ساتھ ساتھ جب لوگ آپ کی وطن سے محبت اور نیکی کو دیکھیں گے تو آپ کے لئے دعوت الی اللہ کے اور مواقع پیدا ہوں گے۔

حضور نے فرمایا:-

پڑھنے والے بچے تعلیم کے میدان میں آگے بڑھیں اور کام کرنے والے لوگ اپنے اپنے فیلڈ میں سب سے آگے ہوں۔تعلیم کے بغیر کوئی ترقی نہیں۔والدین اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دیں۔کوئی بچہ ایسا نہ ہو جو تعلیم سے محروم رہے۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ ہر میدان میں آگے بڑھنے والا ہو۔جس پیار اور خلوص سے آپ لوگ یہاں اکٹھے ہوئے ہیں میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔

گو احمدیت کو اس ملک میں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا لیکن آپ کے اخلاص اور محبت نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔آپ کا یہاں اکٹھے ہونا اور خلافت سے محبت محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا دے۔اور آپ کو ہر پریشانی اور تکلیف سے محفوظ رکھے۔اللہ تعالیٰ آپ کی نسلوں کو بھی اس پیار اور محبت میں بڑھاتا چلا جائے۔اللہ تعالیٰ آپ کو حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کہلانے والا بنائے اور آپ کی آئندہ نسلیں بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندوں میں شمار ہوں۔آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 29 ر اپریل 2004ء صفحہ نمبر 6,5)

بینن میں مختلف وفود سے خطاب فرمودہ 6/اپریل 2004ء

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد
- امام مہدی نے آکر دوبارہ جس تعلیم کو زندہ کیا، اس پر عمل کریں
- ہر ضرورت کے لئے خدا کے حضور جھکنا چاہیے
- گھر کا ہر فرد نماز ادا کرنے والا بن جائے۔ نمازوں کی ادائیگی کی اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی عادت ڈالنی ہے
- نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے کے بعد اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی ضروری ہے

6/اپریل 2004ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف جگہوں سے بینن آئے ہوئے وفود سے مخاطب ہو کر فرمایا:-

میں آپ سب لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو سفر کی تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے بڑی دور دور سے یہاں تشریف لائے۔ یہ سفر کی تکلیفیں اور پریشانیاں کیوں برداشت کیں۔صرف اس لئے کہ آپ کو جماعت سے ایک تعلق اور محبت ہے اور خلیفہ وقت سے ایک تعلق اور محبت ہے اور یہ تعلق اور محبت آپ میں اس لئے قائم ہوا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے امام مہدی کو پہچانا اور قبول کیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اس لئے دنیا میں بھیجا کہ دنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والوں کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کر دیا جائے۔

حضور نے فرمایا کہ اس لحاظ سے آپ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنہوں نے اس غرض کو پورا کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مانا۔

اب آپ کا فرض ہے کہ اس تعلیم کو جو بھلا دی گئی تھی اور امام مہدی نے آ کر دوبارہ اس تعلیم کو زندہ کیا، اس پر عمل کریں۔ وہ تعلیم یہی ہے کہ ایک خدا کی عبادت کریں۔اس کے مقابلہ میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، نہ ظاہری شرک ہو نہ چھپا ہوا شرک۔انسانیت اپنے اندر پیدا کی جائے۔ایک دوسرے کا لحاظ رکھا جائے، خیال رکھا جائے۔

گھر کا ہر فرد نماز ادا کرنے والا بن جائے

فرمایا: یاد رکھیں کہ جو ہمارے کام ہیں جو ہماری ضروریات ہیں۔وہ کسی بندے سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ ہر ضرورت کے لئے خدا کے حضور جھکنا چاہیے۔اس کی عبادت کرنی چاہیے اور اپنی عبادت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ طریقہ سکھایا ہے کہ اس کے حضور حاضر ہوا جائے۔

نمازیں ادا کی جائیں، پانچ وقت (بیوت الذکر) میں جا کر نمازیں ادا کی جائیں۔مزدور اپنے کام پر نماز ادا کرے۔اسی طرح جو لوگ مختلف کام کرتے ہیں نماز کا وقت آنے پر اپنے کام پر نماز ادا کریں۔لیکن یاد رکھیں کہ وقت پر نماز ادا کرنا ضروری ہے۔نمازوں کی ادائیگی آپ نے نہ صرف خود کرنی ہے بلکہ اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی عادت ڈالنی ہے۔گھر کا ہر فرد نماز ادا کرنے والا بن جائے۔اگر کسی سے نماز چھوٹ جائے تو اس کو بے چینی پیدا ہونی چاہیے کہ میں نماز ادا نہیں کر سکا۔

نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ مجھے کوئی وظیفہ بتائیں، جو میں کروں۔فرمایا: نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔پس نماز میں آپ کو ایسا لطف و سرور آنا چاہیے جو ہر چیز سے بڑھ کر ہو۔نماز ایسے شوق سے ادا کرنی چاہیے۔آپ کے رکوع و سجود ایسے ہونے چاہئیں کہ آپ خدا کے حضور گڑگڑا رہے ہوں۔شوق سے،خشوع و خضوع سے آپ نمازیں پڑھیں گے تو خدا تعالیٰ انہیں قبول بھی فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو نمازوں میں وہ ذوق و شوق عطا کرے جو اس کے حضور مقبول ہو اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے۔

حضور نے فرمایا کہ بہت بڑی تبدیلی ہے جو ایک احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے کے بعد اپنے اندر پیدا کرنی ضروری ہے۔اگر یہ پیدا نہیں ہوئی تو پھر احمدی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔حضور نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ایسا نیک نمونہ دکھانے کی توفیق دے کہ دوسرے بھی کہیں کہ احمدی ہونے کے بعد نیک تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔اللہ آپ سب کو گھروں میں خیریت سے لے کر جائے۔ اور آپ کے اس خلوص، جذبہ اور آپ جو خلیفۃ المسیح سے ملنے کے لئے ایک جماعتی نظام کے تحت اکٹھے ہوئے ہیں اللہ آپ کو اس کی بہترین جزا دے۔آمین۔“

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 29 اپریل 2004ء صفحہ 8,7)
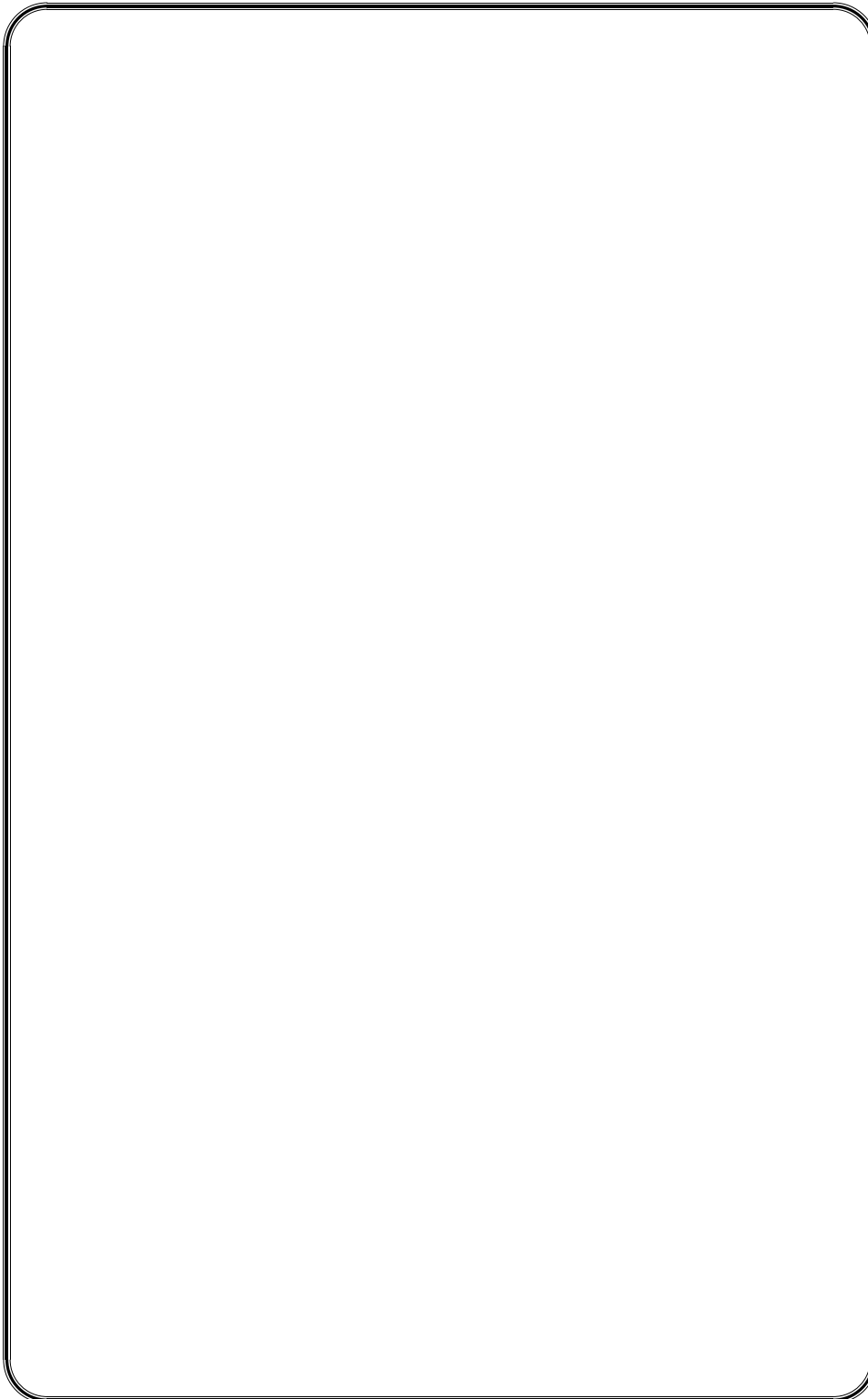
احباب TOUI بینن سے خطاب فرمودہ 7 / اپریل 2004ء

- آپ کو یہاں دیکھ کر اس وقت میرا دل خوشی کے جذبات سے لبریز ہے
- امام مہدی علیہ السلام کو سلام پہنچانے والے لوگ
- اللہ تعالیٰ نے جنّ وانس کی پیدائش کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا ہے
- بیوت الذکر کو آباد کریں
- احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ لوگوں میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہونی چاہیے
- اعلیٰ اخلاق کے ساتھ احمدیت کا ایک طرّہ امتیاز انسانیت کی خدمت بھی ہے
- اپنی مالی مجبوری کی وجہ سے والدین بچوں کو پڑھائی سے نہ روکیں
- عورتیں عبادت اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ کریں

✵

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت Toui بینن سے مخاطب ہوکر فرمایا:-

تمام روایتی بادشاہ، معزز مہمان اور میرے پیارے بھائیو، بہنو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

......آپ لوگوں کو یہاں دیکھ کر اس وقت میرا دل خوشی کے جذبات سے لبریز ہے۔ آپ لوگوں میں یقیناً نیکی اور شرافت ہے جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آپ لوگوں کو اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور آپ ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدیؑ کو جو سلام پہنچایا تھا وہ آپ ان تک پہنچا سکیں اور جو (دین حق) میں داخل ہوئے ہیں ان کو بھی خدا نے توفیق دی کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی غلامی کے ذریعہ احمدیت یعنی حقیقی (دین) میں آجائیں۔ پھر اللہ کا فضل ہی ہے کہ افریقہ کے ایک دور دراز ملک میں اور پھر شہروں سے ہٹ کر دور دراز جگہ کو خدا نے توفیق دی کہ ہزاروں میل دور جو ایک آواز اٹھی تھی کہ آؤ اور خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہو، آپ نے اُسے قبول کیا۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنّ وانس کی پیدائش کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا ہے۔ اس لئے آپ لوگ جو احمدیت یعنی حقیقی (دین) میں داخل ہو چکے ہیں آپ کا فرض ہے کہ پانچوں نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔ بچے ہوں یا بڑے ہوں، نوجوان ہوں یا بوڑھے ہوں سب کا کام ہے کہ اپنی (بیوت الذکر) کو آباد کریں۔ آپ کے کام، آپ کی مصروفیات یا آپ کے شغل، آپ کی عبادت اور آپ کی نمازوں میں روک نہ بنیں ورنہ یہ بھی ایک قسم کا مخفی شرک ہے اور خدا کو سخت ناپسند ہے۔

فرمایا: احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ لوگوں میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہونی چاہیے۔ عبادت کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اخلاق کا اظہار کرنا بھی ایک احمدی کے لئے بہت ضروری ہے۔ کبھی بھی کسی قسم کے لڑائی جھگڑے، فتنہ وفساد میں شامل نہ ہوں بلکہ ہر ایک کو پتہ لگے کہ اگر کوئی شخص پہلے کسی قسم کے جھگڑوں میں ملوث تھا تو احمدیت قبول کرنے کے بعد مکمل تبدیل شدہ انسان ہو چکا ہے۔ بعض دفعہ فساد پیدا کرنے والے لوگ کوئی

ایسی بات کہہ دیتے ہیں جس سے انسان کو غصہ آجاتا ہے۔لیکن آپ کبھی بھی ایسے فساد پیدا کرنے والوں اور مخالفین کی باتوں کی پرواہ نہ کریں۔ بلکہ قرآن کریم کے حکم کے مطابق اگر ایسی باتیں سنیں تو منہ پھیر کر گزر جایا کریں اور پرواہ نہ کیا کریں۔یہی اعلی اخلاق ہیں جو ایک احمدی میں ہونے چاہئیں۔یہی اعلیٰ قسم کی باتیں ہیں جن کے کرنے کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ یہی عبادت کے طریقے اور اعلیٰ اخلاق ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں دیکھنا چاہتے تھے اور انہی کو جاری کرنے کے لئے ،رائج کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اعلیٰ اخلاق کے ساتھ احمدیت کا ایک طرۂ امتیاز انسانیت کی خدمت بھی ہے۔جس میں ایک سکیم کے تحت اس ملک میں کچھ ہسپتال کھولے گئے ہیں۔ڈسپنسریاں کھولی گئی ہیں اور مزید کھولی جائیں گی۔سکول بھی کھولے جائیں گے۔اسی خدمت کے جذبے کے تحت انشاء اللہ پاراکو میں ایک ہسپتال کا قیام بھی عمل میں آئے گا جس کی میں آج بنیاد رکھ کر آیا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: تعلیم حاصل کرنا ہمارے بچوں کا حق ہے۔اس کے لئے جتنی کوشش کی جائے کم ہے۔اس کے لئے میں والدین سے ماؤں سے، باپوں سے کہتا ہوں خواہ وہ پڑھے ہوئے ہوں یا ان پڑھ ہوں۔بچوں کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دیں۔آئندہ اس کے بغیر گزارہ نہیں۔بچے صرف اس لئے نہیں ہونے چاہئیں کہ وہ بڑے ہو کر ہاتھ بٹائیں گے، Farming میں ہماری مدد کریں گے۔بلکہ بچوں کا جو حق ہے وہ ادا کریں کہ ان کی تربیت کریں اور تعلیم دلوائیں۔

فرمایا: اپنی مالی مجبوری کی وجہ سے والدین بچوں کو پڑھائی سے نہ روکیں۔اگر مالی مجبوری کی وجہ سے بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تو مجھے بتائیں۔کوئی بچہ اس وجہ سے پڑھائی سے محروم نہیں رہے گا۔اس علاقہ میں جہاں نہ پانی، نہ بجلی کی سہولت ہے اور نہ تعلیم کی، میں چاہتا ہوں کہ اس علاقہ کے بچے اتنا پڑھ لکھ جائیں کہ ملک کے لیڈر بن سکیں۔اس علاقہ کے لوگوں میں یقیناً ایک فراست ہے اور دلوں میں ایک روشنی ہے جس کی وجہ سے ان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ اس فراست کو مزید چمکائیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ تعلیم حاصل کریں۔اس لئے میری آپ لوگوں سے یہی درخواست ہے کہ اپنے بچوں کو ضائع نہ کریں، برباد نہ کریں۔اگلی نسلوں کی اگر حفاظت نہیں کریں گے تو خدا تعالیٰ کے حضور پوچھے جائیں گے کہ کیوں اپنی نسلوں کی حفاظت نہیں کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں عورتوں کو بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ باوجود اس کے کہ ان میں تعلیم کی کمی ہے اور مصروفیت زیادہ ہے لیکن وہ بھی عبادت کی طرف توجہ دیں اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بھی توجہ دیں۔

فرمایا: آخر میں، مَیں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس پیار اور خلوص سے آپ لوگ یہاں اکھٹے ہوئے ہیں میں اس کا بہت ممنون ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کا یہاں اکھٹے ہونا اور خلافت سے محبت کا تعلق خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے۔ اللہ آپکو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آپ کو اور آپ کی نسلوں کو اس پیار اور محبت میں بڑھاتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر پریشانی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 29/ اپریل 2004ء صفحہ 11)

جلسہ نائیجیریا کے موقع پر خطاب فرمودہ 11 / اپریل 2004ء (خلاصہ)

- ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں امام الزمانؑ کی شناخت کی توفیق ملی
- نظام جماعت میں اطاعت کی اہمیت
- قوانین وضوابط کے مطابق کام کریں
- ’’قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں‘‘
- طلباء جامعہ احمدیہ کی ذمہ داریاں

✵

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت نائیجیریا سے خطاب میں فرمایا:-

ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھا اور ہمیں امام الزمانؑ کی شناخت کی توفیق ملی جبکہ مختلف مذاہب کے لاکھوں پیروکار ابھی تک ایک ہادی کے منتظر ہیں۔ ہر احمدی کو سوچنا چاہیے کہ بیعت کے بعد اس میں کیا تبدیلی آئی ہے۔اس سلسلہ میں پہلی بات خدا تعالیٰ کی شناخت، اس کی عبادت، اس کی تعلیمات کے مطابق پنج وقتہ نماز کا قیام ہے۔

خلافت اور نظام کی اطاعت

نظام جماعت کی اطاعت اور خلیفہ وقت سے وفاداری کے تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی۔اور کوئی بھی ہماری ترقی میں روک نہیں بن سکے گا۔انشاءاللہ۔

حضور انور نے احادیث کی روشنی میں نظام جماعت کی اطاعت کی اہمیت واضح فرمائی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

حضور نے فرمایا کہ امیر کی اطاعت ہر قسم کے حالات میں لازم ہے۔اچھا نمونہ پیش کریں کسی بھی حد سے تجاوز نہ کریں۔............

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں

حضور انور نے خدام الاحمدیہ کو ذاتی اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔حضرت مصلح موعود کے قول کے مطابق ”قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں“ احمدیت کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔معاشرے کے

برے اثرات سے بچیں اور اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کریں۔ تعلیمی میدان میں مقام پیدا کریں، اچھا سائنسدان، ڈاکٹر، انجینئر اور ماہر زراعت احمدی نوجوانوں سے ملنا چاہیے۔ سخت محنت کی عادت ڈالیں، سستیاں ترک کردیں، جہاں بھی کام کریں اس روح سے کام کریں تو کوئی مقابلہ نہیں کرسکے گا۔ نظام جماعت سے وفادار رہیں، اپنے عہد کے مطابق، جان و مال اور وقت کی قربانی کے لئے تیار رہیں۔ حضور انور نے مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا کی کارکردگی پہ اظہار خوشنودی فرمایا۔

طلباء جامعہ احمدیہ کی ذمہ داریاں

طلباء جامعہ احمدیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ آپ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس مقصد کی وجہ سے آپ پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس ذمہ داری کو وفاداری اور محنت سے ادا کریں۔ اساتذہ کرام کا ادب واحترام کریں۔ جس سے ایک لفظ بھی سیکھا ہے اس کا احترام کریں۔ جو علم حاصل کریں وہ دوسروں تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور ہمیشہ مددگار ہو۔ آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 14 تا 20 مئی 2004ء صفحہ 11,10)

جامعہ احمدیہ نائیجیریا کے لئے ریمارکس

11/اپریل 2004ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ احمدیہ نائیجیریا تشریف لے گئے۔آپ نے جامعہ احمدیہ کا باقاعدہ معائنہ فرمایا اور ضروری ہدایات سے نوازا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ کی ریمارکس بک میں تحریر فرمایا:-

May Allah make the students of Jamia Ahmadiyya true servants of the (true religion). May Allah exell them in knowledge and piety.May Allah make the students true lovers of Khilaft-e-Ahmadiyya.

(الفضل انٹرنیشنل 14 تا 20 مئی 2004ء صفحہ 10)

ماہنامہ خالد ''سیدنا طاہرؒ نمبر'' کے لئے خصوصی پیغام 2004ء

- حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو ہمیشہ یہ تڑپ رہتی کہ جماعت کا ہر فرد خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والا بن جائے
- ہر احمدی خادم اور طفل پانچ وقت کا نمازی بن جائے
- آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے

پیارے خدام احمدیت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان رسالہ خالد کا ’طاہر نمبر‘ شائع کر رہی ہے اور صدر صاحب مجلس نے مجھے اس کے لئے پیغام بھجوانے کے لئے کہا ہے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ کا وجود ایک نہایت ہی پیارا وجود تھا جو ہم سے جدا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت صاحب رحمہ اللہ خدا تعالیٰ سے بہت ہی محبت اور پیار کرنے والے تھے اور ہمیشہ انہیں یہ تمنا اور تڑپ رہی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا ہر فرد بھی خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والا بن جائے۔ آپ نے اپنی زندگی کا لحہ لحہ اسی جہاد میں صرف کر دیا اور جماعت کو بار بار دعاؤں اور نمازوں کی نصیحت فرماتے رہے اور اس ضمن میں اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اپنا یہ اسوہ ہمارے سامنے پیش کیا کہ باوجود نہایت کمزوری اور ضعف اور بیماری کے باقاعدگی کے ساتھ وقت پر نمازوں کی ادائیگی کے لئے (بیت الذکر) تشریف لاتے رہے۔

حضور رحمہ اللہ نے خاص طور پر جماعت کے نوجوانوں یعنی خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کو نماز باجماعت کے قیام کی بار بار تلقین کی اور بتایا کہ اگر آپ فلاح چاہتے ہیں تو (دین حق) کے اس بنیادی حکم پر قائم ہو جائیں۔ پس آج جو آپ یہ خاص نمبر نکال رہے ہیں تو اس کے ذریعہ میرا آپ کو یہی پیغام ہے کہ خالی خولی دعووں کا تو کوئی فائدہ نہیں نہ یہ دعوے آپ کی عاقبت کو سنوار سکیں گے۔ اس لئے اللہ کے ہاں مقبول بندوں میں شمار ہونا چاہتے ہیں۔ اگر آپ حضرت صاحب کی یادوں کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ ان سے اپنے عہدوں کو ایفاء کرنا چاہتے ہیں اور ان کی رُوح کو اُس جہاں میں بھی خوش کرنا چاہتے ہیں تو نمازوں کے پابند ہو جائیں۔ ہر احمدی خادم اور طفل اس طرح پانچ وقت کا نمازی بن جائے کہ آپ کے ماحول کی ہر احمدی (بیت الذکر) نمازیوں سے رونق پکڑنے لگے۔ نماز آپ کی روح کی غذا بن جائے۔ جس طرح مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اس طرح آپ کی حالت نماز کے بغیر ہو۔ یاد رکھیں کہ نماز کے بغیر آپ کی زندگی بے لطف

اور بے حقیقت رہے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خلافت کی عظمت اور اس کے قائم رکھنے کی خاطر بھی انتھک محنت کی اور دعائیں کیں یہاں تک کہ ہر احمدی کے دل میں آپ نے خلافت کی محبت اور اس کا احترام اور اس کی اطاعت پیدا کر دی ہے۔ یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہو جائے۔ آپ سب کے لئے دعائیں کرتے ہوئے اور آپ کو محبت بھرا سلام کہتے ہوئے اب میں اپنے اس مختصر سے پیغام کو ختم کرتا ہوں۔ آپ بھی دعاؤں پر بکثرت زور دیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور ہر آن آپ کا نگہبان ہو۔ (آمین)

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہرؒ نمبر مارچ اپریل 2004ء)

خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اپریل 2004ء

- اللہ تعالیٰ کا محبوب انسان اس وقت بنتا ہے جب توبہ اور استغفار سے اپنی باطنی صفائی کا بھی ظاہری صفائی کے ساتھ اہتمام کرے
- ماحول کو صاف رکھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنے گھر کو صاف رکھنا
- اہل ربوہ خاص طور پر اپنے گھروں کے سامنے نالیوں کی صفائی کا بھی اہتمام کریں
- ربوہ کو غریب دلہن کی طرح سجا دیں
- اپنے آپ کو بھی صاف ستھرا رکھیں
- دانتوں کی صفائی کی اہمیت
- کھانا کھانے کے آداب
- نزلے سے بچنے کا ایک طریقہ
- خدام الاحمدیہ وقارِ عمل کر کے جماعتی عمارات کے ماحول کو بھی صاف رکھے
- جماعتی عمارات کے اردگرد خاص طور پر صفائی اور سبزہ نظر آتا ہو

✵

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

(دین حق) ایک ایسا کامل اور مکمل مذہب ہے جس میں بظاہر چھوٹی نظر آنے والی بات کے متعلق بھی احکامات موجود ہیں۔ یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں انسان کی شخصیت کو بنانے اور کردار کو سنوارنے کا باعث بنتی ہیں۔ان سے ظاہری طور پر بھی انسان کے مزاج کا پتہ چلتا ہے۔اور اگر مومن ہے تو اللہ تعالیٰ سے تعلق کا بھی پتہ چلتا ہے، انہیں باتوں میں سے ایک پاکیزگی یا طہارت یا نظافت ہے اور ایک مومن میں اس کا پایا جانا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی اور صفائی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (سورۃ البقرہ:۲۲۳) لیکن یہ بات واضح ہونی چاہیے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ اصل اللہ تعالیٰ کا محبوب انسان اس وقت بنتا ہے جب توبہ واستغفار سے اپنی باطنی صفائی کا بھی ظاہری صفائی کے ساتھ اہتمام کرے۔ہم میں سے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد ہم اپنی ظاہری و باطنی صفائی کی طرف خاص توجہ دیں تا کہ ہماری روح وجسم ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے والے ہوں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔

(الحکم ۱۷ستمبر ۱۹۰۴ء جلد نمبر ۸ نمبر ۳۱ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ ۷۰۵)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:” جو باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہیں ان کو دوست رکھتا ہوں، ظاہری پاکیزگی باطنی طہارت کی ممد اور معاون ہے۔اگر انسان اس کو چھوڑ دے اور پاخانہ پھر کر پھر طہارت نہ کرے تو اندرونی پاکیزگی پاس بھی نہ پھٹکے۔پس یاد رکھو کہ ظاہری پاکیزگی اندرونی طہارت کو مستلزم ہے۔اسی لئے

لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کو غسل کرو، ہر نماز میں وضو کرو، جماعت کھڑی کرو تو خوشبو لگا لو، عیدین اور جمعہ میں خوشبو لگانے کا جو حکم ہے وہ اسی بنا پر قائم ہے، اصل وجہ یہ ہے کہ اجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہے (بدبو کا اندیشہ ہوتا ہے) پس غسل کرنے اور صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سمیّت اور عفونت سے روک ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں یہ مقرر کیا ہے ویسا ہی قانون مرنے کے بعد بھی رکھا ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ ۷۰۴، ۷۰۵)

صفائی کے بارے میں چند احادیث پیش کرتا ہوں، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ یعنی طہارت پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا ایک حصہ ہے“۔ (مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء)

ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”پاکیزگی اختیار کرنا نصف ایمان ہے“۔ (المعجم الکبیر جلد ۳)

اب دیکھیں مومن کے لئے صفائی کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے، اور یہ احادیث اکثر مسلمانوں کو یاد ہیں، کبھی ذکر ہو تو آپ کو فوراً حوالہ بھی دے دیں گے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس پر عمل کس حد تک ہے؟ یہ دیکھنے والی چیز ہے، اگر ایک جگہ صفائی کرتے ہیں تو دوسری جگہ گند ڈال دیتے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمانوں میں جس شدت سے صفائی کا احساس ہونا چاہیے وہ نہیں ہے اور اسی طرح اپنے اپنے ماحول میں احمدیوں میں بھی جو صفائی کے اعلیٰ معیار ہونے چاہئیں وہ مجموعی طور پر نہیں ہیں۔ بجائے ماحول پر اپنا اثر ڈالنے کے ماحول کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ پاکستان اور تیسری دنیا کے ممالک میں اکثر جہاں گھر کا کوڑا کرکٹ اٹھانے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے، گھر سے باہر گند پھینک دیتے ہیں حالانکہ ماحول کو صاف رکھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنے گھر کو صاف رکھنا۔ ورنہ تو پھر اس گند کو باہر پھینک کر ماحول کو گندا کر رہے ہوں گے اور ماحول میں بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بن رہے ہوں گے۔ اس لئے احمدیوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ کوئی ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ گھروں کے باہر گند نظر نہ آئے۔ ربوہ میں، جہاں تقریباً ۹۸ فیصد احمدی آبادی ہے، ایک صاف ستھرا ماحول نظر آنا چاہیے۔ اب ماشاء اللہ تزئین ربوہ کمیٹی کی طرف سے کافی کوشش کی گئی ہے۔ ربوہ کو سرسبز بنایا جائے اور بنا بھی رہے ہیں۔ کافی پودے، درخت گھاس وغیرہ سڑکوں کے کنارے لگائے گئے ہیں اور نظر بھی آتے ہیں۔ اکثر آنے والے ذکر کرتے ہیں۔ اور کافی تعریف کرتے ہیں۔ کافی

سبزہ ربوہ میں نظر آتا ہے۔لیکن اگر شہر کے لوگوں میں یہ حس پیدا نہ ہوئی کہ ہم نے نہ صرف ان پودوں کی حفاظت کرنی ہے بلکہ اردگرد کے ماحول کو بھی صاف رکھنا ہے تو پھر ایک طرف تو سبزہ نظر آ رہا ہوگا اور دوسری طرف کوڑے کے ڈھیروں سے بدبو کے بھبھاکے اٹھ رہے ہوں گے۔اس لئے اہل ربوہ خاص توجہ دیتے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے نالیوں کی صفائی کا بھی اہتمام کریں اور گھروں کے ماحول میں بھی کوڑا کرکٹ سے جگہ کو صاف کرنے کا بھی انتظام کریں۔تاکہ کبھی کسی راہ چلنے والے کو اس طرح نہ چلنا پڑے کہ گند سے بچنے کیلئے سنبھال سنبھال کر قدم رکھ رہا ہو اور ناک پر رومال ہو کہ بو آ رہی ہے۔اب اگر جلسے نہیں ہوتے تو یہ مطلب نہیں کہ ربوہ صاف نہ ہو بلکہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ دلہن کی طرح سجا کے رکھو۔یہ سجاوٹ اب مستقل رہنی چاہیے۔مشاورت کے دنوں میں ربوہ کی بعض سڑکوں کو سجایا گیا تھا۔تزئین ربوہ والوں نے اس کی تصویریں بھیجی ہیں، بہت خوبصورت سجایا گیا لیکن ربوہ کا اب ہر چوک اس طرح سجنا چاہیے تاکہ احساس ہو کہ ہاں ربوہ میں صفائی اور خوبصورتی کی طرف توجہ دی گئی ہے اور ہر گھر کے سامنے صفائی کا ایک اعلیٰ معیار نظر آنا چاہیے۔اور یہ کام صرف تزئین کمیٹی نہیں کرسکتی بلکہ ہر شہری کو اس طرف توجہ دینی ہوگی۔

اسی طرح قادیان میں بھی احمدی گھروں کے اندر اور باہر صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ایک واضح فرق نظر آنا چاہیے۔گزرنے والے کو پتہ چلے کہ اب وہ احمدی محلے یا احمدی گھر کے سامنے سے گزر رہا ہے۔اس وقت تو مجھے پتہ نہیں کہ کیا معیار ہے، 91ء میں جب میں گیا ہوں تو اس وقت شاید اس لئے کہ لوگوں کا رش زیادہ تھا، کافی مہمان بھی آئے ہوئے تھے لگتا تھا کہ ضرورت ہے اس طرف توجہ دی جائے اور میرے خیال میں اب بھی ضرورت ہوگی۔اس طرف خاص توجہ دیں اور صفائی کا خیال رکھیں اور جہاں بھی نئی عمارات بن رہی ہیں اور تنگ محلوں سے نکل کر جہاں بھی احمدی کھلی جگہوں پر اپنے گھر بنا رہے ہیں وہاں صاف ستھرا بھی رکھیں اور سبزے بھی لگائیں، درخت پودے گھاس وغیرہ لگنا چاہیے اور یہ صرف قادیان ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ اور جماعتی عمارات ہیں ان میں خدام الاحمدیہ کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیے کہ وہ وقار عمل کرکے ان جماعتی عمارات کے ماحول کو بھی صاف رکھیں اور وہاں پھول پودے لگانے کا بھی انتظام کریں اور صرف قادیان میں نہیں بلکہ دنیا میں ہر جگہ جہاں بھی جماعتی عمارات ہیں ان کے اردگرد خاص طور پر صفائی اور سبزہ اس طرح نظر آئے کہ ان کی اپنی ایک انفرادیت نظر آتی ہو۔پہلے میں تیسری دنیا کی مثالیں دے چکا ہوں صرف یہ حال وہاں کا نہیں بلکہ یہاں یورپ میں بھی میں نے دیکھا ہے، جن گھروں میں بھی گیا ہوں پہلے کبھی یا اب، کہ جو

بھی چھوٹے چھوٹے آگے پیچھے صحن ہوتے ہیں ان کی کیاریوں میں یا گھاس ہوتا ہے یا گند پڑا ہوتا ہے۔کوئی توجہ یہاں بھی اکثر گھروں میں نہیں ہو رہی، چھوٹے چھوٹے صحن ہیں کیاریاں ہیں، چھوٹے سے گھاس کے لان ہیں اگر ذرا سی محنت کریں اور ہفتے میں ایک دن بھی دیں تو اپنے گھروں کے ماحول کو خوبصورت کر سکتے ہیں۔جس سے ہمسایوں کے ماحول پہ بھی خوشگوار اثر ہوگا اور آپ کے ماحول میں بھی خوشگوار اثر ہوگا۔اور پھر آپ کو لوگ کہیں گے کہ ہاں یہ لوگ ذرا منفرد طبیعت کے لوگ ہیں، عام جو ایشینز (Asians) کے خلاف ایک خیال اور تصور گندگی کا پایا جاتا ہے وہ دُور ہوگا۔مقامی لوگوں میں کچھ نہ کچھ پھر بھی شوق ہے وہ اپنے پودوں کی طرف توجہ دیتے ہیں جبکہ ہمارے گھر کا ماحول ان لوگوں سے زیادہ صاف ستھرا اور خوشگوار نظر آنا چاہیے اور یہاں تو موسم بھی ایسا ہے کہ ذرا سی محنت سے کافی خوبصورتی پیدا کی جا سکتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر سڑکوں کی صفائی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

اگر سڑک پر جھاڑیاں یا پتھر اور کوئی گندی چیز ہو بلکہ آپ کا عمل یہ تھا کہ اگر کوئی گندی چیز ہوتی تو آپؐ اسے خود اٹھا کر ایک طرف کر دیتے اور فرماتے کہ جو شخص سڑکوں کی صفائی کا خیال رکھتا ہے خدا اس پر خوش ہوتا ہے اور اسے ثواب عطا کرتا ہے۔(مسلم۔کتاب البر والصلۃ)

اور یہاں تو گھر بھی اتنے چھوٹے چھوٹے ہیں کہ سڑکوں پر آئے ہوتے ہیں اس لئے جتنا آپ اپنے چھوٹے سے صحن کو صاف رکھیں گے، سڑک کی صفائی بھی اس میں نظر آئے گی۔اسی طرح آپؐ فرماتے تھے کہ رستے کو روکنا نہیں چاہیے، رستوں پر بیٹھنا یا اس میں ایسی چیز ڈال دینا کہ مسافروں کو تکلیف ہو یا رستہ میں قضائے حاجت وغیرہ کرنا یہ خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے۔(مشکوٰۃ۔کتاب الطہارۃ)

اسی طرح بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ سڑک یا فٹ پاتھ پر تھوک دیتے ہیں جو بڑا کراہت والا منظر ہوتا ہے تو اگر ایسی کوئی ضرورت ہو بھی تو ایسے لوگوں کو چاہیے کہ ایک طرف ہو کر کنارے پر ایسی جگہ تھوکیں جہاں کسی کی کبھی نظر نہ پڑے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:'' {وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ ۔وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ } (المدثر:۵۔۶) اپنے کپڑے صاف رکھو، بدن کو، اور گھر کو اور کوچہ کو اور ہر ایک جگہ کو جہاں تمہاری نشست ہو پلیدی اور میل کچیل اور کثافت سے بچاؤ یعنی غسل کرتے رہو اور گھروں کو صاف رکھنے کی عادت

پکڑو''۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔صفحہ ۲۳ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۹۶)

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بدن کو بھی صاف رکھو، کپڑوں کو بھی صاف رکھو، اس طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جتنا حلیہ خراب ہو اتنی بزرگی زیادہ ہوتی ہے حالانکہ (دینی) تعلیم اس کے بالکل برعکس ہے۔ایک روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے پر انعام کرتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ وہ اس نعمت کا اثر اس بندے پر دیکھے''۔(مسند احمد بن حنبل)

پھر ایک روایت ہے، جو ابوالاحوص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میرے جسم کے کپڑے معمولی اور گھٹیا تھے۔آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔آپؐ نے پوچھا کس طرح کا مال ہے۔میں نے کہا ہر طرح کا مال اللہ تعالیٰ نے مجھے دے رکھا ہے۔اونٹ بھی ہیں، گائے بھی ہیں۔بکریاں بھی ہیں گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔تو آپؐ نے فرمایا''جب اللہ نے مال دے رکھا ہے تو اس کے فضل اور احسان کا اثر و نشان تمہارے جسم پر ظاہر ہونا چاہیے''۔(مشکوٰۃ المصابیح)

بعض لوگ تو طبعاً ایسے ہوتے ہیں کہ توجہ نہیں دیتے کہ صحیح طرح کپڑے پہن سکیں اور بعض کنجوسی میں اپنا حلیہ بگاڑ کر رکھتے ہیں۔تو بہرحال جو بھی صورت ہے اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تم پر فضل اور احسان کیا ہے اس کا اظہار تمہارے حلیے سے بھی ہونا چاہیے، تمہارے کپڑوں سے، تمہارے لباس سے تمہارے گھروں سے، اس لئے اپنا حلیہ درست رکھو اور اچھے کپڑے پہنا کرو۔یہ نصیحت ان کو کی۔

ایک روایت میں ہے حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ایک پراگندہ بال شخص کو دیکھا یعنی اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور فرمایا کہ''کیا اس کے پاس بال بنانے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔اور ایک گندے کپڑے والے شخص کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا اسے کپڑے دھونے کے لئے پانی میسر نہیں''۔ (سنن ابوداؤد۔کتاب اللباس ۔باب فی غسل الثوب)

مطلب یہ تھا کہ یہ شخص اس حالت میں کیوں ہے۔اب بعض لوگ ہمارے ملکوں میں پاکستان وغیرہ میں گندے کپڑوں والے اور لمبے چوغے پہنے ہوتے ہیں۔گھنگرو اور کڑے پہنے ہوئے ایسے لوگوں کو دیکھ کر سمجھتے

ہیں کہ ملنگ ہے، بڑا پہنچا ہوا بزرگ ہے حالانکہ یہ سراسر (دینی) تعلیم کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جماعت ایسے لوگوں سے پاک ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عطاء ابن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص پراگندہ بال اور بکھری ڈاڑھی والا آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اشارہ سے سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ سر اور داڑھی کے بال درست کرو۔ جب وہ سر کے بال ٹھیک ٹھاک کر کے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ بھلی شکل (یعنی یہ خوبصورت شکل) بہتر ہے یا یہ کہ انسان کے بال اس طرح بکھرے اور پراگندہ ہوں کہ وہ شیطان اور بھوت لگے۔

(موطأ امام مالک۔ باب ماجاء فی الطعام والشراب واصلاح الشعر)

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے غلیظ حلیے والے لوگوں کو شیطان سے تشبیہ دی ہے۔ اور پاکستان اور ہندوستان وغیرہ میں ایسے حلیے کے لوگوں کو دیکھ کے ملنگ اور اللہ والے کہا جاتا ہے۔ تو یہ تضاد دیکھ لیں اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ان لوگوں نے اس زمانے کے امام کو نہیں مانا اور پہچانا۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”ایسا شخص جس کے دل میں ذرا سا بھی تکبر ہوگا۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ ہر شخص پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے خوبصورت ہوں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے“۔ (مسلم۔ کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ)

اب اس حدیث سے یہ واضح ہونا چاہیے کہ صاف ستھرا رہنے یا اچھے کپڑے پہننے سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے اور یہ خیال دل میں نہیں آنا چاہیے کہ اپنے سے مالی لحاظ سے کم تر کسی شخص کے ساتھ نہ بیٹھوں۔ اگر یہ صورت ہوگی تو پھر تکبر ہے۔ ورنہ اچھے کپڑے پہننا اور صاف ستھرا رہنا، اچھے جوتے پہننا یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار ہے۔ اور اگر تکبر ہوگا تو تب فرمایا کہ ایسے شخص کے لئے پھر جنت کے دروازے بند ہیں۔ اس لئے مومن اور دنیا دار میں یہی فرق ہے کہ وہ صاف ستھرا رہتا ہے، اچھے کپڑے پہنتا ہے اچھے جوتے پہنتا ہے اپنے گھر کو سجا کر رکھتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو خوبصورتی پسند ہے یعنی اس کا یہ ظاہری خوبصورتی کا اظہار بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے، اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے اور کیونکہ مومن کا یہ اظہار اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اس لئے غریب آدمی کے ساتھ مالی لحاظ سے اپنے سے کم بھائی کے

ساتھ بیٹھنا اٹھنا اس کا پاس لحاظ رکھنا یہ بھی اس کے لئے ایسا ہی ہے جیسا کسی مالدار شخص کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اس کا پاس لحاظ کرنا ہے۔

یہ ہے (دینی) تعلیم کہ تم خدا تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کا اپنے ظاہری رکھ رکھاؤ سے اظہار بھی کرو لیکن اس کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق ان غریبوں کا بھی خیال رکھو تا کہ ان کا ایک بھائی کی حیثیت سے حق پورا ادا ہو۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے جب آئی سی ایس کا امتحان پاس کیا تو سول سروس میں گئے کیونکہ برصغیر میں عموماً افسر اپنے آپ کو عام آدمی سے بالا سمجھتے تھے اور اب بھی اکثر پاکستان وغیرہ میں جو بیوروکریٹ ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم کوئی ایسی شخصیت ہیں جو دوسروں سے بالا ہیں اور غریب آدمی کے وقت اور عزت کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ حضرت میاں صاحب جب اپنے علاقے میں افسر بن کر گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اور نصائح کے علاوہ ان کو ایک یہ بھی نصیحت کی تھی کہ تمہارے گھر کا کوئی قالین کا ٹکڑا یا ڈرائینگ روم کا صوفہ کسی غریب کو تمہارے گھر میں قدم رکھنے یا بیٹھنے سے نہ روکے یا روک نہ بنے۔ بڑی پرحکمت نصیحت ہے۔ ایک تو یہ کہ غریب بھی تمہارے گھر میں بے جھجک آسکے، کوئی روک نہ ہو۔ دوسرے اس کو بھی وہی عزت دو جو کسی امیر کو دو۔ تو حضرت میاں صاحب نے ہمیشہ غریبوں کا بہت خیال رکھا اور اس نصیحت پر عمل کیا۔ ہمارے آج کل کے افسروں کو بھی اس نصیحت کو پلے باندھنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ سفر کی وجہ سے کسی غریب کے کپڑے میلے ہیں تو اس کے صوفے پہ بیٹھنے سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہو۔ پھر صفائی کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو لگانے کو بھی بہت پسند فرمایا ہے اور اس تحفے کو بھی بڑا پسند کیا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں کوئی دوست بطور تحفہ خوشبو دے تو اسے قبول کرو اور اسے استعمال کرو۔

(مسند الامام الاعظم۔ کتاب الادب)

روایت آتی ہے کہ آپؐ کے جسم میں سے تو ہر وقت خوشبو آتی رہتی تھی۔ جیسے حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ایک دفعہ میرے گال پر ہاتھ پھیرا تو آپؐ کے ہاتھ سے میں نے ایسی اعلیٰ درجہ کی خوشبو محسوس کی جیسے وہ ابھی عطّار کی صندوقچی سے باہر نکلا ہو۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل باب طیب رائحۃ النبیؐ)

یعنی جو شخص عطر بناتا ہے اس کا جوڈبہ جس میں عطر پڑے ہوتے ہیں جس طرح اس میں سے ہاتھ نکالا ہو۔ حضرت جابرؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے گزرتے، اس پر اگر کوئی

آپؐ کے پیچھے جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص خوشبو کی وجہ سے اسے پتہ چل جاتا تھا کہ حضورؐ ابھی یہاں سے گزر کر گئے ہیں۔ (تاریخ الکبیر للبخاری نمبر ۹۲۴۷)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی جمعے کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کر سکتا ہے صفائی کرے اور تیل لگائے اور اپنے گھر میں موجود خوشبو میں سے کچھ لگائے، پھر نماز کے لئے نکلے تو اس جمعے سے لے کر اگلے جمعے تک اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ باب الدھن للجمعة)

تو یہاں اس سے یہ مراد ہے کہ نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ خوشبو لگا کر مسجد میں جاؤ تا کہ اس کے بندوں کو، ساتھ بیٹھے ہوؤں کو تکلیف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو بھی خوشبو اور صفائی پسند ہے۔ یہ نہیں کہ اس حکم کے مطابق تیار ہو کر جمعہ پڑھ لیا اور سارا ہفتہ اس کے بندوں کو تکلیف دیتے رہے تو گناہ بخشے گئے۔ عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے، اس حدیث کو بھی سامنے رکھنا ہوگا نیت نیک ہو تب ثواب بھی ملتا ہے۔

دانتوں کی صفائی کی اہمیت

دانتوں کی صفائی کے بارے میں روایت ہے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسواک کرنے سے منہ کی صفائی ہوتی ہے۔ خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔ (بخاری۔ کتاب الصوم باب سواک الرطب والیابس للصائم)

پھر اسی بارے میں دوسری روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت کی یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو یہ حکم دیتا کہ ہر نماز پر مسواک کیا کریں۔ (بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ بالسواک یوم الجمعۃ)

اب بعض لوگوں کے منہ سے بو آتی ہے۔ ان کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے، لوگوں کی تکلیف کا احساس ہونا چاہیے۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تھے تو مسواک سے اپنا منہ صاف کیا کرتے تھے۔ آج کل ڈاکٹر اپنی تحقیق کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ صبح شام ضرور برش کرنا چاہیے۔ رات کو سونے سے پہلے اور صبح اٹھ کر۔ ورنہ بیماریاں پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ بلکہ ایک تحقیق یہ بھی کہتی ہے کہ آدمی جب صبح اٹھتا ہے تو اس کے دانتوں پر چھ سو مختلف سپیشیز (species) کے لاتعداد بیکٹیریا ہوتے ہیں۔ سپیشیز (species) ہی چھ سو ہوتی ہیں جو دانتوں پہ لگی ہوتی ہیں اور تعداد کتنی

ہے، یہ پتہ نہیں۔ لیکن دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سو سال پہلے ہمیں بتا دیا کہ سو کر اٹھو تو پہلے دانت صاف کرو۔ اب ان باتوں کو دیکھ کر آج کل کے ڈاکٹر اور سائنسدان کو خدا اور اسلام کی سچائی پر یقین ہونا چاہیے کہ جو باتیں اس زمانے کی تحقیق سے ثابت ہو رہی ہیں اور اب پتہ لگ رہی ہیں وہ باتیں آج سے پندرہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتا چکے ہیں۔

کھانا کھانے کے آداب

کھانا کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھونے کا حکم آتا ہے۔ آپؐ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوتے تھے اور کلّی کرتے تھے بلکہ ہر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد کلّی کرتے اور آپؐ پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد بغیر کلی کئے نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری کتاب الاطعمہ)

کھانا کھا کر کلّی بھی کرنی چاہیے اور ہاتھ بھی دھونے چاہئیں۔ اور اس سے پہلے بھی تاکہ ہاتھ صاف ہو جائیں۔ اور بعد میں اس لئے کہ سالن کی بُو منہ اور ہاتھوں سے نکل جائے۔ آج کل تو مصالحے بھی ایسے ڈالے جاتے ہیں کہ کھاتے ہوئے شاید اچھے لگتے ہوں لیکن اگر اچھی طرح ہاتھ منہ نہ دھویا ہو تو بعد میں دوسروں کے لئے کافی تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ پھر آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ہاتھ دھو کر دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا چاہیے۔ (بخاری۔ کتاب الاطعمہ باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین)

دوسری جگہ فرمایا گند وغیرہ کی صفائی کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرو۔ لیکن آج کل یہاں یورپ میں کیونکہ لوگوں کو احساس نہیں ہے دائیں اور بائیں کا، اکثر دیکھا ہے گورے انگریز، عیسائی بائیں ہاتھ سے ہی کھا رہے ہوتے ہیں۔ کبھی سڑک پہ جاتے ہوئے نظر پڑ جائے تو ہاتھ میں برگر ہوتا ہے ہمیشہ دیکھیں گے بائیں ہاتھ سے کھا رہے ہوں گے۔ چپس کا لفافہ دائیں ہاتھ میں ہوگا اور بایاں ہاتھ استعمال ہو رہا ہوگا۔ بعض لوگ اس کی تقلید کرتے ہیں، اس سے بچنا چاہیے۔ کھانا بہرحال دائیں ہاتھ سے کھانا چاہئے۔

پھر ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتیں فطرت انسانی میں داخل ہیں۔ مونچھیں تراشنا، ڈاڑھی رکھنا (خاص مردوں کے لئے ہے)، مسواک کرنا، پانی سے ناک صاف کرنا، ناخن کٹوانا، انگلیوں کے پورے صاف رکھنا بغلوں کے بال لینا، زیر ناف بال لینا، استنجاء کرنا، طہارت کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ میں دسویں بات بھول گیا ہوں شاید وہ کھانے کے بعد کلّی کرنا ہے۔ (مسلم۔ کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ)

نزلے سے بچنے کا ایک طریقہ

یہ تمام باتیں ایسی ہیں جو صفائی کے ساتھ ساتھ حفظان صحت کے اصولوں کے لئے بھی ضروری ہیں۔ اب پانی سے ناک صاف کرنے کا جو حکم ہے یہ وضو کرتے وقت دن میں پانچ دفعہ ہے اور اگر ناک میں پانی چڑھا کر صاف کیا جائے تو کافی حد تک نزلے وغیرہ سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ مجھے کسی نے بتایا کہ جرمنی میں کسی کو نزلہ ہو گیا اور ڈاکٹر کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ تم لوگ جو (مومن) ہو، پانچ وقت وضو کرتے ہو تو ناک میں پانی چڑھاتے ہو، تم اگر اس طرح کرو تو کافی حد تک نزلے سے بچ سکتے ہو۔ یہ اس ڈاکٹر کی اپنی سوچ یا تحقیق تھی یا اس پر کوئی اور تحقیق ہو رہی ہے یا ہوئی ہے لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بہر حال اس میں حقیقت ہے۔ اس کا کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ ہر ایک کے لئے ناک میں پانی چڑھانا مشکل ہوگا کیونکہ ناک میں زور سے پانی چڑھانا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ذرا سی تکلیف بھی ہوتی ہے لیکن میں نے تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ اگر ناک میں پانی ٹھیک طرح چڑھایا جائے اور صاف کیا جائے تو نزلے میں کافی فرق پڑتا ہے۔ پھر ناخن کٹوانا ہے، اس میں ہزار قسم کے گند پھنس جاتے ہیں لیکن آج کل بعض مردوں میں لیکن عورتوں میں تو اکثریت میں یہ فیشن ہو گیا ہے کہ لمبے لمبے ناخن رکھو اور ان کو کوئی گندگی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ بہر حال یہ سب پر واضح ہو جانا چاہیے کہ ناخن کٹوانے کا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور لمبے ناخن رکھنے کا نقصان ہی ہے فائدہ کوئی نہیں۔

جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنے کی ذمہ داری

صفائی کے ضمن میں ایک انتہائی ضروری بات جو جماعتی طور پر ضروری ہے وہ ہے جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنا۔ اس کا پہلے میں ذکر کر چکا ہوں۔ اس کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہیے۔ اور خدام الاحمدیہ کو وقار عمل بھی کرنا چاہیے۔ اور اگر عمارت کے اندر کا حصہ ہے تو لجنہ کو بھی اس میں حصہ لینا چاہیے۔ اور اس میں سب سے اہم عمارات (بیوت الذکر) ہیں (بیوت الذکر) کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہیے، خوبصورت بنانا چاہیے۔ اور اس کے ساتھ ہی (بیت الذکر) کے اندر کی صفائی کا بھی خاص اہتمام ہونا چاہیے۔ چند سال پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑا تفصیلی خطبہ اس ضمن میں دیا تھا اور توجہ دلائی تھی۔ کچھ عرصہ تک تو اس پر عمل ہوا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس پر توجہ کم ہو گئی۔ خاص

طور پر پاکستان اور ہندوستان میں (بیت الذکر) کے اندر ہال کی صفائی کا بھی باقاعدہ انتظام ہو۔تنکوں کی وہاں صفیں بچھی ہوتی ہیں۔صفیں اٹھا کر صفائی کی جائے، وہاں دیواروں پر جالے بڑی جلدی لگ جاتے ہیں، جالوں کی صفائی کی جائے۔پنکھوں وغیرہ پر مٹی نظر آ رہی ہوتی ہے وہ صاف ہونے چاہئیں۔غرض جب آدمی (بیت الذکر) کے اندر جائے تو انتہائی صفائی کا احساس ہونا چاہیے کہ ایسی جگہ آ گیا ہے جو دوسری جگہوں سے مختلف ہے اور منفرد ہے۔اور جن (بیوت الذکر) میں قالین وغیرہ بچھے ہوئے ہیں وہاں بھی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔لمبا عرصہ اگر صفائی نہ کریں تو قالین میں بو آنے لگ جاتی ہے، مٹی چلی جاتی ہے۔خاص طور پر جمعے کے دن تو بہرحال صفائی ہونی چاہیے۔اور پھر حدیثوں میں آیا ہے کہ دھونی وغیرہ دے کر ہوا کو بھی صاف رکھنا چاہیے اس کا بھی باقاعدہ انتظام ہونا چاہیے۔لیکن (بیت الذکر) میں خوشبو کے لئے بعض لوگ اگر بتیاں جلا لیتے ہیں۔بعض دفعہ اس کا نقصان بھی ہو جاتا ہے، پاکستان میں ایک (بیت الذکر) میں اگر بتی کسی نے لگا دی اور آہستہ آہستہ الماری کو آگ لگ گئی نقصان بھی ہوا۔ایک تو یہ احتیاط ہونی چاہیے کہ جب موجود ہوں تب ہی لگے۔دوسرے بعض اگر بتیاں ایسی ہوتی ہیں جن میں اتنی تیز خوشبو ہوتی ہے کہ دوسروں کے لئے بجائے آرام کے تکلیف کا باعث بن جاتی ہیں۔اس سے اکثر کو سر درد شروع ہو جاتی ہے۔تو ایسی چیز لگانی چاہیے یا دھونی دینی چاہیے جو ذرا ہلکی ہو۔

ایک حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اس بات کی تحریک کرتے رہتے تھے کہ خاص طور پر اجتماعات کے دنوں میں جب لوگ اکٹھے ہو رہے ہوں مسجدوں کی صفائی کا خیال رکھا کریں اور ان میں خوشبو جلایا کریں تا کہ ہوا صاف ہو جائے۔(مشکوٰۃ۔کتاب الصلوٰۃ)

ایک اور روایت ہے۔آپؐ ہمیشہ صحابہ کو نصیحت کرتے رہتے تھے کہ اجتماع کے موقع پر بدبودار چیزیں کھا کر مسجد میں نہ آیا کریں۔جب نمازوں کے لئے مسجد میں آتے ہیں تو پیاز اور لہسن وغیرہ چیزیں کھا کر نہ آئیں۔(بخاری۔کتاب الاطعمہ)

اور اس کے ساتھ ہی بعض دفعہ جرابیں بھی کئی دنوں کی گندی ہوتی ہیں ان سے بھی بو آتی ہے وہ بھی پہن کے نہیں آنا چاہیے۔......

اللہ تعالیٰ ہمیں ظاہری اور باطنی صفائی کی طرف توجہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (الفضل انٹرنیشنل 7 تا 14 مئی 2004ء)

خطبہ جمعہ فرمودہ 30/اپریل 2004ء سے اقتباس

- قناعت اور سادگی کو اپنائیں تو دین کی خدمت کے مواقع بھی میسر آئیں گے
- اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے
- دوسروں کی رقم بٹورنے والوں کو بھی خوف خدا کرنا چاہیے
- کھانے میں سادگی اپنائیں
- آجکل کے فیشن کی بجائے دائیں ہاتھ سے کھانا کھائیں
- واقفین زندگی کے لئے قیمتی نصائح

✵

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے ذیل کی آیت تلاوت فرمائی:-

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ـ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ـ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ○ (سورۃ آل عمران:۱۵)

اس کے بعد فرمایا:-

اس کا ترجمہ ہے کہ لوگوں کے لئے طبعًا پسند کی جانے والی چیزوں کی یعنی عورتوں کی اور اولاد کی اور ڈھیروں ڈھیر سونے چاندی کی اور امتیازی نشان کے ساتھ داغے ہوئے گھوڑوں کی اور مویشیوں اور کھیتیوں کی محبت خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے۔ یہ دنیوی زندگی کا عارضی سامان ہے اور اللہ وہ ہے جس کے پاس بہت بہتر لوٹنے کی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا دار طبعًا یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کے پاس خوبصورت اور مالدار عورتیں ہوں ان کی زوجیت میں، آجکل بھی دیکھ لیں مالدار لوگ یا پیسے والے لوگ یا اس کی سوچ کو رکھنے والے اکثر مالدار گھرانے میں اس لئے شادیاں کرتے ہیں کہ یا تو ان کی طرف سے کچھ مال مل جائے گا یا دونوں طرف کا مال اکٹھا ہو کر ان کے مال میں اضافہ ہوگا۔ اس بات کی پرواہ کم کی جاتی ہے کہ جن چار وجوہات کی بناء پر رشتہ کیا جانا چاہیے یعنی مال (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے)، خاندان، خوبصورتی یا دینداری۔ ان میں سے اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے زیادہ پسندیدہ دین ہے، اس کی پرواہ کم کی جاتی ہے۔ لیکن مال کی طرف سب سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ اور پھر یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ اولاد کو اور اولاد میں بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ زیادہ لڑکے ہوں۔ آجکل کے پڑھے لکھے لوگوں میں بھی، ترقی یافتہ زمانے میں بھی یہ سوچ ہے اور یہ سوچ بڑی کثرت سے پائی جاتی ہے کہ لڑکے پیدا ہوں اور باپ کی طرح دنیاداری کے کاموں میں باپ کے ساتھ کام کریں۔

پھر جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ مال ہو، ڈھیروں ڈھیر مال کی خواہش ہو اور جتنا مال آتا ہے اتنی زیادہ

حرص بڑھتی چلی جاتی ہے اور کوشش ہوتی ہے کہ جس ذریعے سے بھی مال حاصل ہوسکتا ہے کیا جائے۔ دوسروں کی زمینوں پر قبضہ کر کے بھی زمینیں بنائی جاسکیں تو بنائی جائیں، دوسروں کے پلاٹوں پر بھی قبضہ کیا جائے، کاروبار پھیلایا جائے، کارخانہ لگائے جائیں، سواریوں کے لئے کاریں خریدی جائیں، ایک گاڑی کی ضرورت ہے تو تین تین چار چار گاڑیاں رکھی جائیں اور پھر ہر نئے ماڈل کی کار خریدنا فرض سمجھا جاتا ہے۔

تو فرمایا کہ یہ سب دنیوی زندگی کے عارضی سامان ہیں ایک مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ ان عارضی سامانوں کے پیچھے پھرتا رہے۔ دنیا کے پیچھے پھرنا تو کافروں کا کام ہے، غیر مومنوں کا کام ہے، تمہارا مطمح نظر تو اللہ تعالیٰ کی رضا، اس کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت ہونا چاہیے۔

لیکن بدقسمتی سے اس خوبصورت اور پاکیزہ تعلیم کے باوجود مسلمانوں نے دنیا کو ہی مطمح نظر بنالیا ہے اور حرص اور ہوس انتہا تک پہنچ چکی ہے۔ دجال کے دجل کی ایک یہ بھی تدبیر تھی جس سے مقصد مسلمانوں کو دین سے پیچھے ہٹانا تھا اور اس میں وہ کامیاب بھی ہوگئے ہیں۔ اور قناعت اور سادگی کو بھلا دیا گیا ہے اور ہوا و ہوس کی طرف زیادہ رغبت ہے اور امیر سے امیر تر بننے کی دوڑ لگی ہے۔

موجودہ دور کے احمدیوں کی ذمہ داریاں

پس ان حالات میں خاص طور پر احمدیوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ہر طبقہ کے احمدی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ قناعت اور سادگی کو اپنائیں۔ تو دین کی خدمت کے مواقع بھی میسر آئیں گے، دین کی خاطر مالی قربانی کی بھی توفیق ملے گی، اپنے ضرورت مند بھائیوں کی خدمت کی بھی توفیق ملے گی، ان کی خدمت کر کے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی بھی توفیق ملے گی اور دنیا کے کاموں میں فنا ہونے سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی عبادات بجالانے کی بھی توفیق ملے گی۔ اور آخر کو انسان نے اللہ تعالیٰ کے حضور ہی حاضر ہونا ہے، اسی طرح زندگی چلتی ہے۔ ایک دن اس دنیا کو چھوڑنا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہی بہترین جگہ ہے اور یہ بہترین جگہ اس وقت حاصل ہوگی جب دنیا داری کو چھوڑ کر میری رضا کے حصول کی کوشش کرو گے اور میرے احکامات پر عمل کرو گے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ۔ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا

یَعْلَمُوْنَ (العنکبوت:۶۵) یعنی اور یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشا کے سوا کچھ بھی نہیں اور یقیناً آخرت کا گھر ہی دراصل حقیقی زندگی ہے کاش کہ وہ جانتے۔

اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے

......پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:''اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے۔ اور لوگوں سے محبت سے پیش آنا نصف عقل ہے اور سوال کو بہتر رنگ میں پیش کرنا نصف علم ہے۔''

(بیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ باب الحذر التانی فی السور صفحہ ۴۳۰)

تو دیکھیں میانہ روی اور اپنے اخراجات کو کنٹرول کرنا اس حدیث کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تمہارے حالات ہیں ان پہ صرف کنٹرول کرنے سے ہی اور اعتدال کے ساتھ اخراجات کرنے سے ہی مالی لحاظ سے اپنی ضروریات کو نصف پورا کر لیتے ہو۔

پھر فرمایا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہی روایت ہے کہ:-

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاح پا گیا جس نے اس حالت میں فرمانبرداری اختیار کی جبکہ اس کا رزق صرف اس قدر ہو کہ جس میں بمشکل گزارا ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت بخشی ہو''۔ (ترمذی کتاب الزھد)

تو دیکھیں قناعت کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اس لئے کم پیسے والوں کے لئے بھی ایسی کوئی شرمندگی کی بات نہیں اگر شکر گزاری ہے تو فلاح بھی آپ کا مقدر ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

''ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہو (جو لوگ قناعت نہیں کرتے اور حرص میں رہتے ہیں ان کے بارے میں یہ ہے)۔ ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہو تب بھی وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی آ جائے۔ اس کے منہ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے''۔

(سنن الترمذی ابواب الزھد باب ما جاء لو کان لابن آدم وادیان من مال)

تو قناعت نہ کرنے والوں کا یہ نقشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھینچا ہے۔ حریص آدمی تو یہی کوشش کرتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز اس کے پاس آ جائے اور تب بھی اس کی حرص پوری نہیں ہوتی۔ اور جب تک وہ زندہ رہتا ہے یہی حرص اسے اس دنیا میں بھی جہنم میں مبتلا کئے رکھتی ہے۔ کیونکہ اتنی زیادہ حرص بہر حال تکلیف میں مبتلا رکھتی ہے۔ تو مومن کو ان چیزوں سے بچنا چاہیے اور اگر کبھی ایسی سوچ بن جاتی ہے تو اپنے آپ کو پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور توجہ کرتے ہوئے جھکنا چاہیے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے جھکے، توبہ استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

اب بعض لوگ اچھے بھلے اپنے کاروبار ہونے کے باوجود دوسروں کے پیسوں پر نظر رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور کئی کم تجربہ کار اپنی بے عقلی سے زیادہ پیسہ کمانے کے لالچ میں ایسے لوگوں کی باتوں میں آ جاتے ہیں اور پھر اپنے پیسوں سے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور پھر نظام جماعت کو لکھتے ہیں یا مجھے لکھتے ہیں کہ فلاں احمدی کو ہم نے اس طرح اتنی رقم دی تھی وہ سب کچھ کھا گیا۔ اور اب ہم خالی ہاتھ ہو گئے ہیں تو ہماری مدد کی جائے اور رقم ہمیں واپس دلوائی جائے۔

تو ایسے لوگوں کو یہ پہلے سوچنا چاہیے کہ واقعی یہ کاروبار اس طرح ہو بھی سکتا تھا کہ نہیں یا صرف کسی نے باتوں میں لگا کے، چکنی چپڑی سنا کے، بتا کے تمہارے سے پیسے اور رقم بٹور لی۔ اگر قناعت کرتے رہتے اور کم منافع پر بھی کماتے رہتے تو کم از کم ایسے حالات تو نہ پیدا ہوتے۔ بلکہ ہوسکتا ہے کہ آپ کا سرمایہ کئی گنا زیادہ ہو چکا ہوتا۔ اس کے بعد جو رقم ضائع ہوگئی منافع تو کیا ملنا تھا رقم بھی گئی اصل سرمایہ بھی گیا۔

لیکن ساتھ ہی میں ان احمدیوں کو بھی جو اس طرح کے کاروبار کا لالچ دے کر دوسروں کی رقم بٹورتے ہیں اور کاروبار میں بنکوں سے دوسرے شخص کی امانت پر رقم لے کر لگاتے ہیں، دوسروں کے نام پر کاغذات بناتے ہیں، غلط بیانی کرتے ہیں اور دوسروں کو ان کی جائیداد یا رقم سے محروم کر دیتے ہیں۔ ان کو میں کہتا ہوں ان کو بھی خوف خدا کرنا چاہیے۔ دنیا کی اتنی حرص کیا ہوگئی ہے۔ اگر قناعت کرتے، اگر امیر سے امیر تر بننے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا خوف پیش نظر رکھتے تو ایسی حرکت کبھی نہ کرتے۔ جماعتی خدمات سے بھی محروم نہ ہوتے اور اپنے ماحول میں شرمندگی بھی نہ اٹھاتے۔ ہم باوجود اس بات کا علم ہونے کے کہ:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا نصیحت کی ہے، ہر احمدی بچے کو بھی پتہ ہے احمدی ماحول میں اس کا ذکر ہوتا رہتا ہے کہ ہمیشہ مالی معاملات یا دنیاوی معاملات میں اپنے سے اوپر نظر نہ رکھو بلکہ اپنے سے کم تر

کو دیکھو یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ جانو اور شکر ادا کر سکو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 ص254 بیروت)

کھانے میں سادگی اپنائیں

......قناعت کے یہ معیار ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائے۔ہم آجکل عمدہ عمدہ کھانے کھانے کے بعد بھی یہ نخرے کر رہے ہوتے ہیں کہ اس میں نمک زیادہ ہے،اس میں مرچ کم ہے یا اس میں مرچ زیادہ ہے،اس میں ہزاروں قسم کے نقص نکال رہے ہوتے ہیں۔بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اس زمانے میں ہمیں ایسی خوراک میسر ہے۔آجکل یہ نہیں کہ صرف آدمی سرکہ ہی کھائے،جیسا کہ میں نے پہلے کہا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے اور ان سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے لیکن شکر ادا کرتے ہوئے اور شکر کے جذبات پہلے سے زیادہ بڑھنے چاہئیں۔

......آجکل ایک فیشن ہے چھری کانٹے سے کھانے کا وہ تو خیر کوئی حرج نہیں کھالینا چاہیے لیکن اس فیشن میں کیونکہ یہاں کے لوگ بائیں ہاتھ سے کانٹا پکڑ کر کھاتے ہیں اس لئے بائیں ہاتھ سے کھایا جاتا ہے۔اس بارے میں بھی احمدیوں کو جو (دینی) تعلیم ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔رعبِ دجال میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

واقفین زندگی کے لئے قیمتی نصائح

......اب میں واقفین کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کا اقتباس پڑھتا ہوں۔آج تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے حالات بہت بدل گئے ہیں اور واقفین زندگی کے لئے بھی جماعت وسائل کے لحاظ سے جس حد تک سہولتیں بہم پہنچا سکتی ہے پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔لیکن واقفین زندگی اور اب واقفین نو بھی بعض اس عمر کو پہنچ گئے ہیں اور جامعہ میں بھی ہیں کچھ اور کالجوں میں پڑھ رہے ہیں ان کو حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ ہمیشہ پیش نظر رکھنے چاہیں جو میں پڑھوں گا۔آپؑ فرماتے ہیں کہ:-

> ''ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور پر کچھ کر کے دکھانے والے ہوں،علمیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں ہے۔ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہ کر یا کم از کم ہماری کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرنے سے ان کی

علمیت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو۔

(دعوت الی اللہ کے) سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے، مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کردیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی اشاعت اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے۔ یہ جو چین کے ملک میں کئی کروڑ مسلمان ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی صحابہ میں سے کوئی شخص پہنچا ہوگا۔ اگر اسی طرح بیس یا تیس آدمی متفرق مقامات میں چلے جاویں۔ (اب تو اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ہزاروں دے دیے ہیں) تو بہت جلدی (دعوت الی اللہ) ہوسکتی ہے۔ (سینکڑوں تو میدان میں ہیں اور ہزاروں پیچھے سے آرہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔) مگر جب تک ایسے آدمی ہمارے منشاء کے مطابق اور قناعت شعار نہ ہوں تب تک ہم ان کو پورے پورے اختیارات بھی نہیں دے سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے قانع اور جفاکش تھے کہ بعض اوقات صرف درختوں کے پتوں پر ہی گزر کر لیتے تھے''۔　　(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 682۔ جدید ایڈیشن)

(الفضل انٹرنیشنل 14 تا 20 مئی 2004ء)